مشہور مصنف جیمس پیٹرسن کے جادوگر قلم کی فسوں گری

خونی ہیرے

امجد رئیس

جرائم... مافیا کی سفاک دنیا پر خون ریزی اور ظلم کی حکمرانی راج کرتی ہے... جہاں ہر موڑ پر انسانی جان سے زیادہ دولت کی اہمیت ہوتی ہے... طاقت کا قانون... دھماکے... برستی گولیاں... مارو یا مر جائو... مافیا کے کرداروں سے مزین ایک ایسی ہی سنسنی خیز داستان... دولت و زر نے انہیں ایک دوسرے کا قاتل بنا دیا تھا... ایک قاتل کے پیچھے دوسرے قاتل کا تعاقب جاری تھا... چمکتے دمکتے ہیروں نے انسانوں کے درمیان لالچ... دشمنی اور نفرت کی تاریکی پھیلا رکھی تھی... کوئی بھی سرِ تسلیم خم کرنے کو تیار نہ تھا... زندگی اور موت کے درمیان حائل حدِ فاصل لمحہ بہ لمحہ زائل ہو رہی تھی...

پرتجسس... سنسنی خیز انگلش ناول کی ناقابلِ فراموش تلخیص...

"بعض انسانوں کو ختم کرنا ازحد دشوار ہوتا ہے۔"

گرینڈ سینٹرل ٹرمینل کے اندھے گوشوں میں والٹر زیلویز جیسے کانٹریکٹ کلر کی وہ آخری رات تھی۔ تاہم اسے ختم کرنا کوئی بچوں کا کھیل نہیں تھا۔ کوئی بھی "گھوسٹ" کو آسان کام کے لیے ہائر نہیں کرسکتا تھا۔

رات گیارہ بجے "گھوسٹ" وہاں موجود تھا۔ ڈائمنڈ سنڈیکیٹ نے گھوسٹ کو ہائر کیا تھا۔ سنڈیکیٹ کے لیے والٹر کی افادیت ختم ہوگئی تھی۔ ذمے دار خود والٹر تھا۔ گھوسٹ کو والٹر کے خاتمے کا مشن سونپا گیا تھا۔

گھوسٹ کی تیاری مکمل تھی۔ وہ بھیس بدل کے مخصوص لباس میں آیا تھا۔ بالوں میں سفیدی زیادہ تھی اور اُلجھی ہوئی داڑھی...... عام لباس پر ایک کمبل جس کے سوراخ میں سے سر گزر گیا تھا۔ اسلحہ اسی "پونچو" (کمبل) کے نیچے تھا۔ وہ ایک بے خانماں مفلس شخص کی عکاسی کر رہا تھا۔ جو ٹریک 109 کے قریب کسی بینچ پر رات گزارنے کا خواہش مند ہو۔ اس کا انگ انگ الرٹ تھا۔ نگاہ ٹارگٹ پر تھی۔ والٹر زیلویز... ایک بھاری بھرکم بھدا شخص...... جس کے اعصاب اور ردِعمل کسی خطرناک زہریلے سانپ کے مانند تھے۔ گھوسٹ کے برخلاف والٹر اپنے شکار کو تڑپا تڑپا کے مارتا تھا۔

جذ اٹھاتا تھا۔ بے رحم روسی کلر برسوں سے سنڈیکیٹ کے لیے کام کر رہا تھا لیکن اب اس کا کام ختم ہونے والا تھا۔

گھوسٹ کے لیے یہ مار دو یا مر جاؤ والا مشن تھا۔ بلاشبہ یہ موت کا موت سے ڈوئل تھا۔ گھوسٹ حد درجہ محتاط تھا۔ ڈپارچر کا اسکرین کہہ رہا تھا کہ والٹر کی مطلوبہ ٹرین تیس منٹ تاخیر کا شکار ہے۔ والٹر دل ہی دل میں گالیاں ایجاد کر رہا تھا۔

والٹر نے کافی کا دوسرا کپ ختم کر کے ٹریش کین کی نذر کیا۔ وہ ائرپورٹ کے بجائے ریلوے اسٹیشن آیا تھا۔ جہاں سامان کی چیکنگ ہوتی تھی نہ میٹل ڈیٹکٹر ...... نہ ہی کوئی سیکیورٹی۔ کیا اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ اب اسے نکل جانا چاہیے۔ مثانہ ہلکا کرنے کے لیے وہ مردانے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ باتھ روم، اجل خانہ ثابت ہو گا۔ گھوسٹ نے سوچا۔ والٹر ماربل فلور کراس کر کے باتھ روم میں چلا گیا۔ وہاں مسافروں کا آنا جانا رہتا ہے لیکن اس وقت باتھ روم خالی تھا۔ اتفاق تھا، یا فرشتۂ اجل نے اس کے لیے باتھ روم کا انتخاب کیا تھا۔ والٹر اندر قدم رکھنے سے پہلے غیر متوقع طور پر برق رفتاری سے پلٹا۔ گھوسٹ فاصلے پر بیٹھا تھا۔ والٹر نے اسے دیکھا اور متاثر نہیں ہوا اور دائیں بائیں دیکھا۔ ''میں جانتا ہوں، تم پروفیشنل ہو۔ جو ہمیشہ اپنی پشت پر نظر رکھتا ہے۔'' گھوسٹ نے سوچا۔ والٹر اندر چلا گیا تھا۔

گھوسٹ نے کھڑے ہو کر ٹرمینل کا جائزہ لیا۔ پچاس فٹ کے فاصلے پر ایک باوردی پولیس والا موجود تھا۔ وہ مسافروں کی مدد کر رہا تھا۔ ''مردانہ'' دروازے سے عاری تھا۔ داخلے کے لیے ''ایل'' کی شکل والی انٹری تھی۔ بوجہ والٹر نظر نہیں آ رہا تھا۔ گھوسٹ اندر داخل ہوا سامنے دیوار تھی۔ اس نے دستانے چڑھائے اور دائیں جانب مڑا۔ والٹر ایک جگہ پیشاب کے لیے مخصوص جگہ پر کھڑا تھا۔ گھوسٹ نے اپنے مخصوص تین الفاظ دہرائے۔ ''میں ناقابلِ شکست ہوں۔'' وہ شکار پر جھپٹنے سے قبل یہ الفاظ دہراتا تھا...... خاموشی سے۔ بعدازاں رواں اور تیز حرکت کے ساتھ وہ باتھ روم میں داخل ہوا۔ آواز نہ آہٹ...... گربہ پا۔ کمبل میں سے گلوک نکالا اور قریب سے والٹر کی کھوپڑی پر گولی ماری۔ اچنبھا...... گولی نے ٹارگٹ کو نہیں چھوا۔

''بعض انسانوں کو ختم کرنا از حد دشوار ہوتا ہے۔''

☆☆☆

والٹر نے مثانہ خالی کرنے کے لیے کبھی ایسی جگہ کا انتخاب نہیں کیا تھا جہاں سے وہ پشت پر نگاہ نہ رکھ سکے۔ باتھ روم میں وہ اس مقام پر رکا تھا جس کے فلیش پائپ پر کروم پالش تھی۔ یہ آئینہ تو نہیں تھا۔ تاہم تین چیزیں دکھانے کے لیے کافی تھا...... آدمی، ہاتھ اور گن۔

وہ بروقت دائیں پیر کی ایڑی پر گھوما اور ہاتھ چھرے کے مانند گھوسٹ کی کلائی پر مارا۔ جو گولی چلا چکا تھا۔ گولی کا زاویہ تبدیل ہوا اور شیشہ چکنا چور ہو گیا۔ والٹر کا گھونسا اینٹ کے مانند گھوسٹ کے پیٹ میں لگا۔ ضرب کے باعث وہ ٹوائلٹ کے دروازے سے ٹکرایا۔ گلوک ہاتھ سے نکل کر چکنے فرش پر پھسل گیا۔

یہ دیکھ کر گھوسٹ نے لعنت بھیجی کہ مردود ابھی تک فارغ نہیں ہوا تھا۔ اسے پروا بھی نہیں تھی۔ اس کا قاتل ہاتھ گن کے لیے لباس میں چلا گیا تھا...... گھوسٹ نے کروٹ بدلی اور متصل ٹوائلٹ میں گھس گیا۔ والٹر کی گولی وہاں ٹکرائی جہاں چند سیکنڈ پیشتر گھوسٹ کا سر تھا۔ گھوسٹ پشت کے بل پڑا تھا۔ والٹر کا پلّہ بھاری تھا لیکن گھوسٹ ''ناقابلِ شکست تھا'' اس نے دونوں پیر جوڑ کر بھرپور طاقت سے ٹوائلٹ کے دروازے پر مارے۔ ڈور قبضوں سے اکھڑ کر اڑتا ہوا والٹر سے ٹکرایا اور والٹر کا تصادم سنک سے ہوا لیکن روسی ریچھ نے گن نہیں چھوڑی۔ والٹر کو مہلت فراہم کرنا خودکشی تھی۔ گھوسٹ اپنی گن کی طرف جانے کے بجائے، طوفان بن کر جھپٹا اور اُڑتا ہوا والٹر سے ٹکرایا۔ گن والا ہاتھ گھوسٹ نے شدت سے سنک پر دے مارا۔ اسے توقع تھی کہ ہڈی ٹوٹنے کی آواز آئے گی۔ تاہم ایسا کچھ نہیں ہوا بلکہ آئینہ بکھر کر سوئے زمین گیا۔ گھوسٹ سرتاپا مانندِ برق تھا۔ عمل اور ردِعمل میں بلا کی سرعت تھی۔ دونوں مشاق تھے، کھلاڑی تھے۔ دونوں آگاہ تھے کہ ایک کی موت لازمی ہے۔

گھوسٹ نے عین اس وقت آٹھ انچ لمبا شیشے کا کٹیلا ٹکڑا فضا میں ہی تھام لیا۔ ٹھیک اس وقت دونوں نے جنونی مینڈھوں کے مانند سر ٹکرائے۔ اِدھر سروں کا تصادم ہوا، اُدھر گھوسٹ نے شیشے کی چھری روسی قاتل کی موٹی گردن میں اتار دی۔ والٹر کے حلق سے درد بھری چیخ برآمد ہوئی۔ اس نے گھوسٹ کو پرے دھکیلا اور ایک مہلک غلطی کر بیٹھا...... اس نے شیشے کی چھری گردن سے کھینچ لی۔ نتیجتاً لہو اس طرح اُبلا جیسے کسی نے بھرے پانی کا نلکا کھول دیا ہو۔ والٹر تڑپ کر غراتا ہوا بھاگا۔ ایک ہاتھ گردن پر تھا۔ دوسرے ہاتھ سے وہ عقب میں اندھی فائرنگ کر رہا تھا۔ کچھ دیر گھوسٹ زمین سے چپکا رہا۔ پھر گلوک پر قبضہ جمایا اور اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ والٹر باہر نکل گیا تھا۔ عقب میں گھوسٹ بھی لپکا۔ بے تحاشا جریان

خون کے باعث اس کی موت یقینی تھی لیکن تصدیق کے لیے گھوسٹ کے پاس وقت نہیں تھا۔ اس نے گلوک سے نشانہ لیا اور پھر......

''پولیس۔ ڈراپ اِٹ۔''

گھوسٹ مڑا۔ ایک موٹا تازہ، بے ہنگم پولیس والا...... بے ڈھنگے انداز میں گن بدست دوڑا آ رہا تھا۔ اسے گرانا بہت آسان تھا لیکن یہ گھوسٹ کا کام نہیں تھا۔ ویسے بھی یہ نیویارک تھا۔ ایک کو مارنے کا مطلب تھا، درجن اور آ جاتے۔ گھوسٹ نے اوپر تلے تین فائر اس کی ٹانگوں میں کیے۔ پولیس والا ناچ اٹھا اور زخمی ہوئے بغیر ہی لڑھک گیا۔ وہ ستون کی آڑ لینے کی کوشش کر رہا تھا۔ گھوسٹ نے کمبل میں ہاتھ ڈال کر دو عدد دھوئیں کے بومب نکالے۔ دونوں کی پن نکال کر دے مارا۔ ''بومب!'' بومب سماعت شکن دھماکے سے ماربل سے ٹکرائے۔ سیکنڈوں کے اندر سو میٹر کے دائرے میں گاڑھا سرخی مائل سیاہ دھواں پھیل گیا۔ فائرنگ نے پہلے ہی دہشت پھیلا دی تھی۔ رہی سہی کسر دھماکوں نے پوری کر دی۔ افراتفری کا عجب عالم تھا...... اِک حشر بپا تھا جس کے جہاں سینگ سمائے، بھاگ اٹھا۔

نصف درجن پولیس مین تیرگی میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے تھے۔

گھوسٹ غائب ہو چکا تھا۔

☆☆☆

میں قسم کھاتا ہوں کہ میرا نام میتھیو بینن ہے۔ میں بارسن، نیویارک سٹی میں فائن آرٹس کا طالب علم ہوں...... لیکن قسم کھانے کی کیا ضرورت ہے۔ پینٹر کے شعبے کے انتخاب کے لیے یہ ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ آپ کبھی امرا کی صف میں شامل نہیں ہو سکتے۔ ممکن ہے، میری بقیہ زندگی فاقہ کشی کی نذر ہو جائے لیکن ہوا کیا...... حقائق کرشماتی انداز میں تبدیل ہو گئے۔ ایک رات گرینڈ سینٹرل ٹرمینل کے مقام پر جب ایک لاکر سے مجھے اچانک ملین ڈالرز کے قیمتی ہیرے ہاتھ لگے۔ گویا میگا ملین لاٹری کھل گئی تھی۔ میں جانتا تھا کہ یہ سب خواب کے مانند ہے۔

میں نے لاکر نمبر 925 پر ہوشربا خزانہ حاصل کیا تھا۔ ہیرے چرمی بیگ میں بھرے تھے۔ ایک منٹ قبل میں مفلسی کے بارے میں سوچ رہا تھا اور دوسرے منٹ میں ہیروں کا بیگ میرے ہاتھ میں تھا۔

میرے والد اور ان کے والد دونوں میرین میں خدمات انجام دے چکے تھے۔ آرٹ کا شوق مجھے والدہ کی جانب سے ملا تھا۔ انہوں نے ابتدا میں مجھے سکھایا تھا۔ حالانکہ والد محترم ملٹری کی روایت کے حامی تھے۔ دونوں کی تکرار مفاہمت پر ختم ہوئی۔ میں نے چار سال میرین کور میں گزارے۔ بعدازاں تیس سال کی عمر میں ملک کے بہترین آرٹ پروگرام میں شامل ہو گیا۔

اب دفعتاً غربت کا تصور تحلیل ہو گیا تھا۔ میں خواب و خیال سے زیادہ امیر ہو چکا تھا۔ کوئی خطرہ بھی نہیں تھا۔ میرے اندازے کے مطابق ہیروں کا مالک حیاتِ فانی کو خیرباد کہہ چکا تھا۔

☆☆☆

آپ سوچ رہے ہوں گے کہ ایک بہترین اور نایاب اتفاق میری زندگی میں در آیا تھا لیکن ایسا نہیں تھا۔ بہترین چیز کیتھرائن سن بورن تھی۔ ہماری ملاقات وھٹنی میوزیم میں ہوئی تھی۔ اسے دیکھ کر میرا دل دھڑکنا بھول گیا تھا۔ وہ پری وش، خوش خصال، غنچہ دہن...... ایسی ہی تھی۔ اسے بچوں نے گھیرا ہوا تھا۔ میں جارج لوکس کی اپنی پسندیدہ ترین پینٹنگ ''آرمس ٹاریس'' کو گھور رہا تھا۔ ''جارج، امریکن ریلسٹ تھا۔'' کیتھرائن نے کہا۔

''اور میں ریکن رومینٹک۔'' ایک لڑکا بولا۔ قہقہہ بلند ہوا۔

''آہ، میں غریب وان گوگ۔'' دوسرا قہقہہ۔

نصف درجن کے قریب نوعمر لڑکوں کے مابین معلومات اور قہقہوں کا تبادلہ ہو رہا تھا۔ کیتھرائن مسکرا رہی تھی۔

''تم میں سے کوئی بھی اتنا فنی (funny) نہیں ہے۔'' میں نے کہا اور جارج کی پینٹنگ کی طرف اشارہ کیا۔

''تمہارے خیال میں یہ پینٹنگ مضحکہ خیز ہے۔'' ریکن رومینٹک بولا۔

''نہیں۔'' میں نے کہا۔ ''لیکن جارج ضرور کامیڈین تھا اور کامک السٹریٹر بھی۔ پھر اس نے سات مصوروں کی ٹیم بنائی، جو ''ایشکن اسکول'' کے نام سے معروف تھی۔

''کول۔'' لڑکے نے ستائش کی۔

''وہ خود بھی نرم خو اور ضبطِ نفس کا حامل تھا...... حتیٰ کہ ایک رات اس نے بے ہودہ مے نوش کو مار پیٹ کے بعد بار روم سے نکال دیا اور چند گھنٹوں بعد مردہ پایا گیا۔ اب تم لوگ اگر اپنی استانی سے مستفید ہونا چاہو تو کافی کچھ جان جاؤ

گے کہ ٹھنڈا دماغ، گرم کیسے ہوتا ہے۔"

میں وہاں سے ہٹ گیا۔

نصف گھنٹے بعد کیتھرائن نے مجھے تلاش کرلیا۔

"تمہاری کلاس کہاں ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"میں ان کی ٹیچر نہیں ہوں۔" وہ بولی۔ "ہر بدھ کے روز میوزیم میں، میں والنٹیئر ورک کرتی ہوں... بچوں نے تمہیں پسند کیا ہے اور معذرت خواہ ہیں...... تم چلے گئے تھے۔ میں بھی معذرت طلب ہوں۔ تم آرٹ کے بارے میں کافی کچھ جانتے ہو۔"

میں نے شانے اچکائے۔ "میں پینٹر ہوں۔ تاہم یہ کوئی بہت دلچسپ اور متاثر کن کہانی نہیں ہے۔"

"آرٹ کے بارے میں دوسرے افراد کے خیالات جاننا مجھے بہت پسند ہے۔ کیا میں تمہیں چائے اور لذیذ مفن کی آفر کرسکتی ہوں؟" وہ دلکش انداز میں مسکرائی۔

"میرا خیال ہے، نہیں۔"

کیتھرائن کی مسکراہٹ معدوم ہوگئی۔ آنکھوں میں حیرت نمایاں تھی۔

"لیکن یہی آفر میں تمہیں کرسکتا ہوں۔"

وہ پھر سے مسکرا اٹھی اور ہاتھ بڑھایا۔ "میرا نام کیتھرائن سن بورن ہے۔"

"میتھیو بینفن۔" میں نے اس کا نازک ہاتھ تھام لیا۔ اس کا نرم ہاتھ میرے ہاتھ کا نصف تھا۔ مصافحہ بمشکل دو سیکنڈ قائم رہا ہوگا لیکن میں سرتاپا ہل چکا تھا...... چائے نوشی کے دوران ہم گفتگو کرتے رہے۔ میں نے اپنے خواب کے بارے میں بتایا جو آرٹ سے متعلق تھا۔

"شاید میں تمہاری مدد کرسکوں۔" اس نے کہا۔ "میں آرٹ سکھاتی ہوں۔ میں تمہارا کام دیکھنا چاہوں گی۔ تم کل چند نمونے لے کر میری کلاس میں آسکتے ہو۔"

"لیکن تم نے کہا تھا کہ بچے تمہاری کلاس کا حصہ نہیں ہیں؟"

"ٹھیک کہا تھا۔ ہائی اسکول سے میرا تعلق نہیں ہے۔"

"اوہ...... اوکے...... تم کس گریڈ میں پڑھاتی ہو؟"

وہ مسکرائی۔ "کوئی گریڈ نہیں...... یہ ماسٹر پروگرام ہے۔ پارسن میں، میں فائن آرٹ کی پروفیسر ہوں۔"

میں دنگ رہ گیا۔ یہ عمر...... یہ حسن...... یہ ادا...... ایسا انداز۔ حسن اور ذہانت یکجا ہوگئے تھے۔ وہ پروفیسر تھی۔

میں مکمل طور پر خود کو اناڑی محسوس کررہا تھا۔

☆☆☆

آدھی رات تک میں سوچ بچار میں غلطاں رہا کہ کیتھرائن کو کون کون سی پینٹنگ دکھاؤں...... اگلے روز میں نے اپنی دانست میں چودہ بہترین تصاویر منتخب کیں اور کیتھرائن کے آفس میں پہنچ گیا۔ سچ یہ ہے کہ میں اندر ہی اندر پُراعتماد نہیں تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے میں بے لباس ہوگیا ہوں۔

"تم بنیادی طور پر ریلسٹ ہو۔" اس نے تصاویر دیکھ کر کہا۔ "اور مجھے توقع بھی تھی۔ تمہارا کام دیکھ کر مجھے ایڈورڈ ہوپر یاد آگیا۔ جب وہ کام کا آغاز کررہا تھا۔"

"میرا خیال ہے کہ تم کہنا چاہ رہی ہو کہ...... جب ہوپر کنڈرگارٹن میں انگلیوں سے پینٹنگ کرتا تھا؟"

کیتھرائن نے مترنم قہقہہ لگایا۔ مجھے اندازہ ہوا کہ یہ ایک نرم اور ظریفانہ قہقہہ تھا۔ وہ ایک قابل پروفیسر تھی۔

"اوہ، میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ تم دلچسپ آدمی ہو۔"

'اور تم بہت حسین،' میرے ذہن نے خیال آرائی کی۔

"ہوپر ایک لیجنڈری تھا لیکن اس کا ابتدائی کام اتنا شاندار نہیں تھا۔ میرا خیال ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ اس کے فن میں نکھار آتا گیا...... تصاویر کے نقوش میں جذبات اُجاگر ہونے لگے۔ "نائٹ ہاک" اس کا بہترین کام تھا اور میرا پسندیدہ بھی...... اس وقت وہ ساٹھ سال کا ہوچکا تھا۔" کیتھرائن نے وضاحت کی۔

میں نے سر کھجایا۔ "میں ساٹھ سال تک نہیں جاسکوں گا اور "نائٹ ہاک" جیسے شاہکار کے نصف کو بھی چھو نہ پاؤں گا۔"

"یوں نہ سوچو۔" وہ بولی۔ "صحیح اسکول میں اسٹڈی کرو گے تو بہت کچھ کرسکتے ہو۔"

"کوئی مشورہ؟ کہاں؟ ایمانداری سے بتانا۔"

"یہاں اور کہاں؟" کیتھرائن نے جواب دیا۔

اس مرتبہ میرا دل شدت سے دھڑکا تھا۔ میں نے بغور اسے دیکھا۔ وہ زیرلب مسکرا رہی تھی۔

میں نے نفی میں سرہلایا۔ "یہاں پارسن میں؟"

"یہ ممکن ہے...... ہارنے والے جیتنے والوں کے لیے جگہ خالی کرتے رہتے ہیں اور تم جیتنے والوں میں سے ہو۔" کیتھرائن نے اعتماد سے کہا۔

چھ ماہ بعد ہم ایک جان دو قالب کے روپ میں ڈھل

چکے تھے۔ تاہم دیگر طلبا و طالبات کے لیے یہ رنگ محبت خفیہ تھا۔

☆☆☆

اوکے، دولت کی طرف چلتے ہیں۔ میرا مطلب ہیروں سے ہے۔ لاکر نمبر 925۔ وہ رات میں کبھی نہیں بھول سکتا۔ گرینڈ ٹرمینل میں دوسرے مسافروں کے لیے وہ رات ایک بھیانک خواب کی طرح تھی۔

نیویارک میں، میں نے ٹینک دیکھے تھے، بومب سونگھنے والے کتے، کوپس کو نوائے...... وغیرہ...... سب کچھ این وائی پی ڈی (نیویارک پولیس ڈپارٹمنٹ) کی اینٹی ٹیرر ڈرل کا حصہ تھا۔

لہٰذا گرینڈ سینٹرل میں فائرنگ کے بعد وہ فلک شگاف دھماکوں نے پہلا تاثر دہشت گردی کا دیا۔ ہر طرف جیسے بھونچال آگیا۔ قیامت کا منظر تھا۔ چیخ و پکار...... ہر ایک اندھا دھند بھاگ رہا تھا۔ سرخی مائل دھوئیں نے دہشت میں اضافہ کر دیا تھا۔ میں نے وار زون میں خاصا وقت گزارا تھا لیکن یہاں میرا کوئی کام نہیں تھا۔ بوجہ میں نے بھی فرار میں ہی عافیت جانی...... معاً میری نظر خونی لکیر پر گئی۔ میں کیوں لہو کے نشانات کے پیچھے گیا؟ شاید یہ اضطراری حرکت ماضی کی وجہ سے تھی۔ جب میں نے چار سال میدان جنگ میں گزارے تھے۔ جلد ہی میں ایک بھاری بھرکم آدمی تک پہنچ گیا۔ وہ لاکرز کے قریب اپنے ہی خون میں لت پت پڑا تھا...... اس بھگدڑ میں کون رکتے اور اس طرف توجہ دینے کی زحمت کرتا۔ میں اس کے قریب گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔ کوئی شے میرے گھٹنے سے ٹکرائی...... گن۔

"ڈاکٹر کو کال کرو۔ خون رکنا چاہیے۔" وہ غرغرایا۔ وہ زندہ تھا۔ لہجہ غیر ملکی تھا۔ شاید روسی، لیکن وقت ہی نہیں تھا۔ صورت حال مایوس کن تھی۔ قبل اس کے، میں کچھ کہتا...... اس کی آنکھیں اوپر گھوم گئیں۔ جسم لرزا...... اس نے آخری سانس لی۔ وہ مر چکا تھا۔ میری نظر لاکر نمبر 925 پر گئی...... جہاں یقیناً اس کے ہاتھ کا خونی نشان چسپاں تھا۔ بلاشبہ وہ لاکر اسی کا تھا۔

لاکر کھلا ہوا تھا۔

☆☆☆

میرے ذہن میں ایک ہی خیال آیا کہ یہ مرتا ہوا آدمی پاگل تھا جو مدد حاصل کرنے کے بجائے لاکر کی فکر میں تھا۔ کیا لاکر میں اس کی زندگی سے زیادہ قیمتی شے تھی۔

"کامریڈ، تم نے نمبر 925 کو 911 پر ترجیح کیوں دی؟" میں نے سرگوشی کی۔ اگر میں نیم پاگل بھی ہوتا تو دوسروں کے ساتھ بھاگ نکلتا...... تجسس نے مجبور کیا تو میں کھڑا ہو گیا۔ دھواں کم ہونا شروع ہو گیا تھا۔

میں نے لاکر میں ہاتھ ڈال کر ایک بیگ نکالا۔ یہ ظاہر ہے، میرا نہیں تھا۔ ساخت پرانے میڈیکل بیگ کے مانند تھی۔ روسی احمق نہیں تھا۔ میڈیکل بیگ کا سامان، خون روکنے میں کافی حد تک مدد کر سکتا تھا۔ میں نے احتیاط سے بیگ کھول کر اندر جھانکا۔ میری آنکھیں پھٹی رہ گئیں۔ اس بیگ کے لیے تو کوئی بھی جان داؤ پر لگا سکتا تھا۔

☆☆☆

میں نے ہیرے پہلے بھی دیکھے تھے۔ میری ماں کی منگنی کے رنگ میں ایک ہیرا تھا۔ آنٹی کے کانوں میں دو ہیرے تھے لیکن بیگ میں جو کچھ میں دیکھ رہا تھا، اتنے ہیرے زندگی میں، ایک ساتھ نہیں دیکھے تھے۔ روسی مر چکا تھا۔ بیگ میرا تھا۔ کم از کم فی الحال میری ملکیت تھا۔ گن کی موجودگی بتا رہی تھی کہ روسی نے یہ بیگ کسی اور سے لیا ہے۔ یعنی یہ اس کا بھی نہیں تھا۔ کچھ دیر میں مخمصے کا شکار رہا لیکن یہ کشمکش جلد ہی ختم ہو گئی۔ میں نے فیصلہ کر لیا تھا۔ میں نے بیگ بند کر دیا۔ زندگی بدلنے والی تھی۔ کتنی جلدی کتنے آرام سے اور کتنی زیادہ۔

عقب سے آنے والی آواز نے مجھے خوابوں کی دنیا سے باہر نکالا۔

"پولیس، آہستگی سے گھوم جاؤ۔ بہت آہستہ...... ہاتھ میرے سامنے کرو۔"

حسب ہدایت میں گھوم گیا۔ وہ جوان افریقن امریکن پولیس مین تھا۔ گرانڈیل...... اس کے جثے نے مجھ پر کوئی اثر نہیں ڈالا۔ سروس ریوالور کا رخ میرے سینے کی جانب تھا۔

"ہم...... م...... زندگی تو پہلے ہی بدل چکی تھی۔

مردہ آدمی میرے قدموں میں تھا۔ ہیروں کا خزانہ ہاتھ میں۔ این وائی پی ڈی کا افسر گن بدست سر پر کھڑا تھا۔ اب کیا ہوگا؟ میں نے اس کی وردی پر نام پڑھا۔ "آفیسر کینڈل، خوشی ہوئی...... تم بروقت آئے ہو۔ شکر ہے خدا کا۔ میری مدد کرو۔"

"کون ہو تم؟ اور وہ کون ہے؟"

"میں ڈاکٹر جیسن ووڈ۔" میں نے تشویش سے کہا۔

"اور یہ کون ہے...... مجھے نہیں معلوم۔ لیکن اتنا بتا سکتا ہوں کہ یہ مر چکا ہے۔" میں نے پولیس مین کی گن کو نظر انداز کر

دیا تھا۔ ''میرے پہنچنے تک یہ ختم ہو گیا تھا۔''

کینڈل نوجوان اور جلد باز پولیس مین معلوم ہو رہا تھا۔ پولیس اکیڈمی سے نکلنے کے بعد غالباً شاذ ہی اس کا واسطہ اس قسم کی صورتِ حال سے پڑا تھا۔

''پلیز ایک احسان کرو۔'' میں نے بے اعتنائی سے اس کی جانب دیکھے بغیر کہا۔ ''اس گن کا رخ کسی اور طرف کر لو۔''

''سوری ڈاک۔'' اس نے گن ہولسٹر میں رکھ لی۔

میں لاش پر اس طرح جھک گیا، جیسے کوئی اہم کام کرنا ہو۔

''اسے بومب کا ٹکڑا لگا ہے۔ چوٹ شدید تھی...... تمہیں پتا ہے۔ کون ہو سکتا ہے؟''

''نہیں۔'' نوجوان پولیس مین نے کہا۔ ''میں چھیالیسویں اسٹریٹ پر تھا۔ اس وقت یہاں بومب بلاسٹ کی اطلاع ملی۔ میں فی الفور اس طرف بھاگا۔''

''ایک منٹ رکو۔ میری کال آ رہی ہے۔'' میں نے سیل فون نکال کر کان سے لگایا اور اداکاری شروع کی۔

''ہیلو، دس از ڈاکٹر ووڈ...... ہاں، جانتا ہوں...... اس وقت میں گرینڈ سینٹرل میں تھا...... دھماکوں کے باعث الجھ گیا۔ جتنی جلدی ہو سکے گا میں ایمرجنسی روم میں پہنچ جاؤں گا۔''

میں کھڑا ہو گیا۔ ''دیکھو آفیسر، یہ آدمی کسی بھی قسم کی مدد سے بے نیاز ہے لیکن سینٹ ونسنٹ میں مریضوں کو میری ضرورت ہے۔ مجھے جانا ہو گا۔ کیا سب وے کام کر رہا ہے؟''

''شٹ ڈاؤن۔''

''آل رائٹ، پیدل ہی سہی۔''

کینڈل کا ریڈیو بیدار ہو گیا۔ ''دس۔ تیرہ۔ دہراتا ہوں، دس تیرہ...... آل یونٹ۔ آفیسر کو بیک اپ درکار ہے۔ متعدد لٹیرے یہاں فائیو بورو جیولر، بیالیس اسٹریٹ پیج وے پر فائرنگ کر رہے ہیں۔''

کینڈل مشکل میں نظر آیا۔ ''میں روانہ ہو رہا ہوں۔'' اس نے کہا۔ ''تم یہاں کورونر کا انتظار کرو۔'' یہ کہہ کر وہ لڑھکتا ہوا بھاگا۔ اس کی نظروں سے اوجھل ہوتے ہی میں نے اپنا راستہ پکڑا۔ میری روانگی اس کی نسبت بہت تیز تھی۔

میں بدحواس مسافروں کے درمیان راستہ بناتا ہوا چھ منٹ کے اندر لیگزنگٹن ایونیو پہنچ گیا۔ جہاں افراتفری عروج پر تھی۔ لوگ وہاں سے دور جانے کے لیے پیلی ٹیکسیوں کے پیچھے پڑ گئے تھے۔ سوٹ میں ملبوس تین آدمی ایک ڈرائیور کو گھیر رہے تھے۔ ایک تین سو ڈالر کی پیشکش کر رہا تھا دوسرا ہزار ڈالر دینے کے لیے آمادہ تھا۔ میں انگشت بدنداں تھا۔ اتنی رقم میں جاپان جایا جا سکتا تھا۔ ٹیکسی ہتھیانے کے لیے گویا نیلام گھر لگا ہوا تھا۔ ایک کامیاب ہو کے ٹیکسی میں گھسنے لگا۔ میں نے اس کا بازو تھام لیا۔

''میں ڈاکٹر ہوں۔ تم شہر کے مرکز میں جا رہے ہو۔ سینٹ ونسنٹ اسپتال میں مریضوں کو میری ضرورت ہے۔ اگر تم ہالینڈ ٹنل سے جاؤ تو وہیں سے گزرو گے۔''

اس نے میرے میڈیکل بیگ پر نگاہ ڈالی۔ ''ہاں، ڈاک...... یہاں سے نکلنے کی کرو۔''

میں اس کے ساتھ ٹیکسی میں بیٹھ گیا۔ مفت کا سفر تھا۔ سینٹ ونسنٹ میرے اپارٹمنٹ کے قریب تھا۔ یعنی میں گھر جا رہا تھا۔ سیاہ رنگ کا میڈیکل بیگ ساتھ رکھنا بہتر تھا۔

☆☆☆

والٹر زیلویز کو دم توڑے تیس منٹ گزر گئے تھے۔ جب این وائی پی ڈی کے دو سراغ رساں مشرقی ستترویں اسٹریٹ کی عمارت میں داخل ہوئے۔ جہاں والٹر کا اپارٹمنٹ تھا۔ دونوں کتابی اصولوں کی پروا نہیں کرتے تھے۔ جان رائس اور نک بن زیتی۔ وہ گندے کاموں میں ہاتھ ڈالنے سے پرہیز نہیں کرتے تھے۔ لہٰذا اس وقت ان کا مشن سادہ تھا۔ ہیرے تلاش کرو۔ دونوں کو یہ ڈیوٹی شکوف نے سونپی تھی۔ پچاس ڈالرز کے عوض ڈور مین نے چابی ان کے حوالے کر دی تھی۔

دونوں ایلی ویٹر میں سوار ہو گئے۔ بن زیتی کا قد چھ فٹ تھا۔ بال سیاہ اور ناک طوطے جیسی۔ مجموعی طور پر وہ ایک بدنما شخص تھا۔ رائس قد و قامت میں اپنے ساتھی سے تین انچ بلند تھا اور نیم گنجا۔ دونوں میں اس وقت ایک چیز مشترک تھی۔ خوف...... وہ دونوں والٹر سے محض ایک مرتبہ ملے تھے۔ والٹر نے انہیں ماشہ بھر اہمیت نہیں دی تھی کہ وہ شکوف کے لیے کام کر رہے ہیں یا وردی میں ہیں۔ اس وقت وہ شکوف کے اپارٹمنٹ میں والٹر کے ہمراہ تھے۔ میز پر پنیر اور واڈکا کی بوتل رکھی تھی۔

''میرے ساتھ ہیرا پھیری کی تو جان لے لوں گا۔'' والٹر نے کہا تھا۔

''گن استعمال نہیں کروں گا۔'' اس نے قہرناک انداز میں اسٹین لیس اسٹیل کی دس انچ لمبی چھری اٹھا کر پنیر کے بوجھل ٹکڑے پر چلائی۔ اشارہ کافی تھا۔ ''تمہیں علم ہے کہ کھال اترنے کے بعد آدمی کتنی دیر زندہ رہتا ہے؟'' اس نے پنیر منہ میں رکھا۔ ''چھ دن۔ نمک شامل کر لو تو چار دن۔'' اس کے چہرے پر حیوانیت تھی۔

اب وہ دونوں اپارٹمنٹ E-16 کے دروازے پر دائیں بائیں کھڑے تھے۔ گن ہاتھوں میں آ گئی تھی۔ وہ

جانتے تھے کہ شکوف، والٹر کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ البتہ ان دونوں کو یہ نہیں معلوم تھا کہ والٹر تیس منٹ قبل اس دنیا سے رخصت ہو چکا ہے۔

''اگر وہ اندر ہوا تو ہمیں تیزی دکھانی ہوگی۔'' رائس نے کہا۔ ''میں سر کا نشانہ لوں گا۔ تم دل پر گولی مارنا۔''

دونوں نے احتیاط اور بنا آواز کے چابی کے ذریعے دروازہ کھولا۔ وہ تساہل کے متحمل نہیں ہو سکتے تھے۔ وہ لیونگ روم میں آ گئے۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ معاً خواب گاہ سے ایک آہنی آواز آئی۔ آواز مدھم تھی۔ دونوں اپنی جگہ پر جم گئے۔ خواب گاہ میں جو بھی تھا، خاصا مصروف تھا اور ان دونوں کی موجودگی سے بے خبر۔ دونوں خواب گاہ کے دروازے کے اطراف میں چپک کر ماہرانہ انداز میں متحرک ہوئے۔ ڈور اَن لاک تھا۔ برق رفتاری سے دروازہ کھول کر وہ اندر گھس گئے۔

''میرے خیال میں، والٹر یہاں نہیں ہے۔'' رائس کی گن کا رخ سیف پر موجود لڑکی کی طرف تھا۔ لڑکی کی عمر بیس اور تیس کے درمیان تھی۔ وہ بلا کی سیکس اپیل رکھتی تھی۔ لباس نے کشش میں مزید اضافہ کر دیا تھا۔

''شوٹ۔'' بن زیٹی نے حکم صادر کیا۔

''کوئی حماقت نہ کرنا۔'' لڑکی نے بے خوف آواز میں کہا۔ ''ظاہر ہے تم مجھے نہیں جانتے۔''

''جان پہچان کی ضرورت نہیں ہے۔ شوٹ......'' بن زیٹی نے حکم کا اعادہ کیا۔

''ایک منٹ، ختم کرنے سے پہلے جان لینا چاہیے؟'' رائس نے کہا۔ ''وہ خود کو کوئی اہم چیز سمجھ رہی ہے۔''

''مجھے پروا نہیں ہے۔'' بن زیٹی نے کہا۔

''اوہ، بہت خوب...... گڈ کوپ، بیڈ کوپ۔ تم دونوں شکوف کے لیے کام کرنے والے دو عدد بوٹ چاٹنے والے کُتے ہو۔ بن زیٹی اور رائس۔ والٹر نے مجھے تمہارے بارے میں وارن کیا تھا۔''

''اور تم وہ ہو جو والٹر کا سیف توڑنے کے لیے یہاں گھس آئی ہو۔''

''غلط، والٹر نے چابی اور سیف کا کمبی نیشن مجھے دیا تھا۔'' وہ پُراعتماد نظر آ رہی تھی جبکہ وہ دونوں اس کے تبصرے پر بپھر گئے تھے۔

''والٹر کو ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟''

''میں اس کی گرل فرینڈ ہوں، نٹالیا۔''

رائس نے بن زیٹی کی طرف دیکھا۔ ''والٹر نے کبھی نٹالیا نام کی کسی گرل فرینڈ کا ذکر نہیں کیا۔''

''کیوں تم اس کے ہم نشیں ہو؟ کیا تم شکوف کے لیے کام نہیں کرتے؟'' نٹالیا نے کہا۔ ''شکوف نے تمہیں یہاں کیوں بھیجا ہے...... کیا مجھے ختم کرنے؟''

''اس نے ہمیں یہاں ہیرے لینے کے لیے بھیجا تھا۔''

''میں ناتھانیلی پرنس کے لیے کام کرتی ہوں...... اس نے مجھے ہیروں کے لیے یہاں بھیجا تھا...... اور وہ شکوف کا باس ہے۔''

''شکوف باس نہیں ہے؟'' بن زیٹی نے سوال کیا۔

''شکوف؟'' نٹالیا نے تھوک دیا۔ ''وہ ست چوہا اس قابل نہیں ہے کہ ڈائمنڈ سنڈیکیٹ چلا سکے۔ وہ پرنس کا محتاج ہے۔ لہٰذا ہتھیار نیچے کر لو۔ کمبی نیشن کے بغیر سیف کھولنا تمہارے بس کی بات نہیں۔'' اس نے جھوٹ بولا۔ وہ سیف کھول چکی تھی۔

والٹر نے گھر میں ہوم جم کھولا ہوا تھا۔ رائس نے دو سو پاؤنڈ وزنی ''باربیل'' کے ساتھ نٹالیا کو ہتھکڑی لگا دی۔ بن زیٹی، سیف کی طرف گیا...... جو کھینچنے پر کھل گیا۔ اندر ایک سیاہ ویلویٹ کا بیگ تھا۔ وزن کئی کلو کے قریب تھا۔ وہ حیران تھا کہ کتنے ہیرے ہوں گے۔ اس نے بیگ بیڈ پر الٹ دیا۔ برآمد ہونے والی شے برتھ ڈے سائز کا پنیر تھا۔

نٹالیا روسی زبان میں اول فول بک رہی تھی۔

''آرام سے رہو۔'' بن زیٹی نے کہا۔ ''تمہاری جوانی اور حُسن کو آزمانا ہے۔''

لیکن نٹالیا کی زبان نہیں رکی۔

''میں روسی نہیں جانتا لیکن والٹر اس گلاب کی خوشبو سونگھ کر اسے اُلّو بنا گیا ہے۔'' رائس نے تبصرہ کیا۔

''لیکن وہ ہمیں بھی جھانسا دے گیا۔'' بن زیٹی نے کڑواہٹ سے کہا۔ ''ہیروں کے بجائے پنیر......''

☆☆☆

نٹالیا کو زنجیر سے بندھا چھوڑ کر دونوں اپارٹمنٹ کی تلاشی لینے لگے۔ پانچ دس منٹ میں انہوں نے کار تلاش کا اختتام کر دیا۔ ''فضول ہے۔ سیف میں نہیں ہیں تو تلاشی وقت کا ضیاع رہے گی...... کون یہ بُری خبر شکوف تک پہنچائے گا؟'' بن زیٹی نے سوال اٹھایا۔

دونوں نے سکہ اچھالا اور بن زیٹی ہار گیا۔ ''گاڈ، وہ اس کال پر بھڑک اٹھے گا'' تاہم کال تو کرنی تھی۔

شکوف بھی والٹر کے مانند پہلوان نما سفاک آدمی

تھا...... بے رحم۔ اس کا وزن ڈھائی سو پاؤنڈ تھا۔ بن زیٹی نے اسے ایک مرتبہ پوکر (جوا) کی میز پر بیئر کی بوتل توڑتے دیکھا تھا۔ ٹوٹی ہوئی بوتل اس نے حریف کھلاڑی کی بے ایمانی پر اس کے جبڑے میں بھونک دی تھی جبکہ داؤ پر محض سو ڈالر لگے تھے۔

''پنیر؟'' شکوف دہاڑا۔ ''پنیر...... تم مذاق کررہے ہو؟''

بن زیٹی نے تصور کیا جیسے شکوف کے منہ سے زہریلا تھوک نکل رہا ہے۔

''اور ہیرے؟'' وہ پھر غرایا۔

''ہیرے نہ والٹر......؟'' بن زیٹی نے کہا۔

''والٹر مر چکا ہے۔'' شکوف ہانپ رہا تھا۔

''وہاٹ؟'' بن زیٹی کو سماعت پر شبہ ہوا۔ رائس نے بھی سن لیا تھا۔ ''اور تمہیں علم ہوگا کہ یہ کیسے ہوا؟''

''وہ ہمیں دھوکا دیتا آیا تھا۔'' شکوف نے کہا۔ ''میں سنڈیکیٹ کا انچارج ہوں۔ انچارج...... میری ذمے داری ہے کہ میں ممکنہ نقصان اور غداری پر نظر رکھوں۔ میرے ڈپارٹمنٹ نے معلوم کرلیا تھا کہ والٹر کچھ عرصے سے ہیروں کی سپلائی میں گڑبڑ کررہا تھا۔ سنڈیکیٹ نے ہیروں کی برآمدگی اور والٹر کو اوپر پہنچانے کا حکم دیا۔''

''وہ ہیروں کے ساتھ نکل گیا۔'' بن زیٹی نے کہا۔

''اس نے ہمیں یہی بتایا تھا لیکن مجھے وہ ہیرے واپس چاہئیں۔'' شکوف چلّایا۔

''ہیرے ناتھانیلُ پرنس کو درکار ہیں...... یوں کہو وہ ان کی واپسی کا خواہاں ہے۔'' بن زیٹی نے معلومات کا مظاہرہ کیا۔ اس کا فقرہ کام کر گیا۔

روسی نے کہا۔ ''تم پرنس کے بارے میں کیا جانتے ہو؟''

''وہ تمہارا باس ہے؟''

''تم دونوں میرے لیے کام کررہے ہو، اتنا جاننا تمہارے لیے کافی ہے۔'' شکوف تڑخا۔

''دراصل درمیان میں ایک سوال اور پیدا ہوگیا ہے...... نتالیا کون ہے؟'' بن زیٹی نے اس کا سراپا اور عمر بیان کی۔

''تم کیسے جانتے ہو؟''

''وہ یہاں سیف کھول رہی تھی۔ ہم نے بروقت اُسے قابو کرلیا۔''

''نتالیا، پرنس کی محبوبہ ہے۔'' شکوف نے بتایا۔

''پرنس کی محبوبہ؟ وہ کہہ رہی ہے کہ وہ والٹر کی منظورِ نظر ہے؟''

شکوف نے قہقہہ لگایا۔ ''پرنس نے والٹر کو گھیرنے کے لیے اسے وہاں بھیجا ہوگا۔''

''اس آفت کا کیا کرنا ہے؟''

''دو چوائس ہیں۔'' شکوف نے کہا۔ ''اسے آزاد کر کے معذرت طلب کرو کہ تم اس کی حیثیت سے ناواقف تھے اور اسے بتاؤ کہ ہیروں کی واپسی کے لیے تم دونوں ہر ممکن کوشش کرو گے۔''

''یہ چوائس میرے لیے قابلِ قبول نہیں۔ دوسری کے بارے میں بتاؤ۔''

''پھر اس کے ساتھ وہی سلوک کرو جو تمہارا من کہہ رہا ہے اور میں واقف ہوں کہ تمہاری رال ٹپک رہی ہے...... لیکن یہ خیال رکھنا کہ چند گھنٹوں کے اندر اندر تم لذت اندوز ہونے کے بعد مردہ پائے جاؤ گے۔ پرنس تمہیں ہلاک کردے گا، گولاگ اسٹائل۔''

''گولاگ اسٹائل؟''

''ہاں، اسٹالن کے دور میں قیدیوں سے سرد ترین علاقوں میں ناکافی سہولتوں کے ساتھ متواتر سخت کام لیا جاتا تھا۔ وہ تیزی سے وادیِ اجل میں اترتے جاتے تھے...... یہ بھی ممکن ہے کہ وہ تمہارے اعضا کاٹ کر پیٹ چاک کرے اور اعضا پیٹ میں محفوظ کردے۔ چوائس کا انتخاب کرلو۔''

☆☆☆

میں حال سے بے حال تھا۔ یقین نہیں آرہا تھا۔ یہ میرے ساتھ کیا ہوگیا۔ دل کررہا تھا کہ بیگ کھول کر دیکھوں...... تصور میں، میں سرمایہ کاری کے منصوبے بنا رہا تھا۔ ڈرائیور بھی باتونی تھا۔ وہ ہیروں کے بغیر ہی سرمایہ کاری کے پلان ترتیب دے رہا تھا۔ وجہ وہ غیر یقینی کرایہ تھا جو مسافر نے اسے دیا تھا۔ گرینڈ سینٹرل پر اور بھی امراء ہوں گے۔ وہ واپس جا کر باری باری زیادہ سے زیادہ خوف زدہ افراد کو بھاری معاوضے پر وہاں سے نکال سکتا تھا۔ اس کے نزدیک یہ ایک خوب صورت رات تھی۔ ہزاروں ڈالر کمائے جاسکتے تھے۔ دوسرے آدمی کے لیے بھی یہ ایک حسین رات تھی۔ وہ آدمی میں تھا۔

میں لاشعوری طور پر مسکرا رہا تھا۔ ڈرائیور نے مجھے سینٹ ونسنٹ کی ایمرجنسی کے قریب اتارا اور عجلت میں روانہ ہوگیا۔ میں پیدل تین بلاک طے کر کے اپنے

اپارٹمنٹ کی طرف گیا۔ میں ہر قدم پر نارمل لیکن محتاط تھا۔ منزل پر پہنچ کر میں نے دائیں بائیں دیکھا۔ عمارت پانچ منزلہ تھی۔ میری رہائش ٹاپ فلور پر تھی۔ یہاں کلوز سرکٹ ٹی وی سسٹم بھی تھا۔ بیشتر راتوں میں مجھے کیمرے کی طرف ہاتھ لہرانا پڑتا تھا۔ ڈور کھولنے والے کے اولین الفاظ ''ہائے میتھیو'' ہوا کرتے تھے۔ اس روز میں سیڑھیوں کے ذریعے اوپر گیا۔ اندر جا کر ڈور ڈبل لاک کیا اور اطمینان کی سانس لی۔ میں گرفتار نہیں ہوا تھا اور زندہ بھی تھا۔ اب میں محفوظ تھا۔ دیواروں پر جا بجا میری پینٹنگز آویزاں تھیں۔ سیاہ اور سفید ہوپر (بلی) میاؤں میاؤں کرنے لگی۔ میں خزینہ کسی کو دکھانے کے لیے بے قرار تھا۔ بلی کو نہیں۔ ظاہر ہے اسے ہیروں سے زیادہ ہڈی بوٹی میں دلچسپی تھی۔ بستر پر بیٹھ کر میں نے بیگ کھولا اور ہاتھ ڈال کر انگلیوں کے ساتھ ہیروں سے کھیلنا شروع کر دیا۔

مجھ سمیت سب خواب دیکھتے ہیں لیکن یہ خواب نہیں عجوبہ تھا۔ معاً ڈور بیل نے میرے خیالات منتشر کر دیے۔ پہلا خیال یہی تھا کہ کوئی ہیروں کے پیچھے آیا ہے۔ لعنت ہے، یہ تو ہونا تھا۔ میں اچھل پڑا۔ سیدھا کیبنٹ کی جانب لپکا جہاں میری ذاتی اشیا کے علاوہ بریٹا M9 بھی رکھا تھا۔ میں ایکس۔ میرین تھا۔ بریٹا اسی وقت کی یادگار تھا۔ باہر جو بھی تھا بہر کیف اس کے علم میں ہو گا کہ میں ایک آرٹ اسٹوڈنٹ ہوں۔ میرے لیے یہ ایک ایڈوانٹیج تھا۔

میں نے بریٹا لیا اور کلوز ڈ سرکٹ مونیٹر کی طرف گیا۔ ہوپر نے بھی حرکت کی...... آدھی رات کے بعد کون آیا ہے۔ اسکرین دیکھ کر میرے کشیدہ اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔

بیڈ روم میں چھوٹے سائز کا دہرے قفل والا ٹرنک تھا۔ یہ بھی عسکری ایام کی یادگار تھا جس میں میری چند پرانی یونیفارم اور سوونیئر رکھے تھے۔ اسے کھول کر میڈیکل بیگ زیریں سلیٹ پر رکھ دیا۔ ٹرنک لاک کر کے میں واپس لیونگ روم میں آ گیا۔ گن واپس رکھی اور فرنٹ ڈور کھول دیا۔

سامنے چوکھٹ پر ہاتھ رکھے کیتھرائن توبہ شکن انداز میں کھڑی مسکرا رہی تھی۔ جام سے توبہ شکن اور میری توبہ جام شکن تھی۔ سلسلہ یہی رہے تو توبہ اور جام دونوں ٹوٹتے ہیں۔ ڈھیر لگ جاتا ہے ٹوٹے ہوئے پیمانوں کا۔

''اس وقت یہاں؟'' میں نے مچلتی دھڑکنوں پر قابو پانے کی کوشش کی۔

لالہ زار نے بانہیں میری گردن میں حمائل کر دیں۔ چہرہ قریب کیا اور بولی۔ ''گرینڈ سینٹرل پر دہشت گردی ہوئی ہے اور میں آج رات تنہا نہیں رہنا چاہتی۔''

ایک اور پیمانہ ٹوٹنے والا تھا...... توبہ بھی۔ ''اچھا سوچتی ہو تم...... دہشت گردی کا دوسرا نشانہ غالباً آرٹ پروفیسرز ہوں گے۔'' میں نے اسے قریب کر لیا۔

''مذاق اڑا رہے ہو؟'' وہ بولی۔

''یہ ہمت، ایسی غلطی...... جسارت...... حماقت...... خطا...... جرأت......''

''بس، بس...... تمہاری چرب زبانی نے ہی لوٹا تھا۔''

''گویا میں آرٹسٹ نہیں لٹیرا ہوا۔ میری وجاہت کہاں گئی؟'' میں نے اعتراض کیا۔

''وجاہت ایسی ہوتی ہے۔'' وہ بولی۔

''اسی لیے اس وقت چلی آئیں۔'' میں نے جواباً کہا۔

''اچھا یہ بتاؤ تم نہاتے کیسے ہو؟''

''مطلب؟''

''کپڑوں سمیت؟'' اس کی آنکھوں میں شوخی تھی، شرارت تھی، نشہ تھا، خمار تھا......

جام سے توبہ شکن!

☆☆☆

واڈم شکوف جانتا تھا کہ پُرخطر حالات اور کاروبار میں زندہ کیسے رہا جاتا ہے...... اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں تھیں، وہ پکڑنے والوں کی کار میں تھا۔ تین افراد اس کے ساتھ تھے۔ اس نے اسی حال میں تینوں کو راہی ملکِ عدم کیا۔ خود بھی زخمی ہوا اور بھاگ نکلا۔ جب چار پریزن گارڈز نے اسے مار پیٹ کر قیدِ تنہائی میں پھینکا تو وہ جلد ہی وہاں سے بھاگ نکلا۔ بعد ازاں ان چاروں کو ان کے خاندان کے ساتھ قتل کر دیا۔ شکوف چار مرتبہ بُری طرح تشدد کا شکار ہوا تھا۔ وجہ پولیس بھی تھی اور حریف کاروباری بھی...... دو مرتبہ اس نے گولی کا ذائقہ چکھا۔ ایک مرتبہ چلتی ٹرین سے کودنا پڑا۔

وہ گیارہ سال کی عمر میں سگریٹ سے متعارف ہو چکا تھا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وقت گزرنے کے ساتھ وہ بھرپور جوانی میں COPD کا شکار ہو گیا۔

جان لیوا خطرات کو مات دینے والا اب COPD کے چنگل میں پھنس کر دو چیزوں کا محتاج ہو گیا تھا۔ انہیلر اور اسٹیم۔ اس وقت وہ نیم برہنہ تولیا لپیٹے اسٹیم روم میں بیٹھا تھا۔ انہیلر گود میں رکھا تھا۔ دفعتاً سیل فون نے نغمہ سرائی کی۔ اس نے فوراً فون اٹینڈ نہیں کیا۔ پرنس اچھی خبر کے لیے بے

تاب تھا۔ تاہم اسی نے فون اٹھایا۔
''میری رقم کہاں ہے؟'' آواز گھوسٹ کی تھی۔
''ہیرے کہاں ہیں؟'' شکوف کی آواز میں تلخی تھی۔
''میں نہیں سمجھا تم کیا کہہ رہے ہو؟'' گھوسٹ نے کہا۔ ''ہمارے درمیان ایک ڈیل ہوئی تھی۔ میں نے اپنے حصے کا کام کر دیا۔ اب تمہاری باری ہے۔ والٹر ختم ہو گیا لیکن میرا معاوضہ '' کے مین'' منتقل نہیں ہوا۔''
''تمہاری سوچ میں فرق ہے۔'' شکوف بولا۔ ''والٹر نے سنڈیکیٹ کے ڈائمنڈز چرائے تھے۔ ڈائمنڈز کہیں نہیں ہیں اور تم نے والٹر کو آخری بار زندہ دیکھا تھا۔''
''اگر مجھے رقم نہیں ملی تو میں تمہیں آخری بار زندہ دیکھوں گا۔''
''کیا کہنا چاہ رہے ہو؟''
''بائیں جانب دیکھو۔'' گھوسٹ کی آواز آئی۔
شکوف نے گردن موڑی۔ دیوار پر سرخ ڈاٹ نظر آ رہا تھا۔ ڈاٹ چھت کی طرف گیا۔ S بنایا۔ دیوار پر گیا اور ناچتا ہوا شکوف کے سینے پر آ کے ٹھہر گیا۔ شکوف ڈرنے والا آدمی نہیں تھا لیکن اس کا سامنا گھوسٹ سے تھا اور ڈاٹ کا مطلب واضح تھا۔
''تم یہاں ہو؟'' شکوف کی آواز میں خفیف سا ہراس پوشیدہ نہ رہ سکا۔ ''تم یہاں کیسے پہنچے؟ تمہیں کیونکر معلوم ہوا کہ میں یہاں ہوں؟''
''وقت ضائع مت کرو۔ ادائیگی کی بات کرو۔''
''جلد بازی نہیں کرو۔ ہیرے تلاش کرنے کے لیے مجھے تھوڑا وقت دو۔''
''یہ میرا...... مسئلہ...... نہیں ہے۔'' گھوسٹ نے کہا۔
سرخ ڈاٹ نے حرکت کی...... سینے سے پیٹ کی طرف۔ پھر وہ گود میں رکھے انہیلر پر جم گیا۔
شکوف کا سینہ جلنے لگا۔ ''پلیز۔''
اس نے بارہا موت کو شکست دی تھی۔ خوف کا سامنا پہلی مرتبہ ہوا تھا۔ وہ اس لفظ سے ناآشنا تھا۔ اچانک وہ تولیا جھٹک کر برہنہ ایستادہ ہو گیا۔ بے خوف، پُراعتماد۔ ''جہنم میں جاؤ...... شکوف زندگی میں کسی کے سامنے نہیں جھکا۔''
اس کے جسم پر سولہ ٹیٹوز کھدے تھے۔ گلاب، شیر، کھوپڑی...... ہر ایک کے ساتھ نیلی لکیر تھی، جو روسی مافیا میں اس کی تاریخ کے ریکارڈ کو ظاہر کرتی تھی۔ روسی مافیا کے اراکین اس تاریخ کو پڑھنا جانتے تھے۔

☆☆☆

''سات نمبر، کہاں گزرا؟'' گھوسٹ نے سوال کیا۔
''وہاٹ؟''
''گھٹنے پر ستارہ بنا ہوا ہے۔ یہ کہہ رہا ہے کہ سات سال تم نے قید میں گزارے۔ میں پوچھ رہا ہوں کہاں؟''
''اگر تم ٹیٹوز کا مفہوم سمجھتے ہو تو سات کونوں والے ستارے کا مطلب صرف سات سال کی قید ہی نہیں ہے؟''
''ہاں، یہ روسی مافیا کی نشاندہی بھی کرتا ہے۔'' گھوسٹ نے کہا۔
''پکھان۔'' (مافیا لیڈر) کی حیثیت میں تم روس میں کہاں تھے؟''
شکوف نے گہرا سانس لے کر نیم گرم بھاپ کے بخارات سے پھیپھڑوں کو بھرا۔ ''میں نہیں، پرنس ''پکھان'' ہے...... میری حیثیت کم تر ہے۔''
''اتنی کم بھی نہیں۔'' گھوسٹ نے کہا۔
''اگر تم نے کوڈ توڑا ہے تو کچھ حاصل نہ کر پاؤ گے۔''
''میں صرف قتل کرتا ہوں۔ میں نے کنٹریکٹ پورا کر دیا اور تم نے ادائیگی نہیں کی۔''
''میں کیسے یقین کروں کہ تم سچ بول رہے ہو؟''
''نہ کرو...... ایسی صورت میں تم پانچ سیکنڈ میں مر جاؤ گے۔'' گھوسٹ نے الٹی گنتی شروع کر دی۔ وہ چار تک پہنچا تھا کہ شکوف کے اعصاب ٹوٹ گئے۔
''میں ادا کر دوں گا۔''
''کب؟''
''بہت جلد۔''
سرخ ڈاٹ غائب ہو گیا۔
''شکریہ۔'' شکوف نے کہا۔ ''ایک اور کام ہے تمہارے لیے۔'' شکوف نے شکریے کے بعد کہا۔
''میں سن رہا ہوں۔'' گھوسٹ نے کہا۔
''میں نے یقین کر لیا ہے کہ ہیرے تم نے نہیں چرائے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم انہیں واپس لاؤ۔''
''یہ دو کام ہوئے۔ جس کے پاس ہیرے ہیں، اسے ختم کرنا پڑے گا اور معاوضہ بڑھ جائے گا۔''
''کتنا؟''
''والٹر کے لیے جتنا تھا۔ اس کا دوگنا۔''
شکوف کی ہنسی میں مسرت کا عنصر کم تھا۔ ''دوگنا، بہت زیادہ ہے۔''
''ٹارگٹ کو کھوجنا، ہیرے واپس لینا اور اسے ختم کرنا...... میں نے زیادہ رقم نہیں مانگی ہے۔''

تھوڑی سی ردوکد کے بعد شکوف راضی ہو گیا۔

"یعنی ہم پھر نیا "بزنس" شروع کر رہے ہیں۔"

"ہاں۔" شکوف نے سینے کی طرف دیکھا جہاں سرخ ڈاٹ واپس آگیا تھا۔ جب گھوسٹ الٹی گنتی گن رہا تھا۔

"گن ہٹالو۔" شکوف نے کہا۔ جواب آیا نہ سرخ ڈاٹ نے جگہ چھوڑی۔ شکوف نے ایک منٹ انتظار کیا پھر اسے احساس ہوا کہ سرخ ڈاٹ کبھی نہیں ہٹے گا۔ لیزر بیم، آٹو پائلٹ پر تھی۔ وہ گالی دے کر اٹھا اور سرخ لکیر کے سہارے اس کے منبع تک پہنچا...... وہاں کوئی گن نہیں تھی۔ عام سے کی چین کے ساتھ لیزر پوائنٹر ایک جگہ ٹکا ہوا تھا۔

گھوسٹ جا چکا تھا۔

☆☆☆

شکوف نے شاور کے بعد لباس تبدیل کیا اور ٹیکسی پکڑ کر گھر پہنچ گیا۔ پہلا کام اس نے یہ کیا کہ گھوسٹ کا معاوضہ متعین اکاؤنٹ میں منتقل کیا۔ واڈکا لینے کے بعد اس نے فون اٹھایا اور پرنس کا نمبر ملاتے ملاتے رک گیا۔ پرنس کے غضب کا سامنا کرنے کے لیے مزید واڈکا کی ضرورت تھی۔

وہ دونوں کزن تھے۔ پرنس کا باپ پنیر بنا کے فروخت کرتا تھا لیکن دونوں کزن مطمئن نہیں تھے۔ وہ دولت کے پجاری تھے۔ شکوف کا باپ مجرمانہ سرگرمیوں کے باعث قید بھگت رہا تھا۔ شکوف نے کاریں چرانا شروع کر دیں۔ کاروں میں اکثر اسے بونس کے طور پر قیمتی کیمرے، گن، گھڑیاں اور دیگر اشیا مل جاتی تھیں...... ایک مرتبہ اسے جیولری اور اسلحہ ہاتھ آیا۔ شکوف نے اپنے کزن پرنس کو شاملِ راز کیا۔ پرنس کے ذہن میں آئیڈیے نے جنم لیا۔ اس نے بیش قیمت چیزوں کو ریپ کر کے پنیر کے ساتھ ٹب میں رکھنا شروع کر دیا۔ وہ خاص گاہکوں کو مطلوبہ پنیر مہنگے داموں فروخت کرتا۔ اس طرح وہ تیزی سے اپنے باپ کو مالی اعتبار سے پیچھے چھوڑتا چلا گیا۔ منہ کو خون لگ گیا تھا۔ اسے مزید دولت درکار تھی۔ اکیس سال کی عمر میں اس نے ڈائمنڈ سنڈیکیٹ سے رابطہ کیا۔ اپنا آئیڈیا اور خدمات پیش کیں پھر اس نے مڑ کے نہیں دیکھا۔

سنڈیکیٹ غیر قانونی ہیروں کی ٹریڈنگ میں ملوث تھا۔ جنگ زدہ افریقی ممالک اور باقی قبائل مار کٹائی کے لیے فنڈ حاصل کرتے۔ اس کے لیے وہ قیدیوں کے ذریعے ان ہیروں کے لیے کھدائی کرتے۔ جو دریائی کناروں میں دفن تھے۔ کوئی تعاون سے انکار کرتا تو اسے قتل کر دیا جاتا۔ دریاؤں کے پانی میں سرخی گھل جاتی۔ اس طرح قیمتی پتھروں کا نام "بلڈ ڈائمنڈ" پڑ گیا۔ خونی ہیرے۔

پنیر کے ذریعے پرنس نے فول پروف پروگرام بنایا جس کے تحت ہیرے امریکا پہنچائے جاتے۔ پنیر اسی پروگرام کا مرکزی حصہ تھا۔ پرنس نے ایک چھوٹی سی فیکٹری خرید لی۔ جہاں اعلیٰ قسم کا پنیر تیار کیا جاتا تھا۔ بہترین پیکنگ کا انتظام تھا۔ جب انگولا اور سیرالیون سے "خونی ہیروں" کی شپمنٹ پہنچتی تو مزید احتیاطی اقدامات کے بعد اسے نیویارک برآمد کر دیا جاتا...... جہاں والٹر اور اس کے آدمی پنیر میں سے ہیرے نکال کر سینتالیسویں اسٹریٹ پر فروخت کر دیتے۔ اسٹریٹ کے مرچنٹ بلیک مارکیٹ کی ارزاں قیمت سے زیادہ اس بات کا خیال رکھتے تھے کہ ہیرے، قاتل افریقن وار لارڈز کی جانب سے آرہے ہیں...... ہیروں کی تراشی اور ڈریسنگ معیاری نہیں تھی۔ یہ دوسرا عیب تھا لیکن ہیرا، ہیرا ہوتا ہے۔ لہٰذا سنڈیکیٹ خاصی رقم کما رہا تھا۔ پلان ٹھیک ٹھاک جا رہا تھا۔ جب والٹر کے ذہن میں حرص نے سر اٹھایا۔ وہ ہر شپمنٹ میں سے چند ہیرے اِدھر اُدھر کرنے لگا۔ زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ وہ شکوف کی نظروں میں آگیا۔

اب والٹر مر چکا تھا اور ہیرے غائب۔ ہیروں کی برآمدگی شکوف کی ذمے داری تھی۔ اس نے تیسری بار واڈکا کی بوتل پکڑی...... چند منٹ گزرنے کے بعد وہ پرنس سے رابطہ کر رہا تھا۔

"شکوف اچھی خبر معلوم ہوتی ہے۔" پرنس کی آواز آئی۔

"ایسا ہی ہے۔" شکوف نے کذب گوئی سے کام لیا۔ "رائس اور بن زیٹی کامیابی کے قریب تر ہیں۔ ہیرے بہت جلد مل جائیں گے۔"

"رائس اور بن زیٹی؟" پرنس برہمی سے چلایا۔ "تم ان ناکارہ پولیس والوں پر انحصار کر رہے ہو؟"

"نہیں، نہیں...... میں نے درجن بھر آدمی اور لگائے ہیں۔ اس کے علاوہ میں نے گھوسٹ کو ہائر کر لیا ہے۔ گھوسٹ ایک لیجنڈ ہے۔ ون آف دی بیسٹ۔"

"شکوف، میں یاد رکھوں گا۔ اگر تم نے تیزی نہیں دکھائی تو تم سے نجات حاصل کرنے کے لیے مجھے گھوسٹ کو ہائر کرنا پڑے گا۔" پرنس نے رابطہ منقطع کر دیا۔ شکوف نے واڈکا کی بوتل اٹھالی۔

باسٹرڈ، خود شکوف کی وجہ سے وہ آج باس بنا بیٹھا ہے۔

☆☆☆

برائٹن بیچ سیکشن، بروک لین میں واقع تھا۔ جہاں روسی بکثرت آباد تھے کہ علاقے کا نام ”لٹل اوڈیسا“ پڑ گیا تھا۔ پرنس روس میں پیدا ہوا۔ ماسکو...... وہیں پلا بڑھا لیکن وطن میں رہنے سے انکاری تھا۔ اس کی منطق تھی کہ برائٹن بیچ جرائم کا گرم بستر ہے۔ اس نے رہنے کے لیے ”پارک سلوپ“ کا انتخاب کیا تھا۔ اس کے پڑوسیوں میں بیشتر آرٹسٹ، رائٹرز، موسیقار اور اداکار تھے۔ پرنس کے لیے یہ ماحول موزوں تھا۔ ایسے معروف و مشہور افراد کے درمیان پرنس کی طرف کون توجہ دیتا۔ اس کے لگژری مکان کی قیمت چار ملین ڈالرز تھی۔ اس نے مکمل گمنامی اختیار کی ہوئی تھی۔ ماسٹر بیڈ روم نے پوری تیسری منزل گھیری ہوئی تھی۔ یہ پرنس کی جنت تھی۔ جسے وہ نتالیا جیسی فتنہ پرور حسینہ کے ساتھ شیئر کرتا تھا۔

”کس پر چلا رہے تھے؟“ وہ باتھ روم سے مہکتی ہوئی نکلی۔

”شکوف۔“

”کیا ہوا؟“

”ملینز ڈالرز کے ہیرے غائب ہیں...... والٹر مرتے مرتے بھی ہمیں جھانسا دے گیا۔ میں اسے شکوف کی غلطی سمجھتا ہوں۔“

”کچھ غلطی میری بھی ہے۔“

”وہ کیسے؟“

”میں سمجھی تھی کہ میں نے اسے گھیر لیا ہے جبکہ وہ میرے ساتھ بھاگنے کے منصوبے بناتے بناتے اکیلا نکل گیا۔“

☆☆☆

کثرت سے واڈکا چڑھانے کے باعث شکوف کے حواس تاخیر سے بحال ہوئے۔ یہ حرکت پریشان کن تھی۔ دو ہفتے قبل وہ والٹر کے ہمراہ مے نوشی میں مشغول تھا اور اپنے خونی کارناموں کے قصے بیان کر رہا تھا۔ مستی میں اس نے بیک وقت ستائیس افراد کو ٹھکانے لگانے کے شیطان صفت عمل کی وضاحت کی۔

والٹر نے ڈکار ماری۔ ”بکواس۔“ وہ بولا۔

”بکواس نہیں ہے۔ اپنی مردہ ماں کی روح کی قسم کھاتا ہوں۔ یہ بیس سال پہلے کی بات ہے۔ پرنس، اپنی بیوی، بیٹی اور بیٹے کے ہمراہ سڑک کراس کر رہا تھا۔ تب ایک تیز رفتار ٹیکسی سڑک کے کونے سے نمودار ہوئی...... تصادم ناگزیر تھا۔ بیوی اور بیٹا سڑک پر گرنے سے پہلے ہی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ بیٹی کی حالت نازک تھی۔ ڈرائیور نے جائے حادثہ پر رکنے کی کوشش نہیں کی۔ پرنس چھ ماہ تک اپنی بیٹی کے ساتھ اسپتال میں رہا۔ وہ بچ گئی۔

”پرنس اور میں نے انتقام کا منصوبہ بنایا۔ اس کے اندر آتش فشاں ابل رہا تھا۔ صرف ایک سراغ ملا تھا کہ ٹیکسی نیلے اور سفید رنگ کی تھی۔ وہ ٹیکسیاں ڈمٹرو کیب کمپنی کی تھیں۔“ شکوف نے بتایا۔

”ایک صبح میں نے درجن بھر آدمی ساتھ لیے اور ٹیکسی بارن پر چڑھائی کر دی۔ وہ نئے دن کا آغاز کرنے والے تھے۔ کمپنی کا تقریباً ہر فرد وہاں موجود تھا۔ اکثر ڈمٹرو فیملی کے ممبر تھے۔ میں نے سب کو اسٹوریج روم میں بند کر کے گیس کی مرکزی لائن کھول دی۔ فرش پر پیٹرول کے کین بہا دیے...... ایک دیاسلائی کافی تھی۔ تمام کے تمام بھسم ہو گئے۔“ شکوف نے فخریہ انداز میں والٹر کو دیکھا۔

”میری نظر میں تمہاری قدر بڑھ گئی ہے، کامریڈ۔“ والٹر نے کہا۔ شکوف نے ترنگ میں بک دیا کہ نتالیا پرنس کی محبوبہ ہے۔ یہ سنتے ہی والٹر کے کان کھڑے ہو گئے اور شکوف کو اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ یہ کیسا راز عیاں کر دیا۔ وہ تو......

اس نے والٹر سے وعدہ لیا کہ نتالیا کا نام کبھی اس کی زبان پر نہیں آئے گا۔

☆☆☆

میں صبح بیدار ہوا تو کیتھرائن میری بانہوں میں تھی اور ہیروں کا تصور ذہن میں۔ ایک سوال تھا...... ہیرے کتنی مالیت کے ہوں گے؟

کیتھرائن کے آفس روانہ ہونے کے بعد میں نے ٹرنک سے بیگ نکالا اور اسے کھول کر بیڈ پر الٹ دیا۔ ہوپ بھی بیڈ پر آ گئی۔ ظاہر ہے وہ ان چمک دار پتھروں کی اہمیت سے ناواقف تھی۔ وہ قریب قریب ایک سائز کے تھے۔ بڑے نہ چھوٹے...... اور تعداد میری توقع سے زیادہ تھی۔

میں نے ٹی وی آن کیا۔ گرم خبر...... گرینڈ سینٹرل کی چل رہی تھی۔ مردہ آدمی کو والٹر زیلویز کی حیثیت سے شناخت کر لیا گیا تھا۔ تاہم ہیروں کا کوئی ذکر نہیں تھا۔ میں نے اندازاً گنتی کی اور آنکھ بند کر کے پانچ ہیرے اٹھا لیے۔ بقیہ واپس بیگ میں منتقل کر کے ٹرنک میں رکھ دیے۔ اپارٹمنٹ لاک کر کے میں راک فیلر سینٹر اسٹیشن کی جانب روانہ ہو گیا۔ رخ مغرب کی جانب تھا۔ منزل سینتالیسویں اسٹریٹ تھی جہاں میں ایک مختلف دنیا میں داخل ہونے جا رہا

تھا۔ ڈائمنڈ ڈسٹرکٹ۔ اس سے قبل میں کبھی یہاں نہیں آیا تھا۔ کم از کم کاروباری ارادے سے۔

میں نیشنل جیولرز ایکسچینج میں چلا گیا۔ سیکڑوں خریدار اپنے اپنے بوتھ میں خرید وفروخت میں مصروف تھے۔ سونا، چاندی، زیورات اور ہیرے..... جانا لیونتھال، فربہ عورت تھی...... عمر غالباً ساٹھ سال کے قریب۔ اس نے مجھے شوکیس میں رکھے ڈائمنڈ رنگ گھورتے دیکھا۔

''ینگ مین، معلوم ہوتا ہے کہ تم منگنی کی انگوٹھی کی تلاش میں ہو۔'' وہ بولی۔

''تمہارے خیال کے برعکس۔'' میں نے کہا۔

''انگوٹھی میں دے چکا تھا لیکن کچھ عرصے بعد مجھے واپس کر دی گئی۔''

''اوہ، تم جیسے وجیہہ آدمی کے ساتھ تمہاری منگیتر نے اچھا نہیں کیا۔''

میں نے اثبات میں سر ہلایا۔

''کم از کم اس نے انگوٹھی تو واپس کر دی۔'' جانا نام کی عورت نے کہا۔

میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ٹٹول کر ایک ہیرا نکالا۔ ''اس نے صرف ڈائمنڈ واپس کیا ہے۔ سمجھ نہیں آیا۔ کہیں اس نے ہیرے کی جگہ شیشے کا ٹکڑا تو نہیں پکڑا دیا۔''

''لاؤ، میں دیکھتی ہوں۔'' میرے کچھ کہنے سے پہلے وہ بولی اور آواز لگائی۔ آواز کے جواب میں ایک آدمی اٹھ کر آیا۔ جانا نے ہیرا اس کے حوالے کیا۔ وہ مختلف طریقوں سے بیس منٹ تک ہیرے کو جانچتا رہا پھر میری طرف آیا۔

''اطمینان رکھو۔ یہ ''کوشر'' (kosher) ہے، کہاں سے خریدا؟''

''کولوراڈو۔''

اس نے شانے اچکائے اور جانا کی طرف دیکھا۔

''تمہیں یہاں آنا چاہیے تھا۔ کولوراڈو مہنگا ہے۔''

''کتنی ادائیگی کی تھی تم نے؟'' مرد نے سوال کیا۔

''پندرہ ہزار؟''

''سولہ مع ٹیکس کے۔''

''چور ہیں وہ لوگ۔'' جانا نے تبصرہ کیا۔

''یہ پرفیکٹ نہیں ہے لیکن بہر حال قیمتی ہے۔'' مرد نے بتایا۔

''اگر میں فروخت کرنا چاہوں تو کیا ملے گا؟''

''آٹھ ہزار۔'' جواب آیا۔

''شکریہ۔'' میں نے کہا۔ ''میں سوچ کر بتاؤں گا۔ تم لوگ کافی مددگار ثابت ہوئے ہو۔''

''میرا مشورہ ہے کہ اسے پاس رکھو۔ تمہیں کوئی اور لڑکی مل جائے گی اُسے دے دینا۔ فیصلہ کر لو تو آجانا۔ ہم اس کے لیے خوب صورت انگوٹھی بنا دیں گے۔'' جانا نے کہا۔

میں نے ایک بار پھر شکریہ ادا کیا اور وہاں سے نکل گیا۔ بعدازاں میں نے دس ڈیلرز کو آزمایا۔ کوالٹی بھی ایک جیسی تھی اور وزن بھی تقریباً یکساں۔ قدر کا اندازہ یہ تھا کہ پانچ ہیرے اوسطاً باسٹھ سو ڈالرز کے تھے۔ البتہ دسویں ڈیلر نے ہیرے کو جعلی قرار دیا۔ وہ اس کے سو ڈالرز دینے کے لیے تیار تھا۔ میں نے کہیں بھی ایک ساتھ پانچوں ہیرے سامنے نہیں کیے۔ ظاہر ہے دسواں ڈیلر مجھے ٹھگنے کے چکر میں تھا، بہر حال میرا مقصد خوش اسلوبی سے پورا ہو گیا۔

اندازے کے مطابق بیگ میں اکیس سو ہیرے تھے۔ اگر میں باسٹھ سو پر ہی رہتا تو اس وقت تیرہ ملین ڈالرز کی مالیت کے ہیرے میرے قبضے میں تھے لیکن میں حریص نہیں تھا۔ میری ترجیح تھی کہ انہیں جلد فروخت کیا جائے نہ کہ سودے بازی میں وقت ضائع کروں اور خطرات کو بھی دعوت دوں۔

میں نے مارکیٹ سے ہی کیتھرائن کو فون کیا۔

''گریٹ نیوز ہے میرے پاس۔''

''جلدی بتاؤ، جلدی بتاؤ۔''

''میں آج رات آٹھ بجے پارٹی کر رہا ہوں۔''

''وجہ؟'' اس نے حیرت سے سوال کیا۔

''میرے پاس تیرہ ملین وجوہات ہیں۔''

''میں مصروف ہوں۔ صرف ایک بتا دو۔''

''میں دنیا کی حسین ترین لڑکی کی محبت میں گرفتار ہوں۔''

''شاندار...... میں آؤں گی اُس لڑکی سے ملنے۔''

☆☆☆

میں ابھی تک اسٹوڈنٹ بجٹ پر تھا۔ لہٰذا پارٹی میں زیادہ اہتمام کرنے کی غلطی نہیں کی تھی۔ نہ ہی پارٹی کی کوئی خاص وجہ بتائی تھی۔ ہر طرف دیواروں پر تصاویر آویزاں تھیں۔ زیادہ تر مہمان ''پارسن'' سے آئے تھے۔ کچھ بلڈنگ کے پڑوسی تھے۔ میں نے عمارت کے ڈورمین کو بھی مدعو کیا تھا۔ تصاویر تعریف وتنقید دونوں کی زد میں تھیں۔ تاہم مجھے پروا نہیں تھی۔

دس بجے ڈوربیل بجی۔ میں نے کلوز ڈسٹرکٹ مونیٹر میں دیکھا۔ دیوہیکل آدمی میرے لیے اجنبی تھا۔ اجنبیوں

کے لیے میں خدشات محسوس نہیں کرتا تھا۔ تاہم ہیروں کی وجہ سے میں نے بے چینی محسوس کی...... لیکن فرنٹ ڈور کھولے بغیر چارہ نہ تھا۔ وہ وزن کے باعث آہستہ چل رہا تھا۔ چوتھی لینڈنگ تک پہنچتے ہوئے وہ خاصا ہانپنے لگا تھا۔

''کون ہے؟'' کیتھرائن میرے قریب آگئی۔

''پتا نہیں...... اجنبی لگتا ہے۔''

بالآخر وہ اپارٹمنٹ تک آگیا۔ ہم دونوں کو دیکھا۔

''ہیلو، کیتھرائن۔'' اس نے کیتھرائن کو مخاطب کیا۔

''ہیلو، نیوٹاؤن۔''

نیوٹاؤن کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ وہ اوپر آتے ہوئے نڈھال سا ہو گیا تھا۔ کیتھرائن نے ہم دونوں کا آپس میں تعارف کرایا۔ تعارف کراتے وقت کیتھرائن نے میرے لیے ''بریلینٹ آرٹسٹ'' کے الفاظ استعمال کیے تھے۔ وہ پہلے ہی اُسے میرے بارے میں بتا چکی تھی۔

''ہر شاندار آرٹسٹ آخر اتنے اوپر کیوں رہائش اختیار کرتا ہے؟'' نیوٹاؤن نے پیشانی سے پسینا صاف کیا۔

''خوشی ہوئی مل کر مسٹر نیوٹاؤن۔'' میں نے ہاتھ آگے بڑھایا۔

''مسٹر نہیں۔ صرف نیوٹاؤن...... جیسے میڈونا۔''

''تم تھک گئے ہو۔ آؤ میں تمہیں کچھ دیتا ہوں۔''

''آکسیجن ٹینک بہتر رہے گا۔'' نیوٹاؤن بولا۔

''بیئر ہے۔''

''اور بھی بہتر ہے، دو کین۔''

جب میں بیئر لے کر آیا تو نیوٹاؤن نے اپنی 54 نمبر کی جیکٹ اتار دی تھی۔ نیچے نیلی شرٹ پر پسینے کے دھبے نظر آرہے تھے۔ یہی حال بغلوں کے نیچے تھا۔

''نیوٹاؤن یہاں تمہارا کام دیکھنے آیا ہے۔'' کیتھرائن اٹھلائی۔

''گریٹ۔'' میں نے جواب دیا۔ ''قدر افزائی ہے۔''

''کیا یہ میرا کام پسند کرے گا؟'' میں نے کیتھرائن سے سرگوشی کی۔

''اس کی پسند ناپسند سے فرق نہیں پڑتا۔ یہ اپنے مالدار مالک کے لیے خریداری کے لیے آیا ہے۔ اُس کے پاس وقت نہیں ہے۔ نیوٹاؤن ہی اس کے لیے شاپنگ تک کرتا ہے۔'' کیتھرائن نے جواب دیا۔

''اگر وہ آدمی اتنا ہی مالدار ہے تو ''پکاسو'' یا ''ولیم ڈی کوننگ'' کی طرف متوجہ کیوں نہیں ہوتا...... میتھیو بینن ہی کیوں؟''

''وہ ینگ ٹیلنٹ کی قدر یا حوصلہ افزائی کو ترجیح دیتا ہے۔''

نیوٹاؤن نے میری تمام پینٹنگز دیکھنے میں صرف دس منٹ لیے۔ دو خالی کین مجھے پکڑائے...... جواباً میں نے دو اور اس کے حوالے کیے۔

''تم، عمر کتنی ہے؟''

''بتیس سال۔'' میں نے جواب دیا۔

''تم نے ملٹری کے لیے کام کیا ہے؟''

''میرینز۔''

''میں نے تمہارے کام سے اندازہ لگایا۔'' وہ بولا۔ ''اس میں کھردرے فن کی جھلک ہے...... باس پسند کرے گا۔ میں تین تصاویر خریدوں گا۔ میں باس کو جانتا ہوں۔ تمہارا کام آج جیسا ہے...... برسوں بعد اس کام کی قدر کچھ اور ہوگی۔''

مجھے یقین کرنے میں دشواری کا سامنا تھا۔ میرے سوال کرنے سے پہلے ہی اس نے تین پینٹنگز کی نشاندہی کر دی اور قیمت پوچھی۔ مجھے کوئی آئیڈیا نہیں تھا۔ حیرانی سے میں نے کیتھرائن طرف دیکھا۔

''نیوٹاؤن، ایک منٹ۔'' اس نے میرا بازو پکڑا اور ایک طرف لے آئی۔ ''کیا سوچا؟''

''مجھے نہیں معلوم۔ کینوس، فریم۔ پینٹ اور کام...... شاید چار سو ایک پینٹنگ کے۔''

کیتھرائن نے آنکھ ماری اور واپس نیوٹاؤن کے پاس آئی۔ نیوٹاؤن سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

''ایک پینٹنگ کے دو ہزار۔''

''زیادہ ہیں۔''

''تین کے پانچ ہزار۔'' کیتھرائن کچھ نیچے آئی۔ ''سمجھو ایک فلور اوپر آنے کے ایک ہزار۔'' وہ مسکرائی۔ ''کتنا بُرا لگے گا تمہارا خالی ہاتھ لوٹنا۔''

نیوٹاؤن نے آخری بیئر چڑھائی۔ ''ڈیل۔'' ''کل میں اپنے آدمیوں کو بھیج دوں گا۔ وہ ہاتھ ملا کر رخصت ہو گیا۔ محفلِ طرب کے اختتام پر میں نے کیتھرائن کو گلے سے لگا لیا۔ ''تم ٹیچر ہو یا سیلز مین؟''

''وہ لڑکی کہاں ہے۔ دنیا کی حسین ترین...... جس کی وجہ سے تم نے اس پارٹی کا اہتمام کیا تھا؟'' نشیلا سوال تھا۔

''وہ بیڈروم میں ہے۔ آؤ......

☆☆☆

پہلے کیتھرائن نے میری زندگی میں انقلاب آفریں تبدیلی پیدا کی۔ دوسرے نمبر پر ہیروں کی بارش ہوگئی۔

"کیا یہ اچھا آغاز نہیں ہے؟" وہ بولی۔

"تمہاری وجہ سے ہے۔ فلوک بھی ہوسکتا ہے۔"

"نہیں، تمہارے اندر ایک آرٹسٹ چھپا ہوا ہے۔" وہ بولی۔ "تم ایماندار ہو...... یہی چیز تمہارے کام میں جھلکتی ہے...... یہ ریکلوم کاشٹ ہے...... نچوڑ ہے۔"

"شکریہ۔" میں نے دھیرے سے کہا۔

وہ غلطی پر تھی۔ میں بے ایمان تھا۔ کسی اور کے ہیرے میرے گھر میں تھے۔

☆☆☆

رائس اور بن زیٹی گرینڈ سینٹرل ٹرمینل پر تھے۔

"یہ روسی بہت حرامی ہیں۔ اگر ہم نے ہیرے دریافت نہیں کیے تو یہ ہمارا وہی حشر کریں گے جو والٹر جیسے خوفناک قاتل کا ہوا۔"

"سیکیورٹی ٹائٹ ہے۔" رائس نے کہا۔ "ہم کہاں جارہے ہیں؟"

"سینٹرل سیکیورٹی آفس۔ لوئر لیول۔" بن زیٹی نے گھڑی دیکھی۔ موجود شفٹ میں ایک دوست ہے۔ کچھ تو کرنا پڑے گا۔"

وہ سیڑھیاں اتر کے مخصوص علاقے میں چلے گئے۔ آخر کار ایک دروازے پر رکے جہاں پلیٹ لگی تھی۔ "غیر متعلقہ شخص کا داخلہ منع ہے۔"

بن زیٹی نے گھنٹی بجائی اور کیمرے کو اپنا بیج دکھایا۔ چند سیکنڈ میں دونوں اندر تھے۔

"این وائی پی ڈی۔" اس نے ڈیسک کی دوسری جانب موجود ایم ٹی اے کوپ سے کہا۔ "سارجنٹ بلیک سے ملنا ہے۔"

کوپ نے سر ہلا کر ڈائریکٹری چیک کی اور نمبر ملایا۔

"پہنچ رہا ہے۔" اس نے جواب دیا۔

پانچ منٹ بعد دراز قامت عورت اندر داخل ہوئی۔

"یہ سوشل کال تو نہیں ہونی چاہیے۔" وہ بولی۔

بن زیٹی نے پہلے رائس کا تعارف کرایا اور اعتراف کیا کہ یہ سوشل کال نہیں ہے۔

"آؤ پھر...... یہاں سے نکلو۔" وہ ان دونوں کو لے کر کمانڈ سینٹر میں آگئی۔ جہاں متعدد میزیں، کمپیوٹرز اور اہلکار موجود تھے۔ مونیٹرز پر ٹرمینل کے مناظر دیکھے جاسکتے تھے۔ "مجھے اچھا نہیں لگا...... تمہیں زحمت دوں، لیکن منگل کی رات کی ویڈیو دیکھنی ضروری تھی۔" بن زیٹی نے کہا۔

"بمباری؟" بلیک نے سوال کیا۔

"ہاں۔"

"ہم پہلے ہی ٹیپ این وائی پی ڈی، ایف بی آئی، امیگریشن ہوم لینڈ سیکیورٹی...... وغیرہ تک پہنچا چکے ہیں۔ ہر ایک سرگرم ہے۔"

"بومبنگ کا معاملہ دھوکا ہے۔ پوسٹ کے رپورٹر نے اسے لوٹ مار کا نام دیا ہے...... کسی بے خانماں کا کیا دھرا ہے۔"

"لوٹ مار؟"

"ہاں، مونیٹر پر دیکھنا ہے کہ اُس روز وہاں کون مسافر تھے...... کتنے اور کیا کر رہے تھے؟"

"چھ ہزار افراد روز وہاں سے گزرتے ہیں...... بہر حال ٹیپ ہم نے متعلقہ اداروں کو بھجوادی ہے۔" بلیک نے کہا۔ "ہاں، گرینڈ سینٹرل بیشتر بے خانماں افراد کا گھر ہے، جہاں انہیں کوئی خطرہ بھی نہیں ہوتا۔ وہ بینچوں اور ٹوائلٹس میں وقت گزار لیتے ہیں، بہر حال آؤ میں تمہیں دکھاتی ہوں۔"

کچھ دیر بعد وہ دونوں بلیک کے ہمراہ ایک ٹیکنیشن کے ساتھ بیٹھے تھے۔ کمپیوٹر کا اسکرین تیس انچ کا تھا۔ "سولہ کیمرے نگرانی کرتے ہیں۔" رائس نے کہا۔ ٹیکنیشن نے اپنا کام شروع کیا۔

"منگل کے روز بومب بلاسٹ گیارہ بجے سے ذرا دیر بعد ہوا تھا۔ گیارہ سے ایک گھنٹا قبل سرچ کا آغاز کرو۔" بن زیٹی نے ہدایت دی۔

امیج بہت واضح تھے۔ بیس منٹ میں انہوں نے والٹر کو دیکھ لیا۔ وہ کافی لے کر ایک جگہ بیٹھ گیا۔ بار بار گھڑی دیکھنے کے انداز سے وہ بے چین دکھائی دے رہا تھا۔ غالباً اس کی مطلوبہ ٹرین تاخیر کا شکار تھی۔ ان دونوں کو معلوم تھا کہ اس روز کون کون سی ٹرین لیٹ آئی تھیں۔

"گیارہ بجے وہ اٹھا، کافی کپ ٹریش کی نذر کر کے باتھ روم کا رخ کیا۔ دونوں سراغ رساں چوکس ہوگئے۔ گیارہ کے بعد دھماکے ہونے تھے۔ رائس نے پھر مونیٹر روک دیا۔ اُلجھی ہوئی داڑھی والا ایک عمر رسیدہ آدمی والٹر کے پیچھے باتھ روم کی طرف جارہا تھا۔ لباس میں نمایاں چیز بوسیدہ "پونچو" (کمبل) تھا۔ جیسا ویسٹرن فلموں میں ہوتا ہے۔ کوئی سلائی نہیں، کوئی آستین نہیں۔ دامن کی طرف پسند

کا کٹاؤ ہوتا ہے اور سر کی جانب کھوپڑی سے کچھ بڑا سوراخ۔ ''یہ ہوسکتا ہے۔'' رائس نے کہا۔
''اسے شکوف نے ہائر کیا ہے...... والٹر کو ختم کرنے کے لیے۔''
''کیسے کہہ رہے ہو؟'' رائس نے سوال کیا۔
''ابھی پتا چل جائے گا...... باتھ روم کے کیمرے پر لاؤ۔''
''باتھ روم میں کیمرے نہیں ہیں۔''
اٹھاسی سیکنڈ بعد والٹر باتھ روم سے اس حال میں برآمد ہوا کہ اس کی گردن سے خون فوارے کے مانند نکل رہا تھا۔ وہ پیچھے ہاتھ کر کے اندھا دھند فائرنگ کر رہا تھا۔ معاً وہ فریم سے نکل گیا۔ فوراً ہی کمبل میں ملبوس داڑھی والا نمودار ہوا...... اس کی گن کا رخ بھاگتے ہوئے زخمی والٹر کی جانب تھا لیکن عین وقت پر پولیس مین نے مداخلت کی اور داڑھی والے نے پلٹ کر پولیس مین کے قدموں میں فائرنگ کی...... اور والٹر کی طرف متوجہ ہوا...... فائر کیا اور کمبل سے دو گرینیڈ نکال کر پنین ہٹائیں...... سب کچھ دھندلا گیا۔ اسکرین پر دھوئیں کے سوا کچھ نہ تھا۔
''اس کی حرکات وسکنات بوڑھوں والی نہیں تھیں۔ بڈمقابل والٹر تھا۔ داڑھی والے نے بھیس بدلا ہوا تھا۔'' رائس نے تیقن کے ساتھ نتیجہ اخذ کیا۔ بن زیٹی نے اتفاق کیا۔
''کون ہوسکتا ہے۔ والٹر تر نوالہ نہیں تھا۔'' بن زیٹی نے گالی دی۔ انہوں نے فاسٹ فارورڈ کے ذریعے اسے تلاش کرنے کی کوشش کی...... لاحاصل۔
''اب کیا کیا جائے؟'' رائس کا سوال تھا۔
''شکوف نے کونٹریکٹ کلر کو ہائر کیا تھا۔ وہی اسے دیکھے گا...... ہمارا کام ہیرے تلاش کرنا ہے۔ کوئی نہ کوئی جانتا ہے کہ ہیرے کہاں ہیں؟''
''والٹر جانتا ہے۔'' رائس نے کہا۔
''والٹر مردہ ہے۔''
''وڈیو میں زندہ ہے۔ ابھی آ رہا ہے۔'' رائس کیمروں کے ساتھ مصروف ہوگیا۔ ''وہ رہا۔'' چند منٹ بعد وہ جذباتی انداز میں بولا۔
دونوں دیکھ رہے تھے کہ خون آلود والٹر لڑکھڑاتا ہوا لاکرز کے بنک سے ٹکرایا۔ اس نے ایک لاکر کھولا اور گر گیا۔
رائس نے پھر اسکرین فریز کر دیا۔ ''وہ مارا۔''
''لاکر نمبر 925۔'' بن زیٹی نے کہا۔ ''کیا کھو گے؟ لاکر میں پنیر ہے یا ہیرے؟'' بن زیٹی نے اندازہ لگایا۔
زمین بوس والٹر کے سفید ماربل پر خون کی سرخی پھیل رہی تھی۔ دھواں تحلیل ہوتا جا رہا تھا۔ ''دیکھو مسافروں کی والٹر کی طرف توجہ نہیں ہے۔ ان کو اپنی جان کی پڑی ہے۔ وہ اس کے اوپر سے بھاگے جا رہے ہیں۔ میرے خیال میں وہ امداد سے بے نیاز ہوگیا ہے۔'' رائس بولا۔
''ایک منٹ...... یہ ذاتِ شریف کون ہے؟''
ذاتِ شریف گھٹنوں کے بل بیٹھ کر والٹر کی مدد کر رہا تھا۔
''کون ہے؟'' رائس نے سوال کیا۔
''کون جانے؟ بھاگتے ہوئے والٹر کو دیکھ کر رک گیا ہے۔''
''اوہ، والٹر زندہ ہے...... وہ کچھ کہہ رہا ہے۔''
بظاہر چند ہی الفاظ تھے۔ ''والٹر کا سر ڈھلک گیا ہے...... ڈیڈ۔''
''اب ذاتِ شریف کیا کرے گا؟'' رائس کی نظر اسکرین پر تھی۔
''اگر وہ اسمارٹ ہے تو بھاگنے کی کرے گا۔''
لیکن اس کے برعکس ذاتِ شریف نے اوپر خون آلود لاکر کی طرف دیکھا۔
''اوہ، بندر کیلا کھانے کے چکر میں ہے۔'' رائس نے تبصرہ کیا۔
ذاتِ شریف نے اٹھ کر کھلے لاکر میں سے ایک چرمی بیگ برآمد کیا اور کھول کر دیکھا۔ اسی اثنا میں ایک نوجوان پولیس مین پہنچ گیا۔ ذاتِ شریف نے بسرعت بیگ بند کر دیا۔
''پولیس اہلکار این وائی پی ڈی سے تعلق رکھتا ہے۔'' رائس نے اطلاع دی۔
''وہ ایڈیٹ اسکواڈ سے تعلق رکھتا ہے۔ ایک سویلین پر گن تان رکھی ہے۔'' بن زیٹی نے اعتراض کیا۔
ذاتِ شریف نے گن مین کو نظر انداز کر دیا۔ اس کی توجہ مردہ روسی (والٹر) کی جانب تھی۔
''وہ اسمارٹ ہے۔'' رائس بولا۔ ''وہ والٹر کے بیگ کے سہارے ڈاکٹر کی اداکاری کر رہا ہے۔''
''اور آفیسر احمق ہے...... اس نے دھوکا کھا کر گن ہولسٹر میں رکھ لی ہے۔''
آخر کار ذاتِ شریف نے اپنا سیل فون نکالا۔
''او...... پاگل وہ دھوکا دے رہا ہے، اس کا کارڈ

چیک کرو۔'' رائس چلّایا اور رکے ہوئے اسکرین کو زوم کیا۔ آفیسر کے ٹیگ پر نام ''کینڈل'' لکھا تھا۔

ذاتِ شریف سیل فون پر اداکاری کررہا تھا اور آفیسر ریڈیو پر کچھ سن رہا تھا۔ بات ختم کر کے اس نے چند سیکنڈ نقلی ڈاکٹر کے ساتھ گزارے اور ریڈیو پر ملنے والی نامعلوم ہدایت کے تحت وہاں سے بیالیسویں اسٹریٹ کے راستے کی طرف نکل گیا۔

''لعنت ہے۔'' بن زیبی بھنّا گیا۔

ذاتِ شریف نے دس سیکنڈ انتظار کیا اور مخالف سمت میں دوڑ لگائی۔ رائس کیمرے کی مدد سے اس کے پیچھے تھا۔ ڈراما ختم ہورہا تھا۔ ذاتِ شریف نے کیب پکڑی اور روانہ ہوگیا۔ رائس نے فریم جام کیا اور نمبر نوٹ کیا۔

''TLC کو کال کر کے ڈرائیور سے پوچھ گچھ کرنی پڑے گی۔''

''مجھے کچھ خاص امید نہیں ہے۔ اس افراتفری میں ڈرائیور کیا یاد رکھے گا۔'' بن زیبی نے مایوسی کا اظہار کیا۔ ''بہتر ہے کہ کینڈل کو پکڑیں۔''

''ہم ذاتِ شریف کا اسکرین شاٹ لے کر اس کا چہرہ دیکھ سکتے ہیں پھر اسے تلاش کر کے ہیرے وصول کریں گے اور ایک عدد گولی اس کے سر میں ٹھونک دیں گے۔ اگرناکام بھی ہوئے تو بطور کارکردگی ذاتِ شریف کی تصویر شکوف کے حوالے کردیں گے...... کہ ہیرے یہاں موصوف کے پاس ہیں۔''

بن زیبی نے سر ہلا کے قہقہہ لگایا۔

☆☆☆

پرنس کی کال سن کر شکوف بوکھلا گیا۔

''میں فون کرنے ہی والا تھا۔ پرنس کام ہوگیا ہے۔ بہت اچھی خبر ہے۔ اس آدمی کا سراغ مل گیا ہے...... ہیرے جس کے قبضے میں ہیں...... میں اس کی تصویر ای میل کررہا ہوں۔''

''تصویر؟'' پرنس پھنکارا۔ ''مجھے اس کا سر درکار ہے...... یہاں فرنٹ ڈور پر...... دونوں کان اور آنکھیں اس کے منہ میں ہونی چاہئیں...... کون ہے وہ؟''

''والٹر نے گرینڈ سینٹرل کے لاکر میں ہیرے رکھے تھے۔ میں جس آدمی کی بات کررہا ہوں، اُسے ہیرے وہاں سے ملے تھے۔ گھوسٹ نے اپنا کام کردیا تھا لیکن والٹر سیف تک پہنچ گیا۔ اسے کھول بھی لیا...... اس کے بعد اس کی روح جہنم کی طرف پرواز کرگئی اور ہیرے اس آدمی کو مل گئے۔''

''اس نے ہیرے وہاں کیوں رکھے تھے؟''

''اسے نتالیا پر شک ہوگیا تھا۔ نتالیا اس کے گھر میں موجود سیف کا کمبی نیشن جانتی تھی۔'' شکوف نے جواب دیا۔

''اس کا نام کیا ہے؟''

''ابھی معلوم نہیں ہوا لیکن اغلباً وہ اسٹیشن پر ہی کام کرتا ہے...... یا پھر عموماً وہاں آتا جاتا رہتا ہے۔ ہم بہت جلد اسے پکڑ لیں گے۔''

''ہم، کون؟''

''میں، رائس، بن زیبی اور گھوسٹ۔'' شکوف نے جواب دیا۔

''نہیں، مجھے اور مین پاور چاہیے۔ یہ کافی نہیں ہے۔ وقت گزرتا جارہا ہے۔''

''ایک درجن آدمی اور ہیں۔''

''نہیں...... مجھے پروفیشنل چاہئیں۔'' پرنس چلّایا۔ ''شکاری، کلر، کونٹریکٹ کلر......''

''گھوسٹ سے بڑا شکاری کون ہوگا؟''

''وہ اکیلا ہے۔'' پرنس نے کہا۔ ''سنڈیکیٹ مجھے مورد الزام ٹھہرا رہا ہے۔ گھوسٹ کتنا ہی خطرناک کیوں نہ ہو، وہ ہر وقت ہر جگہ نہیں رہ سکتا۔ ٹھوس کام ہونا چاہیے۔ کوئی بیک اپ بھی ہونا چاہیے۔ ہم پہلے بھی اس کے ساتھ کام کر چکے ہیں...... وہ جرمن ہے۔''

''کرال؟'' شکوف نے نام لیا۔

پرنس نے تصدیق کی۔

''میں کہہ نہیں سکتا۔'' شکوف نے تذبذب کے ساتھ کہا۔ ''ایسے قاتل آپس میں رزم آرا ہونا پسند نہیں کرتے۔ کونٹریکٹ انفرادی ہونا چاہیے۔''

''مجھے ان کے اصولوں کی پروا نہیں ہے۔ وہ کام کریں، میں ادائیگی کروں گا۔ شرائط میری ہوں گی۔ اگر کرال رضامند نہ ہو تو کسی اور کو پکڑو۔'' پرنس نے فون بند کر دیا۔''

وہ کمپیوٹر کی طرف متوجہ تھا۔ پرنٹ آؤٹ دیکھ کر نتالیا نے اسے چھیڑا۔ ''یہ تو خاصا کیوٹ ہے۔''

☆☆☆

مارٹا کرال جتنی پُرکشش تھی، اتنی ہی ذہین۔ برائیاں بھی دو تھیں۔ ''سنگدلی'' اور ''اس کا پیشہ'' وہ کونٹریکٹ کلر تھی۔ اس کا قد پانچ فٹ دس انچ تھا۔ وہ سابقہ ماڈل تھی،

جسے دیکھ کر مردوں کی دھڑکن چال بدل دیتی تھی لیکن مرضی کی رقم کے عوض وہ دھڑکن بند کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتی تھی۔

آٹھ گھنٹے بعد شکوف نے اسے لاس اینجلس میں ٹریپ کیا اور اس وقت وہ شکوف کے رُوبرو بیٹھی تھی۔ اس نے بولنے میں پہل نہیں کی۔ خاموشی سے تکتی رہی۔ برف کا مجسمہ، شکوف نے سوچا...... بے بدل قاتل۔

''والٹر نے ریٹائرمنٹ قبل از وقت لے لی ہے۔'' شکوف نے آغاز کیا۔

''میں نے نیویارک ٹائمز میں پڑھا تھا۔ وہ گرینڈ سینٹرل میں مارا گیا۔'' کرال نے جواباً کہا۔ ''ریٹائرمنٹ کی وجہ؟''

''وہ بھاگ رہا تھا...... سنڈیکیٹ سے فراڈ کر کے......''

''اوہ، تم ڈائمنڈ بزنس میں ہو۔''

''مجھے وہ تمام ہیرے واپس چاہئیں جو اس نے چُرائے۔''

''چوری شدہ اشیا کی دریافت میرا کام نہیں ہے...... خونی ٹاسک۔'' وہ اٹھنے والی تھی کہ شکوف نے ایک جوان کی تصویر دکھائی جو گرین سینٹرل کے لاکرز کے پاس کھڑا تھا۔

کرال نے تصویر دیکھی۔ ''سکسی۔'' اس نے ایک لفظ کہا۔

''اسے ختم کرنے سے پہلے کھیلنا پڑے گا۔''

''اور ہیرے بھی اسی کے پاس ہیں۔''

''ٹھیک ہے، معاوضے کی بات کرو۔'' کرال نے کہا۔ کچھ دیر تک اس موضوع پر بحث و تمحیص ہوتی رہی۔ شکوف، کرال کے بلند مطالبے کو ماننے پر مجبور تھا۔

''ایک سوال؟'' کرال نے کہا۔ ''میرے مقابلے پر کون ہے؟''

''یہ مقابلہ نہیں ہے...... دو مقامی پولیس مین ہیں اور ایک پروفیشنل۔''

''کون پروفیشنل؟''

''گھوسٹ۔''

کرال نے بیرونی تاثرات کو قابو میں رکھا لیکن اندرونی طور پر وہ برہم ہوگئی تھی۔ اس کی کبھی گھوسٹ سے مڈبھیڑ نہیں ہوئی تھی تاہم وہ اسے پسند نہیں کرتی تھی۔ لوگ گھوسٹ کے بارے میں اس طرح تبصرے کرتے تھے جیسے وہ کوئی گاڈ ہو۔

''گھوسٹ۔'' کرال نے عام سے انداز میں کہا۔ ''میں نے سنا ہے کہ وہ بہت خطرناک ہے۔''

شکوف نے قہقہہ لگایا۔ ''صرف خطرناک...... وہ واحد قاتل ہے جو جنت میں جائے گا۔ شیطان جہنم میں اس کی ہمراہی سے نالاں ہوگا۔''

''اگر ایسی بات ہے تو پھر میری کیا ضرورت ہے؟''

''دراصل میرا باس چاہتا ہے کہ دوسرا پروفیشنل بیک اپ کے طور پر کام کرے۔''

کرال کھڑی ہوگئی۔ ''میری توہین مت کرو۔ کسی اور کو ڈھونڈو۔''

شکوف نے محسوس کیا کہ وہ اسے غلط ہینڈل کر گیا ہے۔ وہ دروازے کی طرف جا رہی تھی۔ اگر نکل گئی تو پرنس، شکوف کو نہیں چھوڑے گا۔

''رک جاؤ۔'' وہ پکار اٹھا۔ ''بھول جاؤ کہ میرا باس کیا چاہتا ہے۔ مجھے تمہاری ضرورت ہے۔ میرے خیال میں گھوسٹ ہیروں کے بارے میں کچھ نہ کچھ جانتا ہے۔ اگر تم اسے بھی ختم کر دو تو میرے اوپر احسان ہوگا۔ معاوضہ دوگنا دوں گا۔''

کرال نے حیرت سے دیکھا۔ گھوسٹ کو ختم کر کے وہ ناقابلِ قیاس مسرت محسوس کرے گی۔ خطیر معاوضہ الگ ملے گا۔ اس نے شکوف کا ہاتھ تھام لیا۔ ''ڈیل۔''

شکوف اس بے ساختہ آفر پر خود بھی متحیر تھا۔ اس نے اضطراری طور پر سینے کی طرف دیکھا۔ سرخ ڈاٹ وہاں نہیں تھا۔ اسے اپنے فیصلے پر افسوس نہیں تھا۔ گھوسٹ کو مرنا چاہیے۔

شکوف زندگی میں کسی آدمی کے آگے نہیں جھکا۔

☆☆☆

کرال نے بیالیسویں اسٹریٹ اور چھٹے ایونیو کے لیے کیب لی۔ وچ کرافٹ کساک برانٹ سے سینڈوچ خریدے۔ ناردرن پرائی نیڈ میں درخت کے نیچے میز سنبھال کر اس نے ایٹنی گراوسی سے فرانس میں رابطہ قائم کیا۔

اس کی آواز سن کر ایٹنی کا منہ کڑوا ہوگیا۔ کرال نے ماضی میں ایک مرتبہ اس کی جان بچائی تھی جس کا قرض وہ اب تک اتار رہا تھا۔ ایٹنی جوئے کی لت میں گرفتار تھا اور ایک موقع پر بیس ہزار یورو الجیرین ڈرگ ڈیلر سے لے کر پھنس گیا تھا۔ ڈرگ ڈیلر نے کرال کو اسے ختم کرنے پر لگا دیا۔ کرال نے بجائے اس کی جان لینے کے اس کا قرض ادا کر دیا۔ کرال کے لیے زندہ ایٹنی زیادہ قیمتی تھا۔ وہ انٹرپول

کے کمپیوٹر ریکارڈ روم میں کام کرتا تھا۔
''ایشی، میں نے ایک آدمی کا فوٹو ای میل کیا تھا۔''
''میں آفس سے نکل گیا تھا۔''
''تو واپس جاؤ۔'' کرال نے اطمینان سے حکم جاری کیا۔
''مجھے بیوی کے ساتھ ڈنر اٹینڈ کرنا ہے۔ آج اُس کی سالگرہ ہے۔'' ایشی نے کہا۔
''پلیز میرے بہترین الفاظ اس تک پہنچاؤ اور بتاؤ کہ چند روز میں، میں بھی اس سے ملاقات کروں گی اور اس وقت وہ تمہاری بیوہ ہوگی۔''
''میں آفس واپس جارہا ہوں۔''
''گڈ، فوٹو چند روز قبل گرینڈ سینٹرل، نیویارک سی سے کیمرے نے اٹھایا ہے...... میں جاننا چاہتی ہوں کہ یہ آدمی کون ہے۔''
''تم اس کے بارے میں کچھ جانتی ہو؟''
''نہیں، یہ تمہارا کام ہے۔''
''اوکے۔''
کرال نے اسے فون نمبر دیا۔ ''کتنا وقت لگے گا؟''
''اگر اس کا مجرمانہ پس منظر ہے تو دو گھنٹے۔ ورنہ زیادہ کھدائی کرنی پڑے گی۔''
''وقت ضائع مت کرنا۔''
''سمجھ گیا۔''
''ایک اور بات۔ گھوسٹ کے بارے میں کیا جانتے ہو؟''
وہ ہنس دیا۔
''ہنسنے کی کیا بات ہے؟''
''نہیں، کچھ نہیں...... آدھی پولیس ایجنسیاں دنیا میں گھوسٹ کی بُو سونگھتی پھر رہی ہیں۔ اب تم بھی۔''
''ٹھیک، اگر کوئی اطلاع ملے تو پہلے مجھے بتانا۔'' کرال نے فون بند کر دیا۔
کرال کے علم میں تھا کہ ایشی ہینڈسم فوٹو کی شناخت میں زیادہ مددگار ثابت ہو سکتا ہے اور گھوسٹ کے لیے ارا۔ ارا، نیویارک میں ہی تھا۔ وہ مختلف راستوں سے ہوتی ہوئی واشنگٹن اسٹریٹ کی ایک عمارت پر پہنچی۔ عمارت چھ منزلہ تھی اور چھ ڈوربیل۔ نام کی جگہ ایشی انڈسٹریز لکھا تھا۔ اس نے بٹن دبایا۔
جواب آیا۔ ''سوری، وقت ختم ہو گیا ہے، کل آنا۔''
''مجھے بتایا گیا ہے کہ پریمیئر کسٹمر کے لیے دیر سے بھی انڈسٹری کھلتی ہے۔'' کرال نے کہا۔
آواز آئی۔ ''لیول آف پریمیئر؟''
''ٹائی ٹینیم۔''
ایک منٹ کے اندر وہ اندر داخل ہو رہی تھی۔ ارا کا دروازہ چوتھی منزل پر تھا۔ گھنٹی بجا کر وہ اندر چلی گئی۔ ایریا تین ہزار اسکوائر فٹ وسیع تھا۔ کوئی انچ خالی نہیں تھا۔ چھوٹی بڑی میزیں، کمپیوٹرز، الیکٹرونکس، کچن ایریا۔ فون کنٹرینرز، بیئر کینز، پورن میگزینز، گاربیج کین، کمپیوٹر مینوئلز اور کاؤنٹر پر دو عدد چوہے۔
اس کباڑ میں ایک بڑے صوفے پر غیر معمولی بھاری شخص بیٹھا تھا۔ اس کے قریب کمپیوٹر پر دو لیٹر کی پیپسی کی بوتل رکھی تھی۔ ہاتھ میں کول رینچ کا کھلا ہوا بیگ تھا۔ ہائی جین سے وہ غیر متعلق نظر آرہا تھا۔
''میں ارا ہوں۔'' وہ بولا۔ ''سوری اگر کچھ بُو محسوس ہو رہی ہو۔ زیادہ سوشل کالز نہیں آتی ہیں...... کیا ضرورت ہے بار بار ٹب میں گھس کر نکلنے کی۔''
''کوئی مسئلہ نہیں ہے۔'' اس نے ایشی یا ٹائی ٹینیم کے بجائے خود کو کارلا کہا۔
''کس نے بھیجا ہے؟''
''ایک دوست نے۔''
''دوست خود آتا تو اچھا تھا...... کیا کام ہے؟''
''میرے شوہر نے جان عذاب میں کی ہوئی ہے۔ اس کا دماغ ٹھکانے لگانا ہے بلکہ اسی کو ٹھکانے لگا دو...... ایک سرکش بندہ چاہیے۔ بیسٹ۔''
''آسان ہے، کئی آدمی ہیں۔'' ارا نے کہا۔
''کئی آدمی نہیں۔ مجھے بہترین کی ضرورت ہے۔ میرا شوہر بڑا خونخوار ہے۔''
''سیکنڈ بیسٹ...... نمبرون ایسے کام نہیں کرتا۔''
''میں منہ مانگا معاوضہ دوں گی...... اُس کا نام کیا ہے؟''
''گھوسٹ۔''
''بہترین؟''
''بہترین سے آگے۔''
''ویری گڈ۔''
''میں اس سے ملنا چاہوں گی۔ کچھ بتاؤ اس کے بارے میں۔''
''وہ کینڈل لائٹ ڈنر پسند کرتا ہے۔ ساحل پر چہل

قدمی...... کنسرٹ...... کراس ورڈ پزلز اور بیڈ میں حسیناؤں کے ساتھ...... جیسے تم ہو۔"

کارلا نے تناؤ محسوس کیا۔ "بکواس ہے۔"

"کم آن، کرال۔" ارا نے پہلی بار اس کا اصلی نام لیا۔ "کیا تم مجھے احمق خیال کرتی ہو۔ میرے پاس وائس پرنٹ کا ڈیٹا بیس ہے جس میں لاکھوں آوازیں محفوظ ہیں۔ تمہاری بھی نصف درجن کالز ہیں۔ تمہارے اندر آنے سے پہلے میں نے آواز ملائی تھی۔ مجھے تمہارے آنے کی خوشی ہوئی تھی۔ میرے کلائنٹ آفس نہیں آتے۔ گھوسٹ سے کیا کام ہے؟"

"ہم ایک ہی جاب پر ساتھ کام کر رہے ہیں۔"

"کیسی جاب؟"

"والٹر مر گیا ہے۔ ہیرے غائب ہیں جو ایک آدمی کے پاس ہیں۔ اس کی تصویر میری تحویل میں ہے۔ ہیرے بازیاب کر کے اسے ختم کرنا ہے۔ ہیرے والٹر نے سنڈیکیٹ سے غداری کرتے ہوئے چرائے تھے۔"

"شگوف نے وہ فوٹو مجھے بھجوایا تھا جو میں نے گھوسٹ تک پہنچوا دیا۔"

"میں اور گھوسٹ ایک ہی ٹارگٹ پر ہیں لہٰذا مجھے اس سے ملنا ہے۔"

"میں چاہوں بھی تو ایسا نہیں کر سکتا۔ وہ خود رابطہ کرتا ہے...... اُسے کسی نے نہیں دیکھا۔"

دفعتاً کرال نے گلوک نکال لیا۔ "میری بھی یہی پالیسی ہے۔"

وہ کرال کو اُسی طرح دیکھ رہا تھا۔ کرال کو توقع تھی کہ وہ خوف زدہ ہو جائے گا۔

"کم آن کرال۔ تم مجھے جانتی ہو۔ میں تمہارے اور دیگر کلرز کے راز، راز رکھتا ہوں۔"

"مجھے یقین ہے لیکن گھوسٹ کے بارے میں تمہیں سن گن ہے۔ لہٰذا تمہارا زندہ رہنا ٹھیک نہیں۔"

"تم اسے زندگی کہتی ہو۔" اس نے قہقہہ لگایا۔ "یہاں پڑے پڑے گند میں کھاتے پیتے رہو...... وزن بڑھاتے رہو۔ یہ زندگی نہیں ہے۔ قاتلوں، قصائیوں اور گینگسٹر کے ساتھ کام کرنا۔ یہ میری زندگی ہے۔ اگر اس فضول، بے مقصد زندگی کو ختم کرنا چاہتی ہو تو ٹریگر دباؤ۔ تم سے پہلے بھی کچھ افراد نے میرے اوپر گن تانی تھی۔"

"لیکن میں گن نکالتی ہوں تو گولی بھی چلاتی ہوں...... یہ ایک بدنما زندگی ہے...... کیا جینا چاہتے ہو؟"

اچانک ارا کا رنگ بدل گیا۔ "ہاں۔"

"معمولی اطلاع بھی ملے تو اس نمبر پر کال کرنا۔" کرال نے ایک کارڈ اسے دیا۔ "مجھے گھوسٹ سے ملنا ہے۔ تم مجھے جانتے ہو کوئی ہوشیاری مت کرنا۔" کرال نے گن نیچے کر لی۔

☆☆☆

میں نے کیتھرائن کا نمبر ملایا۔

"کیا بات ہے؟"

"احسان چکانے کا وقت ہے۔" میں نے کہا۔ "تم نے مجھے حیران کیا تھا اب میں کروں گا۔"

"خوب، کیا سرپرائز ہے؟"

"فون پر نہیں بتاؤں گا۔"

"اشارہ ہی دے دو۔"

"ہوں...... ل...... چمک دمک۔"

"اوہ، مزہ آئے گا۔ میں پہنچنے میں تیس منٹ لوں گی۔"

"لنچ میری طرف سے۔" میں نے اضافہ کیا۔

"ڈیل، لُوٹُو۔"

"لُوٹُو۔" میں نے فون بند کیا اور تیس منٹ سے قبل نیوا سٹی پہنچ گیا۔ ایک بوتھ منتخب کر کے انتظار کرنے لگا۔ پانچ منٹ گزرے تھے کہ کیتھرائن کا چہرہ نظر آیا...... آرڈر پلیس ہونے کے بعد اس نے کہا۔ "سسپنس پیدا مت کرو۔ کہاں ہے سرپرائز......" میں نے میڈیکل بیگ میز پر رکھ دیا۔

"یہ کیا؟" وہ مایوس نظر آئی۔ "تم نے تو کوئی اور اشارہ دیا تھا۔"

"کھول کر تو دیکھو۔"

کیتھرائن نے بیگ کھولا اور میں نے سانس روک لی۔ اس نے ہاتھ ڈال کر پوسٹ کارڈ کا بنڈل نکالا جو سرخ ربن سے بندھا تھا۔ اس نے کارڈ دیکھنے شروع کیے۔ آرک ڈی ٹرومف، نوٹرے ڈیم کیتھڈرل، لوور، ایفل ٹاور......"

"اور دیکھو۔" میں نے اشارہ کیا۔ اس نے پھر بیگ میں ہاتھ ڈالا۔

"کیا ہم پکنک پر جا رہے ہیں؟"

"ہاں۔"

"کہاں؟" اس نے ہاتھ ڈال کر ہوائی ٹکٹ نکالے جو میں نے ایک گھنٹے قبل کمپیوٹر سے حاصل کیے تھے۔ وہ تقریباً چیخ اٹھی۔ "پیرس۔"

"کب؟"
میں نے ٹکٹوں کی طرف اشارہ کیا۔
"آج رات؟ پاگل ہو؟"
"ہاں، تم نے بنایا ہے۔"
"آج کیسے جاؤں گی؟"
"تم جاؤ گی۔ کل جگمگاتے "سٹی آف لائٹ" میں ڈنر کریں گے۔" میں نے حتمی انداز میں کہا۔ "ابھی آٹھ گھنٹے باقی ہیں۔"

☆☆☆

رائس اور بن زیٹی نے ٹیکسی ڈرائیور کو ٹریک کر لیا تھا جس نے بتایا کہ تصویر والا آدمی ڈاکٹر تھا اور دوسری سواری کے ساتھ درخواست کے بعد بیٹھ گیا تھا۔ جسے ڈرائیور نے سینٹ ونسنٹ اسپتال کے قریب چھوڑ دیا تھا۔

بعد ازاں دونوں پولیس مین گرینڈ سینٹرل کی دکانوں، ریسٹورنٹ اور ٹکٹ ونڈوز کو کھنگالتے رہے...... ہر ایک نے تصویر پہچاننے سے انکار کر دیا۔

اب اس احمق پولیس والے کا نمبر ہے، جو اسے پکڑ سکتا تھا۔ اس کا نام روبن کینڈل ہے اور ہم اس سے باہر ملیں گے...... اکیلے میں۔ رائس نے جمع کردہ تفتیش کی مدد سے بہ آسانی اس کا نمبر ملایا، تعارف کے بعد گرینڈ سینٹرل کا حوالہ دیا۔ بات چیت کی خواہش ظاہر کی۔

"ہم پچاسویں اسٹریٹ کے کونے پر سیاہ رنگ کی شیوی تاہو میں منتظر ہیں۔" اس نے کینڈل سے کہا۔

"نو پرابلم۔ میں پہنچ رہا ہوں۔" چھ بج کر چار منٹ پر کینڈل پہنچ گیا۔ اس کا چہرہ بچوں جیسا تھا۔ رائس نے تصویر اس کے سامنے کی۔ "اسے پہچانتے ہو؟"

کینڈل نے جواب دینے میں زیادہ دیر نہیں لگائی۔

"یہ وہی ڈاکٹر ہے جو اس رات مردہ آدمی کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔"

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ ڈاکٹر تھا؟" بن زیٹی نے طنز کیا۔

کینڈل گڑبڑا گیا۔ "وہ...... وہ اس نے مجھے بتایا تھا۔"

"اگر وہ کہتا میں لیڈی نرس ہوں؟" رائس بولا۔

کینڈل کی زبان لڑکھڑائی۔ "ہم...... میں نے اس کی آئی ڈی چیک نہیں کی تھی۔"

"اکیڈمی میں تم نے کیا سیکھا تھا؟"

کینڈل کی پیشانی پسیج گئی۔

"بچے تم نے بنیادی غلطی کی...... اور کیا بتا سکتے ہو؟"

کینڈل نے جلدی سے نوٹ بک نکالی۔ وہ سینٹ ونسنٹ میں کام کرتا ہے۔ اس نے اپنا نام ووڈ بتایا تھا۔ ڈاکٹر جیسن ووڈ۔"

"اگر یہ نام اصلی ہے تو کام آسان ہو جائے گا۔" رائس نے کہا۔

"ٹریننگ کے دوران میں بھی تمہارا ریکارڈ اچھا نہیں ہوگا۔"

بن زیٹی نے کینڈل کو گھورا۔ "ضروری نہیں ہے کہ جیسن ووڈ اصلی نام ہو۔"

کینڈل کو گویا چپ لگ گئی تھی۔

"سنو بچے۔" رائس نے کہا۔ "تمہارے خلاف کوئی ایکشن نہیں ہوگا۔ اتنا یاد رکھو کہ تم ہم سے کبھی نہیں ملے تھے۔ نہ ہی کوئی بات چیت ہوئی تھی...... سمجھ گئے...... اور آئندہ خیال رکھنا۔"

"یس سر...... یس سر۔"

"چلو نکلو۔"

کینڈل نے بہت تیزی سے واپسی کی راہ پکڑی۔

بعد ازاں انہوں نے سینٹ ونسنٹ کا نمبر ملایا۔ دو منٹ کی ناکام کوشش کے بعد انہوں نے فون بند کر دیا۔

"اب کیا کریں؟"

بن زیٹی نے جواب نہیں دیا۔ اس کی توجہ کسی اور جانب تھی۔ وہ انہماک سے کچھ دیکھ رہا تھا...... وہ دراز قامت مکھن ملائی جلوے بکھیرتی پیدل رواں دواں تھی۔

"دیکھ رہے ہو...... چہرہ دیکھوں، بدن یا چال......"

"ڈریم گرل۔" رائس نے تبصرہ کیا۔

دفعتاً لڑکی کا رخ ان کی کار کی جانب ہو گیا۔ "قاتل ہے، قاتل۔" بن زیٹی نے کھڑکی کا شیشہ نیچے کیا۔

"کیا کر رہے ہو؟" رائس بولا۔

لڑکی کار کے قریب سے گزرتے گزرتے رکی اور کھڑکی میں ہاتھ ڈال کر بن زیٹی کی ٹائی پکڑ لی۔ زوردار جھٹکا دیا، بن زیٹی کا سر کار ڈور سے ٹکرایا۔

"تم دونوں شکوف کے آدمی ہو۔" وہ بولی۔ "مجھے تمہاری تلاش تھی۔"

☆☆☆

بن زیٹی درد سے بلبلا رہا تھا۔ ساتھ ہی گن نکالنے کی کوشش کر رہا تھا۔ تاہم اس سے پہلے ہی لڑکی نے گلوک کی نال اس کے منہ میں ڈال دی۔ رائس نے بھی گن کے لیے

ہاتھ مارا۔

''حماقت نہ کرنا۔'' لڑکی جنگلی بلّی کے مانند غرائی۔ ''گولی اس کے سر سے نکل کر تمہارے سر میں جائے گی۔ ایک شاٹ اور دو مردہ کوپ۔''

رائس اپنی جگہ جم کے رہ گیا۔ ''کیا شگوف نے تمہارے لیے بونس رکھا ہے، اگر تم ایک گولی سے ہم دونوں کا شکار کرو گی؟''

وہ مسکرائی۔ مسکراہٹ حُسن اور شیطنت کا امتزاج تھی۔ ''شگوف نے مجھے ہائر کیا ہے...... تم دونوں میرے ساتھ کام کرو گے۔'' اس نے ٹائی چھوڑ دی۔ ''ہم دوست ہیں۔''

''تم نے ہمیں کیسے پہچانا؟''

''ظاہر ہے، شگوف کے ذریعے۔''

''دوست ہیں اور گن میرے ساتھی کے منہ میں رکھی ہے؟''

''اس کا انداز ایسا تھا جیسے زنجیر سے بندھا کُتا۔ جو سامنے پڑی بوٹیوں کو بھنبھوڑنے کے لیے بے قرار ہو۔ آئندہ یہ محتاط رہے گا۔ میرا نام مارٹا کرال ہے۔''

نام سن کر دونوں ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔

☆☆☆

جس آدمی کے پاس ہیرے ہیں...... اس کے بارے میں تم دونوں نے اب تک کیا کیا ہے؟''

رائس اور بن زیٹی نے اب تک کارکردگی کے بارے میں اسے بتایا۔

''وہ ڈاکٹر نہیں ہے۔ لہٰذا ہمیں کیا مدد ملے گی؟''

''خزانہ اتفاقاً ہی اس کے ہاتھ آ گیا تھا۔'' بن زیٹی نے کہا۔ پہلی فرصت میں وہ گھر گیا ہوگا۔ ڈرائیور کو اس نے صحیح پتا نہیں بتایا۔ سینٹ ونسنٹ جہاں ہے...... اندازے کے مطابق اسے وہاں سے پانچ سے دس بلاک تک کے دائرے میں ہونا چاہیے۔''

''یہ کافی بڑا علاقہ ہے۔'' کرال نے خیال آرائی کی۔ ''اور اگر وہ سینٹ ونسنٹ سے دوسری کیب پکڑ مزید آگے نکل گیا...... پھر؟''

''ہمیں موقع دو پولیس کے پاس کئی طریقے ہوتے ہیں۔ امید ہے کہ ہم ہیروں تک پہنچ جائیں گے۔ اب تک کی کارکردگی امید افزا ہے۔''

''مجھے شک ہے۔'' کرال نے کہا۔ ''لیکن اگر تم کامیاب ہو گئے تو ایک ہیرا بھی اِدھر اُدھر نہیں ہونا چاہیے۔ یاد رکھنا۔'' کرال نے دونوں کو باری باری کڑی نظروں سے دیکھا جو کرال کے حُسن غارت گر، زُہد توبہ شکن کو بھول چکے تھے۔

''ایسا ہی ہوگا۔''

''میں تم دونوں پر نظر رکھوں گی، وقت کا خیال رکھنا۔''

☆☆☆

''وہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔'' رائس بڑبڑایا۔ ''وقت کم ہے۔ شگوف نے وقت کی بات کی تھی۔''

''لیکن یار یہ عجیب مرد مار قسم کی عورت ہے۔ ہالی ووڈ میں جانے کے بجائے کونٹریکٹ کلر بنی ہوئی ہے۔''

''تم پھر بہک رہے ہو۔''

''اچھا پلان بتاؤ۔'' بن زیٹی نے پُرسوچ انداز میں کہا۔

''عوام میں جانا پڑے گا۔ اس کی فوٹو پریس میں جاری کریں گے۔''

''دماغ جگہ پر ہے...... یہ ہمارا کیس نہیں ہے۔ بومبنگ ہے، اس کا تعلق ہوم لینڈ سیکیورٹی سے ہے۔ ہمیں ہیروں کی تلاش ہے جو درندہ نما قاتلوں سے چرائے گئے ہیں۔ خود کو ہمیں پس منظر میں رکھنا ہے۔ عوام میں جانے کا مطلب ہے کہ ایف بی آئی والے ہمیں گھیر لیں گے۔''

''میں سمجھتا ہوں، ہم گرینڈ سینٹرل کا ذکر گول کر جائیں گے۔ صرف اتنا کہ دو کوپس ایک مشتبہ شخص کی تلاش میں ہیں۔'' رائس نے وضاحت کی۔ ''مشکوک شخص روبری، مرڈر یا کسی اور جرم میں درکار ہے...... فون نمبر کی جگہ ہماری ڈائریکٹ لائنز ہوں گی، کیسا؟''

بن زیٹی نے سر ہلایا۔ ''سر چنے دو۔''

''گن منہ میں تھی تو کیا سوچ رہے تھے۔ وہ گوری کُتیا شگوف سے زیادہ خطرناک ہے اور ہمیں وارننگ دے چکی ہے۔ اس کی تنبیہ پر مجھے یقین ہے۔ ابھی میرا مرنے کا ارادہ نہیں ہے۔ تمہارے پاس کیا پلان ہے؟''

''او کے، او کے۔ مختصر وقفوں کے ساتھ ہم اس مردود کی فوٹو الیکٹرونک میڈیا پر دکھائیں گے۔''

☆☆☆

میں اور ہوپر اپارٹمنٹ میں اکیلے تھے۔ میں پیکنگ میں مصروف تھا۔ میرے فادر کا کہنا تھا کہ پیکنگ کے طریقے ہوتے ہیں۔ ''میرین وے'' اور ''رونگ وے'' پہلا اصول: سامان کم سے کم ہونا چاہیے۔ اگر تم جانتے ہو کہ دنیا

میں کہاں کہاں پھرو گے تو ایک بیگ رکھو۔

میرا ایک سفری بیگ وریڈ او کسی اسکائی ٹرین بکثرت استعمال ہوا تھا۔ سفر کے لیے یہ دنیا کا بہترین بیگ تھا۔ میں نے اسے کھولا اور مخصوص طریقے سے چیزیں رکھنا شروع کیں۔ یہ پرانی ملٹری ٹرک تھی جو جگہ بھی بچاتی تھی اور شکنیں بھی نمودار نہیں ہوتی تھیں۔ میں نے تہ میں کپڑے بچھائے۔ پھر اس پر موزوں اور زیر جاموں کی پاؤچ رکھی۔ پھر اس پر کپڑے رکھنے شروع کیے۔ ایک کے اوپر ایک۔ آخر میں ایک گھیردار بنڈل رکھا۔ یہ بہترین تکنیک تھی جسے میں سیکڑوں مرتبہ برت چکا تھا لیکن اس مرتبہ معاملہ اور تھا۔ درمیانی کور کے موزوں میں ہیرے بھرے تھے۔ غیر ملک میں ان کو اسمگل کرنا خطرے سے خالی نہیں تھا۔ فرنچ کسٹم کے ہاتھوں پکڑا جاتا تو سیدھا جیل جاتا۔ اگر یہ انکشاف ہوتا کہ ہیرے وہی ہیں جو والٹر نے چرائے تھے تو حالات بدترین شکل اختیار کر لیتے۔

ڈوربیل کی آواز پر میں نے مونیٹر چیک کیا۔ وہ کیتھرائن تھی۔

میں نے مخصوص بیگ بند کیا۔

وہ جین اور نیوی بلیو سویٹر میں ملبوس سیڑھیاں چڑھ رہی تھی۔ سر پر یانگی بیس بال کیپ تھی۔ اندر آ کر اس نے کینوس کیری آن بیگ فرش پر رکھ دیا۔

''کیا خالی ہے؟ ہر بات پر سنجیدہ ہو جاتی ہو۔''

''ہر چیز واش ایبل ہے۔'' اس نے کہا۔ ''اور مجھے امید ہے کہ تم نے پیرس میں جو ہوٹل روم منتخب کیے ہوں گے وہاں لباس کا معاملہ لازمی نہیں ہوگا۔''

میں ہوپر کی طرف مڑا۔ ''میں نے کہا تھا نا کہ یہ لڑکی ملین میں صرف ایک ہے۔''

''میاؤں۔''

وہ میری زندگی تھی۔ آرٹ تھا اور اب دولت بھی۔ میں نے زندگی بدلنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ کوئی میرا فیصلہ تبدیل نہیں کر سکتا تھا۔

☆☆☆

''اس کا نام بینن ہے۔ میتھیو بینن۔'' ایشی نے بتایا۔

کرال کو لکھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ ''اتنی دیر کیوں لگائی؟''

''اس کا کریمنل ریکارڈ نہیں ہے۔''

کرال نے سگریٹ سلگائی اور کچھ دیر بعد بولی۔

''ٹھیک ہے۔ اس کے بارے میں بتاؤ۔''

''میں نے ملٹری ریکارڈ سے ڈھونڈا ہے۔ وہ امریکن ہے اور چند سال میرینز میں کام کر چکا ہے۔''

''وہ اب کہاں ہے؟''

''نیویارک میں...... وہ ایک اسٹوڈنٹ ہے۔''

''اسٹوڈنٹ؟'' کرال نے حیرت سے کہا۔ ''کتنی عمر ہے اس کی؟''

''اس وقت بتیس سال۔''

''کومبٹ ٹریننگ اور فائن آرٹ...... کیا تضاد ہے...... وہ کہاں ملے گا؟''

''پیری اسٹریٹ پر اس کا اپارٹمنٹ ہے۔'' ایشی نے فون نمبر بھی دیا۔ اور پارسن کا پتا فراہم کیا۔ کرال مسکرائی۔ احمق پولیس مین...... اتنے بھی احمق نہیں تھے۔ پارسن اور ونسنٹ اسپتال میں بہت زیادہ فاصلہ نہیں تھا۔

''سالگرہ مبارک ہو۔'' کرال نے کہا۔

☆☆☆

کرال کا پکا اصول تھا کہ کام کے دوران کوئی نقش/اشارہ نہ چھوڑا جائے...... جسے بھلانا مشکل ہو۔ اسی لیے وہ کیب استعمال نہیں کرتی تھی۔ کیب ڈرائیورز کی یادداشت عموماً اچھی ہوتی ہے۔ وہ ہوٹل سے ٹائمز اسکوائر...... بھیڑ میں شامل ہو کر ڈاؤن ٹاؤن نمبر 1 ٹرین سے شیرڈن اسکوائر پہنچی۔

وہ ونڈو شاپنگ کے انداز میں کرسٹوفر اسٹریٹ پر جا رہی تھی...... اسی طرح وہ مطلوبہ بلڈنگ تک پہنچ گئی۔ ارد گرد کا جائزہ لیا۔ عمارت پانچ منزلہ تھی۔ اسے ٹاپ فلور پر جانا تھا۔ بلڈنگ آس پاس کی عمارتوں سے زیادہ محفوظ نظر آ رہی تھی۔ اس نے چھ سیڑھیاں طے کیں۔ فرنٹ ڈور کھلا تھا۔ وہ آگے بڑھی تو سیکیورٹی کیمرے پر نظر پڑی۔ اندرونی دروازے کو وزنی چینل کی پلیٹ سے محفوظ کیا گیا تھا۔ وہاں پانچ ڈور بیلز موجود تھیں۔ نمبر 5 بینن۔ بیل پش کرنے پر کوئی جواب نہیں ملا لیکن اندرونی دروازے سے افریقن امریکن آدمی برآمد ہوا۔ قد چھ فٹ، چھ انچ رہا ہوگا۔ گردن سانڈ کے مانند تھی۔ سر گنجا تھا۔ وہ کرال پر سرسری نظر ڈال کر گزر گیا۔ کرال نے بینن کی گھنٹی دوسری مرتبہ بجائی۔ کوئی جواب نہیں آیا۔ کرال نے یکے بعد دیگرے پانچوں گھنٹیاں بجا ڈالیں۔ کسی نے اندرونی دروازہ کھولا اور وہ سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ بینن کے اپارٹمنٹ پر پہنچی تو وہ لاک تھا۔ اپارٹمنٹ نمبر 1 سے ایک آدمی نکلا۔ ''کیا مدد کر سکتا ہوں؟''

وہ بولا۔

کرال نے سوچا شریف آدمی ہے، تاہم یہ مغالطہ جلد ہی دور ہو گیا۔

"مجھے میتھیو بینن سے ملنا ہے۔" وہ بولی۔

"وہ اس وقت یہاں نہیں ہے جب تم نے دوسری بار گھنٹی بجائی تو تمہیں اندازہ ہو جانا چاہیے تھا۔ بجائے اس کے تم نے پانچوں گھنٹیاں بجا ڈالیں اور کسی احمق نے ڈور کھول دیا۔ ہم بے وقوف افراد کو اپارٹمنٹ کرائے پر نہیں دیتے۔ لہٰذا خوب صورت لڑکی بینن کو کہیں اور ڈھونڈو یا اس کے آنے کا انتظار کرو۔"

کرال کی آنکھیں سرد اور تاثرات سپاٹ تھے۔ اس نے گلوک کی موجودگی کو محسوس کیا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ بینن کے ساتھ اس آدمی کی پیشانی پر گولی مارے گی...... اس نے خود ہی دعوت دی تھی۔ "پھر آؤں گی۔"

☆☆☆

JFK ائرپورٹ کی سیکیورٹی سے گزرتے ہوئے میں ملین ڈالرز کیری آن بیگ کے ساتھ صاف نکل گیا۔ دوسری طرف کیتھرائن رنگے ہاتھوں پکڑی گئی۔ وجہ پانچ اونس کی ٹوتھ پیسٹ ٹیوب تھی۔ اسے TSA اسکریننر نے روک لیا۔ ایک ہسپانک عورت جس کے ٹیگ پر نام مورالس لکھا تھا۔ کیتھرائن کے پاس آئی۔

"آپ کا ٹوتھ پیسٹ مجھے اُلجھن میں ڈال رہا ہے۔"

"میں تین اونس کے اصول سے آگاہ ہوں۔" کیتھرائن نے کہا۔ "اور یہ پانچ اونس کی ٹیوب ہے لیکن یہ نصف سے زیادہ خالی ہے۔ اس میں پیسٹ دو اونس ہی بچا ہوگا۔"

"سچائی کی قدر کرتی ہوں، مس...... لیکن تمام سیال اشیا اور ان کے کنٹرینز تین اونس کے ہونے چاہئیں۔ بڑے کنٹرینز کی اجازت نہیں ہے۔ چاہے وہ خالی ہی کیوں نہ ہوں۔" مورالس نے متانت سے کہا۔

"تم مذاق کر رہی ہو؟" کیتھرائن بولی۔

"مس ہم یہاں مذاق کرنے کے لیے نہیں بیٹھے ہیں۔"

"گاڈ سیک...... ہاف ٹیوب سے کیا میں جہاز بل......"

میں نے بروقت اس کا بازو پکڑ کر کھینچا۔ اس کا فقرہ ادھورا رہ گیا۔ وہ بلاسٹ بولنے جا رہی تھی۔ ایک ہاتھ میں نے اس کے منہ پر رکھ دیا۔ دو مزید اسکریننر آ رہے تھے۔

"کیا کر رہے ہو میتھیو؟"

"میں بتاتی ہوں، مس۔" مورالس نے کہا۔ "وہ تمہاری جان بچا رہا ہے۔ اسے قانون کا ادراک ہے۔"

میں نے مورالس سے معذرت کی اور کیتھرائن سے کہا۔ "پلیز، پیرس میں، میں تمہیں دو ٹوتھ پیسٹ دلا دوں گا۔ فرنچ ٹوتھ پیسٹ۔" پھر میں نے...... کِس کرنے کے بہانے اس کے کان میں سرگوشی کی۔ "یقین کرو، پانچ سیکنڈ رہ گئے تھے...... پھر ہمیں گرفتار کر لیا جاتا۔"

کیتھرائن نے ٹیوب، بن میں پھینک دی۔

"نائس فلائٹ۔" مورالس نے کہا۔

"تھینک یو...... تھینک یو۔" وہ اس تکرار پر مسکرائی۔

وہ بے خبر تھی کہ ٹیوب پھنکوا کر میں کیا لے جا رہا ہوں۔

☆☆☆

"چلو کوئی بار دیکھتے ہیں۔" میں نے اِدھر اُدھر دیکھا۔

"گیٹ کے قریب ہمیں ایک چھوٹی جگہ مل گئی۔ جہاں برگر اور بیئر دستیاب تھے۔ میں نے اپنے اور کیتھرائن کے لیے دونوں چیزیں منگوا لیں۔ کیتھرائن نے دلچسپی نہیں لی اور اسٹار بک کی طرف چلی گئی۔ میں برگر سے انصاف کرتے ہوئے ایل سی ڈی کے ہموار اسکرین کو دیکھ رہا تھا۔ مقامی نیوز اسٹیشن لگا ہوا تھا۔ آواز بند تھی۔ فاصلہ اتنا تھا کہ میں کیپشن نہیں پڑھ سکتا تھا۔ معاً بیئر ٹیبل پر چھلک پڑی۔ برگر نے حلق سے نیچے اترنے سے انکار کر دیا۔ یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔

"میں...... میتھیو بینن......" جو گرینڈ سینٹرل کے لاکرز کے قریب سیاہ بیگ لیے کھڑا تھا۔

"اوہ خدایا......"

"کیا ہوا؟ خدا کیوں یاد آ گیا؟" کیتھرائن واپس آ گئی تھی۔ اس کا چہرہ ٹی وی کی طرف نہیں تھا۔

"ایک بیئر اور چاہیے۔" میں نے کہا اور اٹھ کر بار کی طرف چلا گیا۔ میں نے بروقت پہنچ کر کیپشن پڑھ لیا۔ ڈاکے کا ملزم ہے...... فون نمبر بھی چمک رہے تھے۔ جہاں رابطہ کرنا تھا۔ اچانک اشتہار شروع ہو گیا۔ میں نے دیکھا بار پر ایک درجن افراد تھے۔ عموماً ایسے موقع پر وہ بے دھیانی سے ٹی وی گھورتے رہتے ہیں۔ خیال غالب تھا کہ کسی نے مجھے نہیں دیکھا تھا۔ میں نے ٹھوڑی نیچے کی اور فرش دیکھنے لگا...... واپسی پر کیتھرائن نے بیئر کے بارے میں سوال کیا۔

"میرا خیال بدل گیا ہے...... مجھے ایک ہیٹ خریدنا چاہیے۔ مجھے تمہاری کیپ چاہیے۔ ابھی آیا۔ گفٹ شاپ میں جا کر

میں نے بیس بال کیپ خریدی۔ اس کے بعد دھوپ کا چشمہ......

"یہ اچانک تمہیں کیا ہوگیا؟" وہ ہنس رہی تھی۔

"میں آرٹسٹ ہوں اور فرانس جارہا ہوں۔"

☆☆☆

پیرس کی جانب فلائٹ میں ایک گھنٹے بعد ڈنر کی آمد ہوئی۔ ڈنر سے نمٹ کر کیتھرائن کمبل میں مجھ سے لپٹ گئی۔ وہ فوراً ہی نیند کی آغوش میں چلی گئی تھی جبکہ میں بیدار تھا۔ میں کیتھرائن کی محبت میں گرفتار تھا اور وہ میرے پیار میں ڈوبی ہوئی تھی۔ میں اسے کس بکھیڑے میں اُلجھا رہا تھا۔ میرے دماغ میں سوالات کی بھرمار تھی۔ اگر میں پکڑا گیا تو وہ بھی نہیں بچے گی۔ اسی خلفشار میں کسی وقت میری آنکھ لگ گئی۔

میری آنکھ کھلی تو جہاز "اورلی" ائرپورٹ کے قریب تھا۔

"یقین نہیں آرہا...... تم مجھے پیرس لے آئے ہو۔" اس نے کس کی۔

"یقین کرلو۔" میں نے جوابی ردِعمل پیش کیا۔

جہاز ٹارمک پر پارک ہوا اور مسافروں کو ٹرمینل تک پہنچایا گیا۔ ہر کوئی فرانسیسی زبان بول رہا تھا۔ میں نے ہیٹ اور چشمہ اتار دیا۔ میں نیویارک سے ہزاروں میل دور تھا۔ یہاں مجھے تلاش کرنے والا کوئی نہیں تھا۔

☆☆☆

آرٹسٹ، لیونارڈ کارنس، بینٹن اور کیتھرائن سے خدا واسطے کا بیر رکھتا تھا۔ وہ دونوں بھی اس کی دلی کیفیت سے آگاہ تھے۔ دونوں کی قربت سے وہ اور تلملا اٹھا تھا۔ وہ دوسروں کے ساتھ بھی بدمزاجی سے پیش آتا تھا۔ اسے ریئل ازم سے چڑ تھی۔ اس کا مزاج تجریدی آرٹ کی طرف مائل تھا۔ وہ اپنے اپارٹمنٹ میں بیٹھا بینٹن کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ نظریں ٹی وی پر تھیں۔ اچانک اسکرین پر بینٹن کی تصویر نمودار ہوئی اور وہ اچھل پڑا۔ اناؤنسر کے مطابق اس پر روبری کا شک تھا۔ فون نمبر دیے گئے تھے۔ بتانے والے کے لیے انعامی رقم بھی تھی۔ اس نے فی الفور نمبر ملایا۔ ریکارڈنگ چل رہی تھی۔ سراغ رساں رائس کی آواز تھی کہ پیغام چھوڑ دیا جائے۔ بہت جلد رابطہ کیا جائے گا۔

کارنس نے اپنا نام اور فون نمبر بتایا۔ فون بند کرتے وقت اس کے ذہن میں مکروہ خیال آیا۔ اس نے پیغام میں اضافہ کردیا۔ "مزید یہ ہے کہ وہ آرٹسٹ پورا فراڈ ہے۔"

☆☆☆

مجھے اندیشہ تھا کہ جلد یا بدیر کیتھرائن کی طرف سے سوال اٹھے گا...... ہم ابھی ائرپورٹ میں تھے۔ میں کرنسی ایکسچینج ونڈو کی جانب بڑھا۔ ڈالرز کی جگہ یورو درکار تھے۔ کیتھرائن نے کچھ کیش میرے حوالے کیا۔

"اوکے، میرے پاس ہیں۔" میں نے اسے ٹالا۔

وہ ہنس دی۔ "کیا مطلب؟ تم دونوں کی ادائیگی نہیں کروگے۔"

"میں نے تمہیں مدعو کیا تھا۔ انتظامات میری طرف سے ہیں۔"

"ہے، میٹ...... پارسن میں، میں نے تمہیں مدعو کیا تھا لیکن تمہاری فیس میں نے نہیں دی تھی۔"

"فرق ہے۔ یہ پیرس ہے۔ یہاں مرد خرچ کرتے ہیں۔"

"لیکن وہ مرد نہیں...... جو آرٹسٹ بننے کے لیے جدوجہد کررہے ہوں۔ کہیں تم پینٹنگز کی فروخت سے حاصل شدہ رقم تو خرچ نہیں کررہے۔"

"نہیں، نہیں...... رقم مجھے کسی اور ذریعے سے ملی تھی۔"

"تم نے مجھے بتایا نہیں؟"

میں نے شانے اچکائے۔ "اوکے۔ مجھے اسٹیشن سے ہیروں سے بھرا بیگ ملا تھا۔"

"اور میں نے کوئین آف انگلینڈ کے ساتھ چائے پی تھی۔" وہ بولی اور باہیں میرے گلے میں ڈال کر کہنے لگی۔ "تم بہت فیاض، وجیہہ ہو...... تمہارا دل بھی بہت پیارا ہے لیکن تمہیں جھوٹ بولنا نہیں آتا۔ اگر تمہیں ایسا بیگ ملا بھی ہوگا تو تم نے واپس کردیا ہوگا۔"

اُس کے آخری فقرے پر میں بوکھلا اٹھا تھا۔

باہر نکل کر ہم نے ٹیکسی پکڑ لی۔ میں نے ڈرائیور کو ہوٹل کا نام بتایا...... ہوٹل پہنچ کر اول ہم نے اسٹرابری جام، فروٹ، دہی اور فرنچ ڈش کا آرڈر دیا۔ کھاپی کر نہانے کے بعد لباس تبدیل کیا اور ہوٹل سے سیدھے ایفل ٹاور پہنچے۔

ہم دونوں کے لیے بکنگ پہلے سے موجود تھی جو کیتھرائن نے نیویارک سے ہی کرائی تھی۔ پرائیویٹ ایلیویٹر کے ذریعے ہم اوپر معلق شاندار کمرے تک پہنچے۔ کمرا اسٹیل اسٹرکچر کے سہارے قائم تھا۔ نیچے شہر کا منظر قابلِ دید تھا۔ کوٹ پینٹ میں ملبوس میزبان نے کمرے کے وسط میں ہمیں میز تک پہنچایا۔ میں نے اپنی زندگی کا شاندار

ترین اور مہنگا ترین لنچ کیا۔ مینیو پر قیمتیں دیکھ کر میری آنکھیں پھیل گئیں۔

”پریشان مت ہو۔“ کیتھرائن نے منہ چلاتے ہوئے کہا۔ ”ہیرے خرچ کرو...... لوگوں کو ڈالرز پڑے نہیں ملتے۔ تمہیں ہیرے مل گئے...... میں اس لنچ کی ادائیگی کے علاوہ کچھ نہیں کرسکتی۔“

آخر میں میزبان چھوٹے قد کا سجا ہوا چاکلیٹ کیک لے کر آیا۔ کیک کے مرکزی حصے میں ایک دائرہ تھا۔ جہاں ایک عدد شمع روشن تھی۔

”یہ کیا؟“ میں نے کیتھرائن کی طرف دیکھا۔ ”تمہاری سالگرہ ہے؟“

”پتا نہیں...... مزے کرو اور نکلو۔ کافی وقت لگا دیا یہاں۔“ بعدازاں کیتھرائن کی تجویز پر ہم فرانس کے قومی آرٹ اسکول پہنچے (باؤ آرٹس)۔ وہاں متعدد ہالز میں طلبا کام کررہے تھے۔

”یہ پارسن کی طرح ہے۔“ کیتھرائن نے کہا۔

”تقریباً۔“ میں بولا۔ ”آرٹ اسکول پوری طرح دیکھنے کے بعد ہم باہر نکل آئے۔“

وہاں سے ہم لوور گیلری گئے جو دراصل ماضی میں ایک محل تھا۔ اسی لیے لوور پیلس کہلاتا تھا۔ گائیڈ بک کے مطابق وہاں روزانہ تقریباً پندرہ ہزار افراد وزٹ کرتے تھے۔ یہاں آرٹ کے چار لاکھ نمونے موجود تھے۔ جنہیں دیکھنے کے لیے ایک ہفتہ بھی کم تھا۔ ہم نے دو گھنٹے کا وقت طے کیا۔ ایک سو بیس منٹ ہم نے مائیکل اینجلو، رافیل اور چند اٹالین ماسٹرز کے چیدہ چیدہ شہ پاروں کے لیے مختص کیے تھے۔ وہاں سے نکلے تو ٹیکسی میں مونا لیزا گیلری گئے۔ عام سیاح اس مقام سے بے خبر ہوتے ہیں۔ گیلری سے عازم سفر ہوئے ”ریوڈی بوسی“ (اسٹریٹ) کے بائیں جانب ”دریائے سین“ تھا...... وہاں سے گزرتے ہوئے ہم نے ”لی بون مارش“ کا راستہ ناپا۔ یہ فرنچ ڈپارٹمنٹل اسٹور تھا۔ کیتھرائن خریداری کے لیے تیار نہیں تھی۔ تاہم میں نے اس کے لیے مشہور برانڈ کی ٹائی خرید لی۔

دوبارہ دریائے سین کے قریب سے گزرے اور جارڈن ڈے ٹولری (پیرس کا باغ)...... رات ہو چلی تھی۔ ہم ہاتھ میں ہاتھ ڈالے واپس ہوٹل کی طرف روانہ ہو گئے۔

☆☆☆

رائس اور بن زیٹی نے مطلوبہ آدمی کی عرفیت ”بیگ بوائے“ رکھ دی تھی۔ اشتہارات کا ردعمل صبح میں توقع ”ٹپس“ کی شکل میں ان کا منتظر تھا۔ انہوں نے پیغامات کے تین حصے کیے۔ ٹھوس، ممکنہ اور فضول۔ ٹھوس پیغامات میں لیونارڈ۔ کارنس کا نام بھی شامل تھا۔ وہ اس کے پیغام تک پہنچے تو آخری فقرہ سن کر کوفت میں مبتلا ہو گئے۔ آخری فقرہ تھا۔ ”مزید یہ کہ وہ آرٹسٹ پورا فراڈ ہے۔“

دونوں نے کارنس کا پیغام ”فضول“ میں شامل کر دیا۔ ”بل شیٹ“ رائس بڑبڑایا۔ دونوں سراغ رساں سارا دن کالز کرتے رہے...... تمام کاوش رائگاں گئی۔ انعام کے لالچ میں افراد نے لغو کہانیاں گھڑ رکھی تھیں۔ بالآخر انہوں نے ان پیغامات پر توجہ دی۔ جن پر انہوں نے ”فضول“ کا ٹھپا لگا دیا تھا۔ یہاں تک کہ کارنس کا نمبر آ گیا۔ جس نے جھٹ شکوہ کیا کہ اسے ٹپ دیے ہوئے ایک دن سے زیادہ ہو چکا ہے۔

”یہاں کثیر تعداد میں پیغامات آئے تھے۔“ رائس نے اسے تسلی دی۔ ”تم نے اپنے پیغام میں کہا تھا کہ یہ آدمی آرٹسٹ ہے؟“

”ہاں وہ خود کو آرٹسٹ سمجھتا ہے۔ اس کا کام غیر اہم...... یہی حقیقت ہے۔ لیکن یہاں ایک پروفیسر نے اس پر ہاتھ رکھا ہوا ہے......“

رائس بے دھیانی سے اس کی بات سن رہا تھا۔ معاً اس کے کان کھڑے ہوئے۔ وہ لفظ ”پارسن“ تھا۔ جسے سن کر وہ چونک اٹھا۔ اس کا لہجہ بدل گیا۔

”مسٹر کارنس، پلیز سر بتائیے پارسن کہاں ہے؟“

”ویسٹ اسٹریٹ تیرہ۔“ جواب آیا۔

”ہُرا۔“ اس کے دل نے کہا۔ ”بیگ بوائے نے گرینڈ سینٹرل سے جو ٹیکسی پکڑی تھی...... ویسٹ اسٹریٹ تیرہ وہاں سے محض ایک بلاک کے فاصلے پر تھی۔

”کیا نام ہے اس ناکارہ آرٹسٹ کا؟“

”عجلت سے کام مت لو...... پہلے انعام کی بات کرو۔“

انعام محض ایک کہانی تھی جس کے بغیر کوئی بھی ان کی اشتہاری مہم پر آنکھ، کان نہیں دھرتا۔

”انعام وہی ہے، جس کا اعلان کیا گیا تھا۔ پچیس ہزار ڈالرز۔ اور تمہارا نام پردۂ اخفا میں رہے گا۔“

رائس نے بن زیٹی کو آنکھ ماری۔

”رقم سامنے رکھو، ساری معلومات فون پر لوگے؟“

کارنس بھی ایک کائیاں تھا۔

”اگر تم نام اور رہائش بتاؤ گے تو انعام کی رقم بڑھ بھی

سکتی ہے۔'' رائس نے مزید چارہ ڈالا۔

''مجھے این وائی پی ڈی کی قانونی دستاویز بھی درکار ہے جس کے مطابق میں اسے پکڑنے میں مدد کروں گا تو کتنی رقم مجھے دی جائے گی۔'' کارنس نے مطالبہ کیا۔

''تمہارا مطالبہ جائز ہے۔ ہم اپنا نمائندہ روانہ کرتے ہیں۔''

''اس کا نام؟''

''وہ لڑکی ہے، نام ہے ڈینیکو کرال۔''

☆☆☆

''میرا خیال غالب ہے کہ وہ خچر، بیگ بوائے کے بارے میں جانتا ہے۔'' رائس نے اظہار خیال کیا۔

''اس کا دیدار کر لیتے ہیں۔'' بن زیٹی تیار تھا۔

''نہیں، ہم نہیں جائیں گے۔ تم اس جرمن قتالہ کو بھول گئے...... جس نے گن تمہارے منہ میں ڈال دی تھی۔''

''اس وقت میں غافل تھا۔''

''ڈیئر وہ پروفیشنل ہے۔ اس کا معاوضہ بھی بلند ہے۔ دو پولیس کے آدمی ایسے ہی مار دے گی جیسے مرغیاں ذبح کی جاتی ہیں۔ ہم کارنس تک پہنچ گئے۔ آگے مسئلہ اس کا ہے، اسے کرنے دو۔''

''او کے۔'' بن زیٹی نے ہامی بھری۔ ''میری خواہش ہے کہ میں اسے دوبارہ نہ دیکھوں۔''

''ہاں، اس سے دور رہنا ہی بہتر ہے۔ میں بات کرتا ہوں۔'' رائس نے سیل فون نکال کر رابطہ قائم کیا۔

''ہم مطلوبہ آدمی تک پہنچ گئے ہیں۔''

''کون ہے وہ؟'' کرال نے اطلاع پر تحیر کا اظہار کیا۔

''نہیں معلوم۔''

''کہاں رہتا ہے؟''

''نہیں معلوم۔''

''این وائی پی ڈی کی کارکردگی اچھی ہے۔'' کرال نے طنز کیا۔ ''میں دو دن سے اس کے اپارٹمنٹ کے آس پاس منڈلا رہی ہوں۔''

''سنو، میں اور میرا پارٹنر بھی زیادہ دور نہیں ہیں لیکن تم اس تک پہنچ گئی ہو تو ہمارا کام ختم۔ گڈ بائے۔'' رائس نے جان چھڑائی۔

''رکو...... وہ غائب ہے۔ تاہم جلد یا بدیر سامنے آئے گا۔''

''او کے۔ تم انتظار نہیں کر سکتی ہو تو میں ایک آدمی کا نام اور پتا دیتا ہوں۔ وہ جانتا ہے کہ ہیرے اٹھانے والے کو کہاں پکڑا جائے گا اور وہ کون ہے۔'' رائس نے کارنس کا نام اور پارسن کا پتا بتایا۔

☆☆☆

ایک بج کر تیس منٹ، دوپہر...... کرال، پارسن سے ہوتی ہوئی کارنس کے اپارٹمنٹ تک پہنچی۔ ایک منٹ سے قبل دروازہ کھلا۔ پینٹ اور ٹی شرٹ میں ایک پستہ قد آدمی کھڑا تھا۔ جسم فربہی کی طرف مائل تھا۔

''تم ڈینکلیو کرال ہو؟'' اس نے پہلا سوال کیا۔

وہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے مسکرائی اور اپنے حلق کی طرف اشارہ کر کے سرگوشی کی۔ ''لیرنجائٹس (اس بیماری میں آواز کا باکس خراب ہو جاتا ہے)'' کامیاب اداکاری تھی۔

''سوری۔'' وہ بولا۔ ''تم جانتی ہو، کیا معاملہ ہے اور میں کیا کر سکتا ہوں؟''

کرال نے مسکراتے ہوئے قدم اندر رکھا۔ ہر جانب دیواروں پر آرٹ کے نمونے تھے جو یقیناً کارنس کی کارکردگی تھی۔ اس نے رک کر آرٹ ورک میں دلچسپی ظاہر کی اور ایک ہاتھ کا انگوٹھا بلند کیا۔ ''بہت خوب۔'' وہی بیٹھی ہوئی آواز۔ کارنس کا سینہ پھول گیا...... کرال نے ''اشتہاری ملزم'' کی تصویر نکال کر اسے پکڑائی۔ کارنس کی نگاہ کرال کے بالائی دھڑ سے ہٹ گئی۔

''کاغذی کارروائی اور انعامی رقم کا بندوبست کر کے آئی ہو...... رائٹ؟''

''کیوں نہیں۔'' اس نے سحر طراز مسکراہٹ چہرے پر سجائی اور صوفے پر بیٹھ گئی۔ بیٹھنے کا انداز توبہ شکن تھا۔ اسکرٹ کافی اوپر اٹھ گیا تھا۔ اس نے پیڈ اور پنسل نکالی۔

''یہ آدمی، اس کا نام میتھیو بیٹن ہے۔'' اس نے تصویر دیکھی۔ ''یہاں پارسن کی کلاس میں ہے۔ تم نے میرا کام دیکھ لیا۔ اس کا کام دیکھو گی تو آرٹ سے نفرت ہو جائے گی۔ اسے آرٹ کی سمجھ ہی نہیں ہے۔''

کرال نے یوں سر ہلایا جیسے وہ اس کی بات سمجھ رہی ہے۔ دل میں اس نے کارنس کے لیے ''ایڈیٹ'' کا لفظ استعمال کیا۔

''وہ یہاں ایک پروفیسر لڑکی کیتھرائن سن بورن سے عشق لڑا رہا ہے۔''

کرال کی پنسل چل رہی تھی۔ کیتھرائن کے نام کے آگے اس نے سوالیہ نشان لگا دیا۔ کارنس نے اٹھ کر ڈیسک

کی دراز سے ایک کتاب نکالی۔ ”یہ فیکلٹی ڈائریکٹری ہے جو طلبا کی دسترس سے باہر ہے۔ اصل ڈائریکٹری کی نقل ہے۔“ اس نے کیتھرائن کے کوائف والا صفحہ کھول کر دکھایا۔ کیتھرائن کے نام کے گرد کئی پنسل کے دائرے بنے ہوئے تھے۔

”مسٹر آرٹسٹ، نقل تمہارے پاس کیسے آئی؟ کیتھرائن میں تمہاری کیا دلچسپی ہے؟“ کرال نے خاموشی کی زبان میں کہا۔ اس کی نظر کوائف پر تھی، پنسل متحرک تھی...... کیتھرائن کی رہائش گاہ، گھر کا فون، سیل فون اور ای میل...... اتنا کچھ کرال کے لیے کافی تھا۔

”تم دونوں سے بدظن ہو؟“ کرال نے صاف اور بلند آواز میں کہا۔

”بدظن مناسب لفظ نہیں ہے...... حقیقت کہو۔“ اچانک وہ چپ ہو گیا۔ ”ارے تمہاری آواز کیسے واپس آ گئی؟“

”کرشمہ سمجھو۔“

وہ اُلجھن میں پڑ گیا۔ ”کیا تم جرمن ہو؟“

”کیا فرق پڑتا ہے۔“ کرال نے ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر کراس بنایا۔ وہ گلوک نہ دیکھ سکا۔ اس کی گرسنہ نظریں کرال کے گھٹنوں سے اوپر جمی ہوئی تھیں۔ گلوک نے اس کا آدھا سر اڑا دیا۔

☆☆☆

کرال کو یہ معلوم کرنے میں وقت نہیں لگا کہ کیتھرائن کا اپارٹمنٹ بھی خالی ہے...... وہ پانچ منزلہ عمارت تھی۔ کیتھرائن نے فرنٹ ڈور پر تین ہیوی ڈیوٹی لاک لگائے تھے۔ کھڑکیوں پر ضرورت نہیں تھی...... کرال ایلیویٹر کے ذریعے سیدھی چھت پر گئی۔ وہاں سے دس فٹ نیچے جانے کی راہ تلاش کی اور کھڑکی کے ذریعے اپارٹمنٹ میں داخل ہو گئی۔

اپارٹمنٹ کی حالت ابتر تھی۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہاں سے کوئی طوفان گزرا ہو۔ ڈریسر کی درازیں کھلی پڑی تھیں۔ جابجا کپڑے بکھرے پڑے تھے...... بستر پر، فرش پر...... بظاہر کیتھرائن جلدی میں پیکنگ کر کے وہاں سے نکلی تھی۔ کرال اس قسم کے مناظر سے ناآشنا نہیں تھی۔ ٹارگٹ بھاگ نکلا تھا اور ساتھ میں اپنی گرل فرینڈ کو بھی لے گیا تھا۔

سوال یہ تھا کہ وہ کہاں گئے ہوں گے؟

پہلا کلیو ڈائننگ روم ٹیبل پر ملا۔ تصاویر کے ساتھ چند پوسٹ کارڈز تھے۔ ایفل ٹاور کے علاوہ پیرس کے خاص خاص مقامات کی تصاویر تھیں۔ کرال نے کیتھرائن کا کمپیوٹر بوٹ اَپ کیا۔ پاس ورڈ موجود نہیں تھا۔ غالباً اس لیے کہ کمپیوٹر میں چرانے کے لیے کچھ نہیں تھا یا پھر کیتھرائن نے سوچا ہو گا کہ اپارٹمنٹ میں کون، کیونکر داخل ہو پائے گا۔ کرال نے ای میلو چیک کیں...... اس کی توجہ مبذول کرنے کے لیے تازہ پیغام کافی تھا۔

کیٹ،

یقین نہیں آتا، تم اور میتھیو اچانک پیرس جا رہے ہو۔ اور تم جوان ہو گئی ہو۔ ہمیں فلائٹ نمبر بھیجو اور ہوٹل کا نام بھی۔ مجھے پروا نہیں ہے تم دونوں کیا کر رہے ہو...... بڑے ہو گئے ہو۔ لیکن ماں کو مطلع کرو۔

پیار

مام اور ڈیڈ

کرال نے جوابی میل میں فلائٹ کی تفصیل دیکھی۔ لیکن ہوٹل کا نام نہیں تھا۔ کیتھرائن نے لکھا تھا کہ وہ پیرس پہنچ کر بتائے گی...... کرال نے کمپیوٹر بند کیا اور ایجنسی کو کال کی۔

”تم نے میرے لیے میتھیو بینٹن کو تلاش کیا تھا۔ وہ پیرس چلا گیا ہے۔ اس کی گرل فرینڈ کیتھرائن سن بورن بھی اس کے ہمراہ ہے۔ انہوں نے ایک دن قبل ”اورلی“ پر لینڈ کیا ہو گا۔ تصدیق کر کے بتاؤ۔“

”لائن پر رہو۔“ ایجنٹ نے جواب دیا۔ ایک منٹ کے اندر اس کی آواز دوبارہ سنائی دی۔ ”ہاں وہ ائرپورٹ سے کلیئر کر گئے تھے۔ وہ طالب علم ہے۔ کیا سرخ جھنڈا لگا دیا جائے؟“

”نہیں، وہ دہشت گرد نہیں ہیں۔ چھوٹا مسئلہ ہے۔ میں نمٹ لوں گی۔ وہ کہاں ٹھہرے ہیں؟“

”بک سینٹ جرمین۔“

☆☆☆

کرال نے شکم سیری اپارٹمنٹ میں ہی کی۔ فریج میں کافی کچھ تھا۔ اس نے مائیکروویو استعمال کیا۔ وائن بھی دستیاب تھی۔ بعد ازاں اس نے شگوف کا نمبر ملایا۔

”تمہارے ہیروں کا سراغ مل گیا ہے۔ میں جانتی ہوں ہیرے کہاں ہیں؟“

”کون؟ کہاں؟“ شگوف نے اضطراب مخفی رکھنے کی سعی نہیں کی تھی۔

”اس کا نام میتھیو بینٹن ہے۔ ہیرے اس کے پاس ہیں اور وہ خود اس وقت پیرس میں ہے۔“

”پیرس؟“

''ہاں، وہ اور اس کی گرل فرینڈ بھاگ نکلے ہیں۔ حالانکہ جرمنی میں سیاحوں کے لیے بہت مقامات ہیں۔ وہاں بھی جاسکتے تھے۔''

''تمہارے لیے کیا فرق پڑتا ہے۔'' شکوف نے کہا۔

''ہاں، میں آج رات ہی نکل رہی ہوں۔''

''فلائی کوچ؟''

''کرال کوچ میں سفر نہیں کرتی۔''

''ٹھیک ہے، ٹھیک ہے۔''

''لیکن ایسے ہوٹل میں نہ رکنا جہاں ایک رات کے ہزار ڈالرز بن جاتے ہیں۔''

''آرام سے رہو۔ جہاں ملینز داؤ پر لگے ہوں۔ وہاں چند ڈالرز کے لیے مرے جا رہے ہو...... میں اسی ہوٹل میں جاؤں گی جہاں وہ دونوں ہیں......''

''ہوٹل کا نام تو بتا دو؟''

''کیوں؟ کیا میرے کمرے میں شیمپین بھجواؤ گے یا اپنے دوست گھوسٹ کو اطلاع فراہم کرو گے؟''

''تم غلط سوچ رہی ہو۔ ہماری ڈیل میں یہ چیز شامل ہے کہ گھوسٹ کو تم ختم کرو گی۔''

''لیکن اطلاعات ''لیک'' ہو جاتی ہیں۔ زیادہ باتیں بتاؤں گی تو گھوسٹ تک پہنچ جائیں گی...... قطع نظر اس کے، کہاں سے پہنچتی ہیں۔ یوں قبل اس کے کہ میں اس تک پہنچوں وہ مجھے تلاش کر لے گا۔ میں تمہیں پیرس سے کال کروں گی۔'' کرال نے رابطہ منقطع کر دیا۔

اِدھر کرال اپارٹمنٹ سے نکلی۔ اُدھر شکوف نے گھوسٹ کو کال کی۔ ''تم جس آدمی کو ڈھونڈ رہے ہو اس کا نام میتھیو بینٹن ہے۔ وہ اپنی گرل فرینڈ کے ساتھ پیرس میں موجود ہے۔ ان کا ہوٹل ''کارلیئر سان جرمین ڈیپرے'' میں کہیں ہے۔ کیا تم تلاش کر لو گے؟''

''ہاں۔'' مختصر جواب آیا۔

''مجھے یقین ہے تم کر لو گے۔'' شکوف نے کہا اور فون بند کر دیا۔

میتھیو کے گرد پھندا تنگ ہوتا جا رہا تھا۔ دو نامور پیشہ ور قاتل اُس کے پیچھے تھے۔ گویا دو بدروحوں کا آپس میں تصادم تھا۔ ہیرے ملتے ہی شکوف بخوشی کرال کو ادائیگی کے لیے تیار تھا۔ اگر وہ گھوسٹ کا خاتمہ کر دیتی ہے۔ وہ اندر ہی اندر مسکرا رہا تھا۔ آئیڈیل صورتِ حال ہو گی اگر دونوں کے ٹاکرے کا نتیجہ ایک دوسرے کے خاتمے پر منتج ہو۔

☆☆☆

میں کمرے میں واپس آیا تو وہ بیڈ پر بیٹھی تھی۔

''بونجور۔(ہیلو)۔'' میں اس کے پاس بیٹھ گیا۔

''خود کو بونجور کہو...... سویرے سویرے کہاں سے آ رہے ہو؟''

''میں چھ بجے اٹھ کر واک کے لیے نکل گیا تھا۔ واپسی میں کافی پی۔ پھر ہوٹل کے اسسٹنٹ سے طویل بات چیت کی۔'' میں نے بتایا۔

''طویل بات چیت؟''

''ڈنر، ہنی...... ڈنر۔ اس نے ڈنر کے لیے ریسٹورنٹ منتخب کیا اور ریزرویشن کرا دی۔''

''کیسا ریسٹورنٹ؟''

''این ٹیکو مارٹینی۔''

''یہ تو اٹالین نام لگتا ہے۔''

''ظاہر ہے۔ وینس میں ہے۔''

''وینس؟ اٹلی؟ ڈنر کے لیے ہم وینس جائیں گے...... لیکن...... لیکن......'' وہ ہکا بکا رہ گئی۔ ''ڈنر یہاں بھی ہو سکتا ہے۔''

''میں کچھ ایڈونچر پسند ہو رہا ہوں۔''

''ناقابلِ یقین۔'' کیتھرائن نے تکیہ اٹھا کر دے مارا۔

''تم ساری زندگی، بطور غریب آرٹس کے جدوجہد کرنا چاہتے ہو...... کون پروا کرتا ہے۔''

''مجھے پروا ہے۔'' میں نے تکیہ واپس اس کی طرف پھینکا۔

کیتھرائن نے تکیہ سینے سے لگا لیا۔ ''آئی لو یو۔''

''مجھ سے کہہ رہی ہو یا تکیے سے؟''

اس نے جواباً وہی فقرہ دہرایا۔ ''آئی لو یُو۔''

☆☆☆

ڈیلٹا فلائٹ نے سات بجے جے ایف کے (جان ایف کینیڈی انٹرنیشنل ائرپورٹ) سے پرواز کی۔ کرال کے پاس چھوٹا سا بریف کیس تھا۔ وہ اگلی صبح پونے نو بجے چارلس ڈیگال ائرپورٹ پر اتری۔ کسٹم سے فارغ ہو کر وہ قریبی لیڈیز روم میں چلی گئی۔ ڈور لاک کر کے بیگ کھولا۔ بیگ کے اندر سیاہ کیسنگ میں ہیئر ڈرائیر موجود تھا جو دراصل ڈرائیر نہیں تھا۔ یہ اس نے خاص طور پر ہالینڈ کے کاریگر سے بنوایا تھا۔ پیپر کلپ کی مدد سے کرال نے ڈرائیر کے زیریں حصے میں بٹن پش کیا۔ ڈرائیر کا دہانہ کھل گیا۔ اندر گلوک

ٹکڑوں کی شکل میں رکھا تھا۔ ہر ٹکڑے کو اسٹیل لاک نے پکڑا ہوا تھا۔ کرال نے تین منٹ میں گن اسمبل کرلی......

چالیس منٹ بعد وہ ہوٹل بک سینٹ جرمین میں وارد ہوئی۔ فرنٹ ڈیسک پر موجود عورت ایک مہمان سے بات کررہی تھی۔ اسے فارغ کر کے وہ کرال کی طرف متوجہ ہوئی۔

''بونجور میڈم، کیا خدمت کرسکتی ہوں؟'' وہ بولی۔

''ایک کمرا۔'' کرال نے کہا۔ ''ترجیحاً اسی فلور پر جہاں میرے دوست میتھیو بیشن اور کیتھرائن سن بورن ٹھہرے ہیں۔''

اس نے کمپیوٹر کی بورڈ پر انگلیاں چلائیں......

''مجھے افسوس ہے، آپ کو آنے میں تھوڑی تاخیر ہو گئی۔''

''کہاں ہیں وہ؟ کب تک آئیں گے؟''

''واپسی متوقع نہیں ہے۔ وہ چیک آؤٹ کر چکے ہیں۔''

''کمال ہے۔'' کرال نے پُرسکون انداز میں اظہارِ حیرت کیا۔ تاہم اندر سے وہ کھول رہی تھی۔ ''میری ملاقات ضروری ہے...... کیا انہوں نے اگلی منزل کے بارے میں پیغام چھوڑا ہے؟''

''نہیں، لیکن میں نے آپ کے دوست کو اسسٹنٹ سے بات کرتے دیکھا تھا۔ وہ شاید آپ کی مدد کرسکتا ہے۔''

اسسٹنٹ کے بارے میں معلومات لے کر وہ اس تک پہنچی۔ وہ چھریرے بدن کا دراز قامت شخص تھا اور اس وقت کسی جاپانی جوڑے کے ساتھ مصروف تھا۔ چند منٹ بعد اس نے کرال سے معذرت کرتے ہوئے اپنی خدمات پیش کیں۔ اس کا نام لورینٹ تھا۔

کرال نے جھک کر کہنیاں ڈیسک پر ٹکا دیں۔ ڈھیلا گریبان کچھ اور کھل گیا۔ لیکن لورینٹ نے کوئی توجہ نہیں دی۔

''مجھے اپنے دوستوں سے ملنا تھا۔ کوئی غلط فہمی ہو گئی ہے۔ فرنٹ ڈیسک کے مطابق وہ جا چکے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ وہ کہاں چلے گئے؟''

''اکثر و بیشتر ایسا ہو جاتا ہے۔'' اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ ''ان کے نام بتائیے۔''

کرال نے نام بتائے۔ لورینٹ کی مسکراہٹ غائب ہوگئی۔ ''مجھے افسوس ہے۔ آپ کے دوستوں نے اگلی منزل کا ذکر نہیں کیا۔'' کرال کی تیز نگاہ نے بہ آسانی پڑھ لیا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ سوال تھا، وہ جھوٹ کیوں بول رہا ہے؟

''لورینٹ۔'' کرال نے میٹھی آواز میں کہا۔ ''بلاشبہ تم جانتے ہو، وہ کہاں گئے ہیں۔ یہ رکھو۔ تمہاری یادداشت بہتر ہو جائے گی۔'' اس نے پچاس یورو ڈیسک پر رکھے۔

لورینٹ پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ ''مجھے معلوم ہے یا نہیں، یہ ایک غیر متعلقہ امر ہے۔ سوال مہمانوں کی پرائیویسی کا ہے۔ اگر میرے علم میں ہوتا تب بھی میں ہوٹل کی پالیسی کے خلاف کیسے جاسکتا ہوں۔''

کرال مزید جھک گئی۔ ''تم مجھے بتا سکتے ہو۔'' اس نے چمکارا۔ ''تمہیں نہیں معلوم کہ اس طرح تم میرے اوپر کتنا بڑا احسان کرو گے۔''

وہ بھی کچھ جھکا۔ ''ماموزیل۔'' اس نے انگلی سے اشارہ کیا۔ ''میں کسی صورت میں......'' اس کا فقرہ ادھورا رہ گیا۔

کرال نے اس کی انگلی سختی کے ساتھ پکڑ لی۔ ''تمہیں میرا حُسن پسند نہیں آیا، یورو بھی تمہارے لیے پُرکشش نہیں ہیں...... انگلیوں کے بارے میں کیا خیال ہے؟''

لورینٹ کی آنکھیں پھیل گئیں۔ ''کک...... کیا مطلب ہے؟''

''میرا مطلب ہے۔'' اس نے گرفت مضبوط کی اور انگوٹھا جوڑ پر رکھ کر دبایا۔ ''تمہیں اپنی انگلیوں کی کتنی فکر ہے؟''

وہ شکنجے جیسی پکڑ پر حواس باختہ تھا۔

''عجیب بات ہے۔ تم دھمکی نہیں دے سکتی ہو۔ یہ......''

کرال نے جھٹکا دے کر جوڑ سے انگلی توڑ دی۔ کٹ کی آواز کے ساتھ اذیت بھری چیخ بلند ہوئی۔ کرال کی فنکاری تھی کہ وہ بھی ساتھ ہی چلائی اور پھر ہسٹریائی انداز میں ہنسنے لگی۔ فرنٹ ڈیسک والی فون پر بات کررہی تھی۔ دونوں کی چیخ نے عجیب تاثر دیا۔ وہ بمشکل کچھ مڑی۔

کرال نے ہاتھ چھوڑا نہیں تھا۔ ''نو باقی ہیں پھر پوچھ رہی ہوں کہ اپنی انگلیوں کی کتنی قدر کرتے ہو؟''

یہ صورتِ حال لورینٹ کے سان گمان میں نہ تھی۔ اس کے آنسو نکل آئے۔ ''وہ وینس کی فلائٹ تھی...... آج رات آٹھ بجے...... این ٹیکو مارٹینی میں ڈنر......''

''یہ ریسٹورنٹ کون سے ہوٹل میں ہے؟''

''ڈانیلی۔''

''ایک سوال اور......'' کرال پھنکاری۔ ''تم جھوٹ

کیوں بول رہے تھے؟"

"اس نے مجھے ایک سو یورو دیے تھے کہ میں یہ بات کسی کو نہ بتاؤں۔"

وہ معمولی اسٹوڈنٹ کیا ہوشیاری کر رہا ہے...... کرال نے سوچا۔ چوہے بلی کے کھیل میں اسے مزہ آرہا تھا۔ اس نے لورینٹ کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ لورینٹ نے جھٹ ہاتھ بغل میں دبایا۔ چہرے پر کرب کے تاثرات عیاں تھے۔ کرال نے یورو اٹھائے اور دھیمی چال کے ساتھ باہر کا رخ کیا۔

☆☆☆

نیویارک میں صبح تڑکے ساڑھے چار بجے کا وقت تھا۔ جب شکوف کے فون نے بولنا شروع کیا۔ شکوف نے کال وصول کی۔ آواز نسوانی تھی اور لہجہ جرمن......

"وہ میری نظروں میں ہے۔"

"کہاں ہو تم؟"

"چارلس ڈیگال ائرپورٹ کی طرف جارہی ہوں۔"

"ائرپورٹ کی طرف؟ یا ائرپورٹ سے شہر کی طرف؟"

"شہر دیکھ لیا۔ وہ ہوٹل چھوڑ چکا ہے۔"

"ہوٹل چھوڑ دیا۔ کہاں گیا؟"

"وینس کے ہوٹل ڈانیلی۔"

"ڈانیلی۔" شکوف کراہ اٹھا۔ "تمہیں اس کے کرائے کا اندازہ ہے؟"

"اسے پروا نہیں ہوگی۔ وہ تمہارا مال خرچ کر رہا ہے۔"

شکوف بھنّا اٹھا۔ "وہ فائیو اسٹار ہوٹل ہے۔ پانچ گولیاں اس کے سر میں ٹھونک دینا۔" شکوف نے انہیلر دبوچا۔

"اتنا بڑا سر نہیں ہے اس کا۔ میرے گلوک کی ایک گولی کم از کم اس کا آدھا سر اڑا دے گی۔ باقی چار گولیاں کہاں ماروں گی؟"

"باقی چار اس کی تشریف میں...... لیکن پہلے ہیرے وصول کر لینا۔"

"وہ پیرس میں چوبیس گھنٹے رہا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ہیرے فروخت کردیے ہوں۔"

"نہیں......" شکوف چلّایا۔ "کوئی احمق پیرس میں یہ حرکت نہیں کرسکتا...... نہ وینس میں۔ وہ اینٹ ورپ یا ایمسٹرڈیم جائے گا۔ تل ابیب بھی جاسکتا ہے۔"

"کہیں نہیں جاسکتا۔ میرا وعدہ ہے...... وینس اس کا فائنل اسٹاپ بننے والا ہے۔ وعدہ رہا۔"

☆☆☆

شکوف باتھ روم کے فرش پر نیم گرم شاور کے نیچے کھڑا تھا۔ گرم پانی کی بھاپ نے جیسے باتھ روم میں دھواں بھر دیا۔ وہ گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔ دس منٹ بعد باہر نکل کر اس نے واڈکا کی بوتل پکڑ لی...... گھوسٹ کا نمبر ملایا۔ "تمہاری ٹانگیں اب تک پیرس میں پھنسی ہیں کیا؟"

"نہیں۔" گھوسٹ نے جواب دیا۔ "میری ٹانگیں یہاں وینس میں سوئمنگ پول کے اندر ہیں۔ ہوٹل ڈانیلی میں۔"

شکوف پر سناٹا طاری ہوگیا۔ چند لمحے بعد وہ بولا۔ "وینس میں؟ ہوٹل؟ ہوٹل ڈانیلی؟ تمہیں کیونکر معلوم ہوا کہ وہ وینس میں ہے؟"

"میرا معاوضہ یوں ہی سب سے بلند نہیں ہے۔" گھوسٹ نے جواب دیا۔ "بہتر سوال یہ ہے کہ تمہیں کیونکر پتا چلا۔ خواب آیا تھا...... نیویارک میں اس وقت صبح کے پانچ بجے ہیں۔ کس نے تمہیں کال کی؟"

شکوف نے واڈکا کا گھونٹ لیا۔ منصوبے کی تحریک کا وقت آگیا تھا۔ "کیا تم مارتا کرال کو جانتے ہو؟"

"محض ساکھ کے حوالے سے...... وہ کوڑھ مغز اور سست ہے لیکن اس کے حسن میں کلام نہیں۔ اسی وجہ سے وہ تم جیسے افراد سے کام کے لیے موٹی رقم وصول کر لیتی ہے۔ اس کے بعد اکثر کام خراب کر دیتی ہے۔" گھوسٹ کا جواب آیا۔

شکوف ہنسنے لگا۔ گھوسٹ بھی دوسروں کے مانند نکلا۔ اسے مقابلہ پسند نہیں تھا۔ "شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ شاید تمہیں اس کے لیے ڈرنک خریدنا پڑے۔ جب وہ ہیرے وصول کر کے ہیمن کو ذبح کرے گی۔"

"یعنی میرے ساتھ ڈیل ختم ہے؟"

"یہ کیسے ممکن ہے؟ دو ایک سے بہتر ہیں لیکن یاد رکھو ادائیگی صرف ایک ہی وصول کر پائے گا۔"

☆☆☆

گھوسٹ نے شکوف سے بات ختم کر کے کمرے کا جائزہ لیا۔ ہر شے جدید۔ قیمتی اور شاندار تھی۔ ساتھ ہی بیالیس انچ کا چپٹا ایل سی ڈی ٹیلی ویژن۔ ہائی اسپیڈ انٹرنیٹ اور آرام دہ جیکوزی (یا جکوزی) Jacuzzi۔

ڈانیلی گراں کرایہ وصول کرنے کا حق دار تھا۔ بل کے معاملے میں شکوف کی جیب ہی ہلکی ہوئی تھی...... اب یہ

انکشاف ہوا تھا کہ بیک اپ کے لیے اس نے کرال کو ہائر کیا ہوا تھا۔

کرال۔ وہ جانتا تھا۔ شکوف سے اس نے جو کہا، وہ محض ایک دھوکا تھا۔ گھوسٹ آگاہ تھا کہ کونٹریکٹ کلنگ، کرال کے لیے پیشے سے بڑھ کر تھی۔ اس کا شوق اور جنون تھا۔ وہ باہر سے کچھ اور تھی...... اندر زہر ہی زہر تھا۔ وہ اپنے پیشے کی اس اعتبار سے کوئین تھی کہ شکار یا ٹارگٹ کو تڑپا تڑپا کر مارتی تھی۔ ایک مرتبہ اس نے ڈی ای اے ایجنٹ کو ختم کرنے میں تین دن لگائے۔ اس دوران مختلف اوقات میں اس نے اٹھارہ گولیاں خرچ کیں۔ کوئی گولی سینے اور سر میں نہیں ماری...... ایجنٹ جریانِ خون اور شاک کے باعث ہلاک ہوا۔ کئی مرتبہ کرال نے اس کی مرہم پٹی بھی کی۔ ایسی کئی مثالیں تنوع کے ساتھ اس کے ریکارڈ میں شامل تھیں۔

گھوسٹ کھڑا ہوگیا۔ کھڑکی سے اس نے باہر کا نظارہ کیا۔ مناظر کی خوب صورتی حد سے سوا تھی۔ یہ پانی کا شہر تھا۔ اس کی ثقافت جداگانہ تھی۔ دنیا کے کسی اور شہر سے اس کا موازنہ دشوار مرحلہ تھا۔ وہ خواہش ہی کرسکتا تھا کہ زیادہ دیر تک وہاں رک سکے......

کنگ سائز بیڈ پر لیٹ کر اس نے آنکھیں بند کرلیں۔ وہ کرال کی سوچ کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ وہ کہاں ہوگی؟ کیا منصوبہ ہوگا؟ اس کا اگلا قدم کیا ہوگا؟ وہ کس طرح مدِمقابل سے ایک قدم آگے رہ سکتا ہے؟ اس کے نزدیک شکوف بھی مشکوک تھا۔

☆☆☆

دفعتاً کمرے کا دروازہ دھڑ سے کھلا۔ اس کے حرکت کرنے سے قبل ایک عورت درانہ وار داخل ہوئی...... اگلے لمحے وہ اچھل کر بیڈ پر اس کے اوپر تھی۔

''جیسس، کیتھرائن تم نے مجھے ڈرا دیا۔'' اس نے کیتھرائن کو بانہوں میں لے لیا۔

''میں تمہارے سیل پر کوشش کررہی تھی۔ تم کس سے بات کررہے تھے؟''

''این ٹیکو مارٹینی...... میں ڈنر کنفرم کررہا تھا۔ یہ ایکسٹرا اسپیشل ہوگا۔''

''تم سے زیادہ اسپیشل کچھ نہیں ہے۔ مجھے کوئی تعجب محسوس نہیں ہوگا اگر عورتیں تمہارے گرد منڈلانے لگیں...... بائی دا وے تم اب تک بچے کیسے رہے، اتنے پارسا ہو کیا؟''

''تمہارا دامِ الفت میرے لیے کافی سے زیادہ ہے۔''

''تم ٹھیک تو ہو؟ کچھ مضطرب لگ رہے ہو؟''

''سویٹی، میں ٹھیک ہوں۔ سیاحت کے تیز رفتار ایڈونچر نے کچھ تھکاوٹ پیدا کردی ہے۔''

''میں سمجھی تم نے کوئی بھوت دیکھ لیا ہے...... تھکاوٹ دور کروں؟''

''اور تھکا دوگی۔''

''ڈارلنگ، تم کہاں تھکتے ہو......''

''اگر تم نے کبھی نظر پھیری تو تھک جاؤں گا۔''

کیتھرائن نے ہونٹوں پر انگلی رکھ دی۔ ''چپ، آگے کچھ نہ کہنا۔''

☆☆☆

میں قسم کھاتا ہوں کہ میری داستان عجیب تر لیکن سچ ہے۔ میں کئی برس میرینز میں رہا۔ وہاں سے نکلا تو آرٹ اسٹوڈنٹ بن گیا اور پھر پارس میں کیتھرائن...... فتنہ گر... کی زلف برہم کے پیچ وخم میں گرفتار ہوگیا۔ چند حقائق میں نے افشا نہیں کیے تھے۔ میں بے آواز خود سے بات کررہا تھا۔

میں ایک پیشہ ور قاتل ہوں۔

یہ ایسے ہی نہیں ہوا تھا۔ اس کی بھی ایک کہانی ہے۔ میرے والد میرین میں تھے اور میں نے فیصلہ کیا تھا کہ ان کے نقشِ قدم پر چلوں گا اور میں نے کیا۔ میرین میں چار سال گزارے۔ ایک رات میرے والد مجھے ریسٹورنٹ لے گئے۔ انہیں میرے بدلتے ارادوں کا علم ہوگیا تھا۔ میں جان گیا تھا کہ وہ میرے شوق (آرٹ) کے خلاف ہیں اور بات کرنا چاہتے ہیں۔

ان کا پہلا سوال تھا۔ ''چار سال میں تم نے کیا سیکھا؟''

''اس سے زیادہ کچھ نہیں جو آپ پہلے ہی بتا اور سکھا چکے تھے۔'' میں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''ہوشیار مت بنو۔ میں سنجیدہ ہوں۔'' انہوں نے سوال دہرایا۔ مجھے اندازہ ہوا کہ واقعی کوئی انتہائی سنجیدہ بات ہے۔ تاہم میں لاعلم تھا کہ گفتگو کیا رخ اختیار کرے گی۔

''میں نے طاقت اور برداشت کی انتہائی حد کے بارے میں سیکھا۔'' میں نے بتانا شروع کیا۔ ''وفاداری، بہادری، دوستی، فنِ حرب......''

والد صاحب نے مطمئن انداز میں سر کو جنبش دی۔

''اس کے علاوہ؟''

"میں نے سیکھا کہ دشمنوں کے مقابل اور بدترین حالات میں کیسے زندہ رہا جاتا ہے۔"

"اس کے لیے کیا کرنا پڑتا ہے؟"

"کافی کچھ...... لیکن مقابل کو ہلاک کرنا اولین نکات میں سے ہے...... میں نے ایسا کیا لیکن ملک کے مفاد میں۔ کیا اسے ہنر کہہ سکتے ہیں؟"

"ہاں۔" انہوں نے بیئر کا لمبا گھونٹ لیا۔ ہم اس وقت "بچ کس" کے نارتھ فورک ڈائنر میں بیٹھے تھے جو ایک چھوٹا بار ہے۔ ہماری میز کونے میں تھی۔ یہ جگہ کولوراڈو میں تھی۔

"میں تمہیں کچھ بتانے کے لیے مناسب وقت کے انتظار میں تھا۔" والد صاحب نے کہا۔

میں نے پھیپھڑوں میں اکڑن محسوس کی۔ کون سی بات ہے جو انہوں نے اب تک مجھے نہیں بتائی؟

"تم آگاہ ہو کہ میں ایک کارپوریٹ ہیڈکوارٹر سے دوسرے، تیسرے...... بطور کنسلٹنٹ ملک اور دنیا بھر کا سفر کرتا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ میں کنسلٹنٹ نہیں ہوں۔ میں افراد کو ہلاک کرتا ہوں۔ میٹ۔ بُرے آدمیوں کو...... بنیادی بات یہ ہے کہ میں کلر ہوں۔" والد نے حقیقت سے پردہ ہٹایا۔

میں شاک میں تھا۔ کانوں میں مکھیاں بھنبھنا رہی تھیں۔ سینہ اندر سے تپ رہا تھا۔

"مرڈر؟" میں نے کہا۔ "رقم کے لیے؟"

"مرڈر انسان کا ہوتا ہے۔ میں ناسوروں کا آپریشن کرتا ہوں۔ ان میں سے بیشتر خود قاتل ہوتے ہیں اور بعض ایسے جو قاتلوں کی خدمات دوسروں کو قتل کرنے کے لیے خریدتے ہیں۔ یہ لوگ موت بانٹنے والے درحقیقت خود موت کے حق دار ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میں سکون کی نیند سوتا ہوں۔ کیا تم ایسے نہیں سوتے؟"

"سوتا ہوں۔ لیکن میں نے جن کو مارا، وہ جنگ تھی۔ ملک کے لیے۔ ایک فوجی میں اور قاتل میں فرق ہوتا ہے۔ آپ سمجھ رہے ہیں کہ مجھے آپ کی طرح کرنا چاہیے؟"

"کرنا نہیں چاہیے...... تم کر سکتے ہو۔ یہ ایک آپشن ہے۔ میں نے تمہارا سروس ریکارڈ دیکھا ہے۔ شوٹنگ میڈلز دیکھے ہیں۔ متاثر کن ریکارڈ ہے۔ بُرا آدمی بُرا ہے۔ تم اسے جنگ میں ہلاک کرو یا میری طرح......"

میں نے اس منطق سے اتفاق نہیں کیا لیکن والد نے میرے دماغ میں بیج بو دیا تھا۔ کولوراڈو میں بوئے گئے اس بیج سے چند ماہ بعد کونپل پھوٹی...... اور میں نے پہلا کونٹریکٹ پکڑا۔ میں پہلے بھی والد کے نقشِ قدم پر گیا تھا اور اس مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا۔ مجھے محسوس ہوا کہ میں والد کا سایہ یا بھوت ہوں۔ لہٰذا میں نے عرفیت گھوسٹ منتخب کرلی۔

مجھے اپنا آخری سوال یاد تھا۔ میں نے والد سے پوچھا تھا۔ "کیا ماما کو معلوم ہے؟"

"میں نے پہلے ان کو نہیں بتایا تھا لیکن مجھے علم تھا کہ کسی دن مجھے بتانا پڑے گا۔ کیونکہ جس سے تم محبت کرتے ہو اس کے ساتھ جھوٹی زندگی نہیں گزار سکتے۔ علم ہونے پر تمہاری ماں علیحدگی اختیار کرسکتی تھی۔ وہ مجھے منع کرسکتی تھی کہ میں خونی پیشے سے الگ ہو جاؤں لیکن مجھے بتانا تھا۔ میں نے بتایا اور انہوں نے معمولی احتجاج کے بعد میرا ساتھ دیا۔ انہوں نے میری منطق تسلیم کرلی۔ یہ بھی سمجھ گئیں کہ جان کا خطرہ جنگ میں بھی ہوتا ہے۔"

اب میری باری تھی کہ میں کیتھرائن کو شریکِ راز کر لوں...... دروازہ لاک کر کے کلوزٹ سے میں نے بیگ نکالا اور کیتھرائن کو آواز دی۔

☆☆☆

ہم دونوں ساتھ ساتھ بیڈ پر بیٹھے تھے۔ "تمہیں کچھ بتانا ہے۔" میں نے کہا۔ اس نے بیگ کی جانب دیکھا۔

"ڈاکٹر میتھیو کا جادوئی بیگ۔ آرٹ چھوڑ کر میڈیکل میں جا رہے ہو؟"

"نہیں، کچھ اور بتانا ہے۔"

"چلو بتاؤ...... ہچکچا کیوں رہے ہو؟"

"ہیروں والی بات یاد ہے؟"

"ہاں، کیسے بھول سکتی ہوں؟"

"لیکن تم نے یقین نہیں کیا تھا۔"

اس نے آنکھیں گھمائیں۔ ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے ٹکایا اور آہستہ سے سر دائیں بائیں ہلایا۔ وہ بغور میری آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ میں نے بیگ کھول کر اندر ہاتھ ڈالا اور مٹھی بھر کے ہیرے نکال کر بیڈ پر ڈال دیے۔ کیتھرائن کے تاثرات ناقابل بیان تھے۔ وہ خاموش بھی تھی۔ جگمگ کرتے ہیروں کی ایک اور مٹھی بھر کے نکالی۔ بالآخر اس نے زبان کھولی۔ "میتھیو یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ میں تم سے محبت کرتی ہوں لیکن محبت اندھی اور احمقانہ نہیں ہونی چاہیے۔ تمہاری کہانی مضحکہ خیز ہے۔ مجھے اس بات کی پروا نہیں کہ تم نے اچانک سیاحت کا پروگرام کیوں بنایا اور اسے کیسے افورڈ کر رہے ہو لیکن مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ تم

نے ہمیشہ کی طرح مجھے سچ بتایا۔''

''سیاحت سے قبل میں نے تمہیں ''چمک دمک'' کا اشارہ دیا تھا۔ وہ یہی تھا۔ دیکھو کیا بات ہے...... جگمگ جگمگ......''

وہ چیخ اٹھی۔ ''اوہ مائی گاڈ!''

میں نے بیگ پوری طرح کھول دیا۔ اس نے بیگ میں جھانکا اور اچھل پڑی۔ بیڈ اس نے چھوڑ دیا تھا۔ ''مائی گاڈ'' کے الفاظ تسلسل کے ساتھ سنائی دے رہے تھے۔

''کیا یہ اصلی ہیں؟''

''ہمارے پیار کے مانند۔'' میں نے جواب دیا۔

''قیمت؟ ملین، بلین...... اوہ مائی گاڈ۔ یہ سب تمہارے ہیں؟''

''میرے نہیں ہمارے۔ نئی زندگی کی چابی۔'' پھر میں نے اختصار کے ساتھ گرینڈ سینٹرل کے دھماکوں اور مرتے ہوئے آدمی کے بارے میں بتایا...... کھلا ہوا لاکر اور ہیروں کا بیگ......

''اب تم کیا کرو گے؟''

''فروخت کردوں گا۔ اندازہ ہے کہ سات سے دس ملین کی رقم اکاؤنٹ میں آجائے گی۔''

''لیکن وہ آدمی؟ اس کے بیوی بچے ہوں گے...... میتھیو میری سمجھ میں نہیں آرہا......''

''مجھ پر بھروسا کرو۔'' میں نے کہا۔ ''والٹر نام تھا اس کا۔ کوئی بیوی تھی، نہ کوئی بچہ...... نہ کوئی رشتے دار۔''

مکمل سچائی بتانے کا وقت آن پہنچا تھا۔ ''کیتھرائن۔'' میں نے کہا۔ ''ایک سچ باقی ہے۔ میرے اپنے بارے میں۔ والٹر جس کے پاس ہیروں کا بیگ تھا...... میں ہی تھا جس نے......''

دھماکے کے ساتھ دروازہ کھلا۔ وہ آگئی تھی۔ کرال دہلیز پر کھڑی تھی۔ ہاتھ میں مہلک گن تھی۔ گن کا رخ میری طرف، پھر کیتھرائن کی جانب...... اور دوبارہ میں اس کے نشانے پر آگیا۔

''کہاں سے شروع کروں؟'' وہ بولی۔

☆☆☆

''مسٹر بینٹن۔'' اس نے کلام کا آغاز کیا۔ اس کے منہ سے میرا نام سن کر کیتھرائن کا منہ کھل گیا۔ دوسری وجہ گن تھی جس نے کیتھرائن کو بدحواس کر دیا تھا۔ ''کون ہے یہ عورت؟ تمہیں کیسے جانتی ہے؟ کیا چاہتی ہے؟'' اس نے بیک وقت تین سوال کیے۔ جواب کرال نے دیا۔

''جو میں چاہتی ہوں، وہ بیڈ پر موجود ہے...... اور یقیناً باقی ہیرے بیگ میں ہوں گے...... مس سن بورن۔''

کیتھرائن اپنا نام سن کر لرز اٹھی۔ اس نے سرگوشی کی۔

''میتھیو، ہیرے اس کے حوالے کردو۔''

''گڈ، تم جوانی میں مرنا نہیں چاہتی ہو۔ تمہاری بات پسند آئی۔''

اگر کرال کے علم میں ہوتا کہ وہ گھوسٹ کے سامنے ہے تو دروازہ کھلتے ہی اگلے لمحے میں، میرا قصہ تمام کردیتی۔ اپنے تئیں ہیرے اسے مل گئے تھے...... شگوف کے ہیرے۔ جس کے لیے وہ آئی تھی لیکن وہ محض ایک قاتل نہیں تھی۔ اذیت پسند تھی۔ اس کے لیے میں ایک آرٹ اسٹوڈنٹ تھا۔ میں نے اسے کافی دوڑایا تھا۔ سر میں گولی مار کر اسے تسلی نہیں ہوتی۔ وہ تڑپا کر مارے گی۔ وقت لے گی...... کھیلے گی۔

''ہاں تو مسٹر بینٹن۔'' اس نے بولنا شروع کیا۔ ''تم تمام لیڈی پروفیسرز کے ساتھ سوتے رہے ہو یا صرف حسیناؤں کے ساتھ؟'' پھر اس نے کیتھرائن کو مخاطب کیا۔ ''تمہارے افیئر کا اختتام موت پر ہوگا۔''

باتیں کر کے وہ فاش غلطی کر رہی تھی۔ مجھے چند سیکنڈ مل گئے تھے۔ میں نے کیتھرائن کو فرش کی طرف دھکا دیا اور میڈیکل بیگ اٹھا کر کرال پر پھینکا۔ اسے توقع نہیں تھی۔ تاہم وہ اناڑی نہیں تھی۔ کرال نے پھرتی سے فائر کیا۔ چند انچ کے فرق سے میں بچ گیا۔ ہر طرف ہیرے بکھر گئے۔ اس کی توجہ بٹنے سے مجھے ایک دو سیکنڈ ملے۔ میں سانڈ کے مانند اس سے ٹکرایا۔ گولی دوبارہ چلی، جس نے ایل سی ڈی ٹی وی کو اڑا دیا۔ گن اس کے ہاتھ سے نکل گئی۔ ہم دونوں گرے۔ میں نے کروٹ لی۔ تاہم جست لگا کے اس نے مجھے چھاپ لیا۔ میرے چہرے پر وہ مردوں کی طرح گھونسے برسا رہی تھی۔ گھونسوں کے ساتھ اس کی کہنیاں بھی چل رہی تھیں۔ میں نے ان برستی ضربوں میں راستہ بناتے ہوئے سر کی ٹکر اس کی ستواں ناک پر رسید کی۔ وہ بلبلا کر پسپا ہوئی اور لڑکھڑاتی ہوئی کھڑی ہوگئی۔ میں بھی اچھل کر قدموں پر آیا۔ رُوبرو...... دُوبدو...... آمنے سامنے...... ہتھیار کے بغیر۔ میں نے دائیں ہاتھ کا بھرپور گھونسا اس کے رخِ روشن پر جمایا۔ اس نے جھک کر خود کو بچایا۔ میں تیار تھا۔ نیچے سے میں نے لیفٹ ہک روانہ کیا۔ وہ کراہتی ہوئی سیدھی ہوئی۔ جسم کا پورا وزن استعمال کرتے ہوئے میں نے چارج کیا۔

مجھے یقین تھا کہ وہ دیوار سے ٹکرائے گی مگر ہوا اس کے برخلاف...... اس کے عقب میں خوب صورت سجاوٹ والی بڑی سی کھڑکی تھی۔ شیشہ اور اس کی آرائش بکھر گئی۔ وہ ہاتھ لہراتی ہوئی باہر گری۔ میں نے آسمان کی جھلک دیکھی۔ کوئی اور مقام ہوتا تو وہ نیچے گر کے راہیِ ملکِ عدم ہو جاتی۔ لیکن ہم وینس میں...... پانی کا شہر۔ وہاں کوئی سڑک نہیں تھی۔ وہ پانی میں گری۔ میں نے لپک کر اس کی گن اٹھائی اور نیچے جھانکا۔ وہ پندرہ سیکنڈ بعد ابھری۔ میں گولی چلا سکتا تھا۔ تاہم میں نے ایسا نہیں کیا۔

کیتھرائن کی موجودگی میں، میں یہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔

☆☆☆

''کیا وہ مر گئی؟'' کیتھرائن نے سرگوشی کی۔

''بدقسمتی سے نہیں۔''

''میتھیو، مجھے یقین نہیں آرہا...... وہ پاگل عورت ہمیں مارنا چاہتی تھی...... ہمیں پولیس کو بتانا چاہیے۔''

''نہیں، کیتھرائن ہم یہ نہیں کر سکتے۔''

''کیا کہہ رہے ہو؟ وہ ہمارے نام جانتی ہے۔ ہیروں کے بارے میں جانتی ہے۔ پولیس کو کال کرنی چاہیے...... وہ اگر واپس آگئی؟''

''غور سے سنو۔'' میں نے اس کے دونوں رخساروں پر ہاتھ رکھے۔ ''سوئٹ ہارٹ، وقت بہت کم ہے۔ یہ پوچھنا بے معنی ہے کہ تم مجھ سے محبت کرتی ہو؟ لیکن میں پوچھوں گا۔''

''ہاں، ہمیشہ کے لیے۔''

''مجھ پر بھروسا ہے؟''

وہ ہچکچائی۔ میں نے الفاظ تبدیل کیے۔ ''میں یہ نہیں معلوم کروں گا کہ گزشتہ تین دنوں میں جو کچھ ہوتا رہا، تم اس کی حقیقت سے واقف ہو لیکن اگلے تین منٹ میں جیسے کہوں ویسے کرو۔ میں تمہارے پیار میں پاگل ہوں اور تمہاری حفاظت ہر شے پر مقدم ہے۔ اس کے لیے میں آخری حد تک جاؤں گا۔ کچھ نہیں چھپاؤں گا۔ اب بتاؤ، مجھ پر بھروسا ہے؟''

''ہاں، یقیناً۔'' اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھری۔

''ہم پولیس کو کال نہیں کریں گے۔ اوکے؟ چند منٹ میں یہاں ہر جگہ پولیس نظر آئے گی اور ہمیں گرفتار کر لیا جائے گا۔''

''کیوں؟ ہم نے کوئی جرم نہیں کیا۔''

''ملین ڈالرز کے ہیرے، ٹوٹی ہوئی کھڑکی...... گولیوں کے نشان۔ گرفتاری یقینی ہے۔ خود کو معصوم ثابت کرنے میں بہت وقت لگے گا۔ کچھ نہیں پتا کیا ہوگا...... شروع ہو جاؤ۔ دو منٹ میں جتنے ہیرے سمیٹ سکتی ہو سمیٹ لو، پلیز۔''

میں تیز رفتاری سے بکھرے ہوئے ہیرے جمع کرنے لگا۔ ایک سیکنڈ بعد کیتھرائن بھی شروع ہوگئی۔

''بس رک جاؤ جو ہاتھ آگیا کافی ہے۔ تیس سیکنڈ میں کپڑے بیگ میں ڈالو یا چھوڑ دو۔''

''نہیں، نکلتے ہیں۔'' وہ بولی۔

☆☆☆

ہوٹل ڈانیلی کی لابی میں بھونچال آیا ہوا تھا۔ منیجر، اس کے متعدد معاون، چار ڈیسک کلرک اور چند بیل مین بدحواسی کے عالم میں فون پر لگے ہوئے تھے۔ میں نے چند الفاظ سنے...... اسٹاف کا ایک حصہ پانچویں منزل پر ہمارے کمرے کی جانب رواں تھا جہاں ٹوٹی کھڑکی سے کرال نے اُڑان بھری تھی۔ میرے اندازے کے مطابق پولیس زیادہ دور نہیں تھی۔

افراتفری ہمارے لیے مفید ثابت ہوئی۔ ہم دونوں اپنے اپنے بیگ کے ساتھ بھیڑ میں شامل ہو گئے۔ نیویارک میں ہوتے تو تیزی سے غائب ہو سکتے تھے لیکن یہ وینس تھا۔ سڑکیں بھی پانی کی تھیں۔ آبی راہ گزر...... ہم ایک ''واٹر ٹیکسی'' میں گھس گئے جس میں دس نشستیں تھیں۔ مسافر ہم دو تھے۔ ہم نے فرنچ زبان میں ریلوے اسٹیشن کے لیے کہا۔ ڈرائیور نے خالی نشستوں کی طرف اشارہ کیا۔ بوٹ کھڑی رہی۔

''کیا کہہ رہا ہے؟'' کیتھرائن نے استفسار کیا۔

''پانچ منٹ انتظار کرو۔'' میں نے جواب دیا اور پولیس کو ہوٹل میں داخل ہوتے دیکھا۔ ہوٹل رجسٹریشن میں ہمارے اصل نام موجود تھے۔ ہمارے غیاب پر پولیس تلاش کا دائرہ وسیع کر دیتی۔ اس سے پہلے کہ ہمارے پوسٹر ہر بارڈر کراسنگ تک پہنچتے، ہمیں اٹلی سے نکل جانا تھا۔ میں نے ڈرائیور کو اپنی مجبوری سمجھانے کی کوشش کی۔ تاہم وہ یورو کی زبان سمجھتا تھا۔ کئی عدد سو کے یورو نکالنے کے بعد بوٹ حرکت میں آئی۔ ہم دونوں کے ہاتھ ایک دوسرے کی گردن کے گرد حمائل تھے۔

''ہم کہاں جا رہے ہیں؟'' اس نے سوال کیا۔

"ایمسٹرڈم۔"

"وہاں کیوں؟"

"خوب صورت جگہ ہے۔ سب سے بڑھ کر رائیکس میوزیم...... ڈچ ماسٹرز۔ وان گوگ، ورمیئر، ریمبراں وان رین...... تم مدہوش ہو جاؤ گی۔" اس نے میری آنکھوں میں دیکھا۔

"میٹ ٹریول ایڈونچر کا ڈراما بند کرو۔ مجھے بتاؤ کہ واپس نیویارک جانے کے لیے ہم ایمسٹرڈم کیوں جا رہے ہیں؟"

میں نے اُس کے کان سے ہونٹ لگائے۔ "ہیرے وہیں فروخت ہوں گے۔"

☆☆☆

پندرہ منٹ بعد ہم ٹرین اسٹیشن پر تھے۔ میلان کے لیے اگلی ٹرین کے لیے پینتالیس منٹ انتظار کرنا پڑا۔ میلان سے ایمسٹرڈم جانے کے لیے ہمیں رات کی ٹرین پکڑنی تھی۔ پرواز کرتے تو ائرپورٹ سیکیورٹی میں پھنس جاتے۔

میں نے فرسٹ کلاس کے دو ٹکٹ لیے اور کافی بار میں بیٹھ کر انتظار کرنے لگے۔ "کیا تمہیں یاد ہے کہ ہوٹل روم میں میرا آخری جملہ کیا تھا؟" میں نے کیتھرائن سے سوال کیا۔

"جب وہ اندر آئی؟"

تم نے تو میری یادداشت گم کر دی تھی۔ تمہاری ڈاکٹر کٹ مجھے حملۂ قلب کے قریب لے گئی تھی۔ وہ سوچنے لگی۔

"تم ایک اور غیر معمولی خفیہ راز افشا کرنے جا رہے تھے۔"

میں نے سر ہلایا۔ "والٹر زیلویز...... گرینڈ سینٹرل میں دم توڑنے والا آدمی والٹر تھا۔ وہ ایک پیشہ ور قاتل تھا۔ وہ روسی مافیا کے لیے کام کرتا تھا۔ جرائم کی فہرست میں ہیروں کی اسمگلنگ بھی شامل تھی۔ کچھ عرصے بعد والٹر کی نیت خراب ہوئی اور اس نے تھوڑے تھوڑے ہیرے چُرانے شروع کر دیے۔ بالآخر ڈائمنڈ سنڈیکیٹ کو علم ہو گیا۔ وہ اس پر ہاتھ ڈالنے والے تھے کہ اس نے راہِ فرار اختیار کی۔ وہ بومب بلاسٹ میں نہیں مرا تھا۔ سنڈیکیٹ نے ایک دوسرے پروفیشنل کو اسے ختم کرنے کے لیے ہائر کیا جس نے اس کا کام تمام کیا۔"

کیتھرائن نے ہاتھ منہ پر رکھ لیا۔ "تم مجھے سچ بتا رہے تھے؟"

"ہاں۔"

"لیکن تمہیں یہ سب کیسے معلوم ہوا؟"

میں کچھ دیر خاموش رہ کر بولا۔ "وہ میں تھا جسے والٹر کی ہلاکت کے لیے ہائر کیا گیا تھا۔"

کیتھرائن نے لرزنا شروع کر دیا۔ "تو...... تو...... نو...... یہ ممکن نہیں ہے۔"

"کیتھرائن، یہ سچ ہے۔ میں توقع نہیں کرتا کہ تم پوری بات سمجھ سکو گی لیکن میری محبت اجازت نہیں دیتی کہ میں تمہیں حقائق سے بے خبر رکھوں...... ہوٹل میں جو عورت آئی تھی۔ اس کا نام مارٹا کرال ہے۔ وہ خود پیشہ ور قاتل ہے۔ جنہوں نے مجھے ہائر کیا تھا، بعدازاں انہوں نے کرال کو مجھے مارنے کے لیے ہائر کیا۔"

کیتھرائن، میری آنکھوں میں نہیں...... فرش کی جانب دیکھ رہی تھی۔ "نہیں ایسا نہیں ہوا ہے۔" اس نے بمشکل کہا۔

"جب میں نے آرٹ کے لیے میرین چھوڑی تو ڈیڈی مجھے کولوراڈو کے ایک بار میں لے گئے۔" میں نے ڈیڈی کے ساتھ ہونے والی گفتگو اس کے گوش گزار کر دی۔

"میں نے ابتدا میں ان کی بات سے اتفاق نہیں کیا لیکن چند مہینے بعد میں اس ڈگر پر چل پڑا۔ معاوضہ مجھے پینٹنگ میں مدد دے رہا تھا جو میرا خواب تھا۔ دوسری طرف میں برائی کا خاتمہ کر رہا تھا۔"

کیتھرائن پر سکتہ طاری تھا۔ آنسو اس کے رخساروں پر بہہ رہے تھے۔ وہ شمع کے مانند پگھل رہی تھی۔ میرا دل بھی پھڑکنے لگا...... تڑپنے لگا...... مجھے خطرے کا احساس ہوا۔

"یقین نہیں آتا، تم پیسوں کے لیے قتل کرتے ہو اور تمہارے ڈیڈی بھی......" وہ چپ ہو گئی۔ پھر وہی سوال آیا جو خود میں نے ڈیڈی سے کیا تھا۔ "کیا انہوں نے تمہاری ماں کو بتایا تھا؟"

"ہاں۔"

"ویل، میں تمہاری ماں نہیں ہوں۔" وہ سسکیاں لے رہی تھی۔ "گڈ بائے، میتھیو۔" دل کی کائنات یک لخت برہم ہو گئی۔ شرحِ اسرار کیا کرتا۔ دل کی بات محتاجِ بیان رہ گئی۔ وہ کھڑی ہو گئی۔ بیگ اٹھایا اور چل پڑی۔ میں اُچھلا۔

"کہاں جا رہی ہو؟"

"تم سے دور۔ ائرپورٹ سے نیویارک۔ میرے پیچھے نہ آنا...... نہ مجھے کبھی کال کرنا۔"

"میں نے بھاگ کر اسے شانوں سے پکڑا۔ "پلیز

کیتھرائن۔‘‘ میں نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ جہاں زندگی کا کوئی رنگ نہیں تھا۔ میرے ذہن نے کہا کہ دنیا اجڑ گئی ہے۔ پامالِ دل نے کہا کہ جام خالی ہے۔ جذبات کو ہمیشہ میں نے قابو میں رکھا تھا لیکن اس وقت رگِ جاں ٹوٹ گئی۔

’’تم جانتی ہو...... میں تم سے کتنی محبت کرتا ہوں۔‘‘ میری آواز ٹوٹ گئی۔ ’’نہ جاؤ...... میں خود کو بدل دوں گا۔ جو کہوگی وہی کروں گا۔‘‘ میں بیم و رجا کی کیفیت میں بھٹک رہا تھا۔

’’ہاتھ ہٹاؤ، ورنہ میں شور مچادوں گی۔‘‘ میں نے ہاتھ ہٹالیے۔

’’کیا کیا میں نے؟ یہ جاب کی طرح ہے...... میرین بھی جاب...... وہاں بھی میں نے انسانوں کو مارا...... بُرے انسانوں کو۔ کوئی چیز تم سے زیادہ اہم نہیں۔‘‘

’’تم غلطی پر ہو کیتھیو...... گڈ بائے۔‘‘ وہ منہ پھیر کے جانے لگی۔ میں دیکھتا رہ گیا۔ آہ، ایسی ہوتی ہے زیست کی بے کیفی...... یہ ہوتا ہے سوزِ جگر و دیدۂ تر۔ ایسی ہوتی ہے بے چارگی۔ اسے کہتے ہیں گردشِ ایام۔ احساسِ شکست، غمِ ہجراں۔ یہ تھی ’’گھوسٹ‘‘ کی حقیقت۔

مجھے لگا کہ کشکول لیے میں ازل سے وہیں کھڑا ہوں۔ وہ نظروں سے اوجھل ہوگئی۔

☆☆☆

شمالی اٹلی کی طرف سفر میں تین گھنٹے صرف ہوئے۔ اس دوران پڈوا، ون سنزا، ویرونا اور دوسرے مقام راستے میں آئے۔ تاہم میں نے آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا۔ کیتھرائن کے بغیر سب کچھ بے رنگ سا تھا۔ سات بجے میں میلانو (میلان) میں تھا۔ میلانو سینٹرل، دنیا کے چند بہترین ریلوے اسٹیشنز میں سے ایک تھا لیکن اسے دیکھ کر مجھے گرینڈ سینٹرل یاد آگیا جہاں سے ہیرے ملے تھے۔ ہیروں کی وجہ سے میں نے کیتھرائن کو کھودیا تھا۔

ایمسٹرڈم کے لیے سولہ گھنٹے کا سفر تھا۔ آرام کے لیے مجھے پینتالیس منٹ کا وقفہ ملا۔ میری کیفیت عجیب تھی۔ سیل فون نکال کر میں نے ڈیڈی کو کال کی۔ کال فوراً وصول کی گئی تھی۔

’’کیا ہو رہا ہے، بوائے؟‘‘

’’نہیں معلوم۔‘‘ میں نے کہا۔ ’’ایک غلطی ہوگئی۔ میں ’’بزنس ٹرپ‘‘ پر گرل فرینڈ کو بھی ساتھ لایا تھا۔‘‘

’’اوکے، میں سمجھ گیا۔‘‘ ڈیڈی نے کہا۔ ’’اسے تمہارے بزنس کے متعلق علم ہوگیا اور وہ خوش نہیں ہے۔‘‘

’’ڈیڈی، یو آر اسمارٹ۔‘‘

’’تجربہ زیادہ مناسب لفظ ہے۔‘‘

’’تو پھر مجھے آپ کے تجربے کی ضرورت ہے۔‘‘

’’تین سوال ہیں۔‘‘ ڈیڈی کی آواز آئی۔ ’’پہلا یہ کہ تم اُس سے محبت کرتے ہو؟‘‘

’’بے شک...... ہر چیز سے زیادہ۔‘‘

’’ہمارے ’’بزنس‘‘ میں محبت آجائے تو آدمی ناکارہ ہوجاتا ہے۔‘‘

’’مطلب، کوئی امید نہیں ہے؟‘‘

’’نہیں، مطلب یہ کہ تمہیں سمجھنا پڑے گا کہ مستورات کیسے سوچتی ہیں؟‘‘

’’میں سن رہا ہوں۔‘‘

’’اوکے گڈ...... دوسرا سوال۔ اس نے تمہیں چھوڑ دیا ہے اور تم سے برداشت نہیں ہو رہا ہے۔‘‘

’’میں محبت کرتا ہوں اور اسے سکھانے کے لیے پُرعزم ہوں۔‘‘

’’مستورات اسی طرح سوچتی ہیں۔ وہ ہم سے محبت کرتی ہیں اور ہمیں سکھانے کے لیے پُرعزم ہوتی ہیں۔‘‘

میں مسکرایا۔

’’آخری سوال۔ ’’بزنس ٹرپ‘‘ میں دشواری کی شدت کس قدر ہے؟‘‘

’’میرے نزدیک یہ سادہ معاملہ تھا اسی لیے میں کیتھرائن کو ساتھ لے آیا۔ تاہم صورتِ حال بدل گئی۔ مدِمقابل پیشہ ور ہے اور مجھے ہمیشہ کے لیے آؤٹ کرنا چاہتا ہے۔‘‘

’’اگر ایسا ہے، مائی بوائے...... تو کیتھرائن کو بھول جاؤ۔ ایک سو دس فیصد توجہ بزنس پر رکھو۔ سمجھ گئے ایک سو دس فیصد۔ یا پھر مرنے کے لیے تیار رہو۔‘‘

’’یس سر۔‘‘

’’کیتھرائن کے لیے تمہیں چانس ملے گا۔ اگر تم زندہ رہے۔‘‘

’’ڈیڈی، شکریہ۔ آپ کا مقروض ہوں۔‘‘

’’تو قرض اتارو، اسی وقت...... بتاؤ کس مقام پر ہو؟‘‘

میں نے قرض اتارا۔

’’اوکے، میں وہاں درجن مرتبہ گیا ہوں۔ وہاں ٹریک سات پر ایک عمر رسیدہ نن (nun) سسٹر فلومینا بیٹھی

ہے۔ وہ میرے لیے کام کرتی رہی ہے۔ سو ڈالر یا جو مقامی کرنسی ہے...... اس کی باسکٹ میں ڈالو۔ اسے کہو کہ یہ کولوروڈو سے آئی ہے۔'' انہوں نے چند ٹپس اور کوڈ بتائے۔ ''شکریہ۔''

''دھیان سے سفر کرو۔''

''آئی لو یو ڈیڈ۔''

☆☆☆

ڈیڈی کی ہدایت کے مطابق میں ٹریک سات پر پہنچا۔ وہ کرسی پر سر جھکائے بیٹھی تھی۔ میں نے سو یورو کا نوٹ باسکٹ میں ڈالا۔ اس نے تیزی سے سر اٹھایا۔ ''گرازے میلے (بہت شکریہ)۔''

''یہ کولوروڈو سے آیا ہے۔''

''آہا، سینور کولوروڈو۔ اچھا آدمی ہے۔'' اس نے بغور میرے چہرے کا جائزہ لیا۔ ''تم جوان ہو؟''

''میں ان کا بیٹا ہوں۔''

''کہاں جا رہے ہو؟''

''ایمسٹرڈم۔''

اُس نے میرا ہاتھ پکڑ کر آنکھیں بند کیں...... کچھ دیر بعد آنکھیں کھولیں۔ ''میں نے دعا کر دی ہے، جاؤ۔''

میں نے اسے بغیر گڈ بائے کہا اور ایمسٹرڈم کے لیے عازمِ سفر ہوا۔ سولہ گھنٹے بعد اسٹیشن پر اترا اور ٹیکسی اسٹینڈ کی طرف گیا۔ اس وقت میری سمجھ میں آیا کہ سسٹر فلوینا کی دعا کا کیا مطلب تھا۔ ایک آدمی نے مجھے مخاطب کیا اور بتایا کہ وہ سسٹر فلوینا کا دوست ہے۔ تمہیں ٹیکسی کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر مسافر اور اس کی منزل کی نگرانی ہو رہی ہے۔''

کچھ دیر بعد میں سیاہ رنگ کی سسٹرون میں سفر کر رہا تھا۔ میرے ڈرائیور کا نام ہیرالڈ تھا۔ وہ بھی کوئی پروفیشنل تھا۔ اس نے کوئی سوال جواب نہیں کیا۔ سفر خاموشی سے ہوا۔ اس نے مجھے زی ڈیک (ایمسٹرڈم کی سڑک) کے قریب اتار کر ایک کارڈ میرے حوالے کیا۔ کارڈ پر صرف ایک فون نمبر لکھا تھا۔

''دن ہو یا رات، کسی بھی وقت۔'' اس نے پہلی مرتبہ زبان کھولی اور چند الفاظ کہے۔ میں نے والٹ نکالا۔ لیکن اس نے نفی میں سر ہلایا اور روانہ ہو گیا۔ میں نے سرسری انداز میں اطراف کا جائزہ لیا۔

ڈیڈی ریٹائر ہو چکے تھے لیکن ان کا نیٹ ورک فعال تھا۔

☆☆☆

زی ڈیک دیکھ کر مجھے نیویارک کا ٹائمز اسکوائر یاد آیا۔ میں نے بوڈ برگ ہوٹل کا انتخاب کیا۔ یہ ایک عام سا ہوٹل تھا۔ ہیروں سے جان چھڑانا میری پہلی ترجیح تھی۔ یہ میتھیو کے بس کی بات نہیں تھی لیکن ''گھوسٹ'' یہ کام کر سکتا تھا۔

اگر آپ یورپین یونین میں ''منظم جرائم'' کے بارے میں سوچیں گے تو اٹلی سب کو مات دیتا نظر آئے گا لیکن ہالینڈ کا اسمگلنگ میں اپنا مقام تھا۔ یہاں کے کئی کھلاڑیوں کو میں بحیثیت گھوسٹ جانتا تھا۔ انہیں میں ایک ڈیڈ رائٹ تھا۔ جو ''ناگ'' کے نام سے مشہور تھا۔ میں نے اجنبی حیثیت میں پرسوں اس کے ساتھ میٹنگ طے کی۔

دروازہ لاک کیا۔ کھڑکیوں کی جانچ کی اور بستر پر دراز ہو گیا۔ میری آنکھ صبح نو بجے کھلی۔ غسل کیا...... لباس تبدیل کرنے کے بعد میں کچھ کھانے کے لیے ہوٹل کے بجائے باہر ایک ریسٹورنٹ میں چلا گیا۔ وہاں بیشتر میزیں خالی تھیں۔ واپسی پر ہوٹل کے کمرے میں رہا۔ لنچ بھی وہیں کیا اور رات میں کافی پینے کے لیے نیچے ڈائننگ ہال، جو کمرے کے مانند تھا، میں چلا گیا۔ کونے کی میز سنبھالی...... کیتھرائن کا خیال آیا۔ میں نے ایک سرد آہ بھری۔ کئی بار خیال آیا کہ کال کروں...... وہ نیویارک پہنچ گئی ہو گی۔ تاہم ہر بار میں نے خود کو روک لیا۔ کیا ڈیڈی صحیح کہہ رہے تھے کہ وہ مجھے دوسرا چانس دے گی...... میں نے جیب سے مخصوص ریپیڈ وگراف قلم نکالا۔ جسے انجینئرز اور آرکیٹیکچرز بھی استعمال کرتے ہیں۔ کافی لانے والے سے کاغذی شیٹ منگوائی اور کیتھرائن کا اسکیچ بنانا شروع کیا۔

کاغذ پر اس کا چہرہ ابھرنے لگا...... احساسِ زیاں فزوں تر ہونے لگا۔ گھوسٹ قابلِ تسخیر تھا۔ مسخر بھی کس نے کیا۔ اِک ماہ جبیں، نازک اندام...... دلربا نے۔ شرارِ آرزو کے سبب آگ سی سینے میں لگی تھی۔ میں نے خود فراموشی کے عالم میں تصویر بنائی تھی۔ اس سے پہلے بھی سیکڑوں مرتبہ بنائی تھی لیکن یہ اسکیچ بہترین تھا۔ گویا وہ قلم کے اندر تھی۔ وہاں سے نکل کر صفحۂ قرطاس پر جلوہ پزیر ہو گئی۔

''میں جان گیا ہوں کہ تم میرے خفیہ کام سے بدظن ہو۔'' میں سوچ رہا تھا۔ تصویر سے مخاطب تھا۔ ''لیکن اتنا کریڈیٹ تو مجھے ملنا چاہیے کہ میں کبھی کسی اور لڑکی کے ساتھ نہیں سویا۔''

مجھے اس کی ضرورت تھی۔ میں نے خود سے وعدہ کیا کہ میں ہر قیمت پر اسے رام کروں گا...... ایک سو دس

فیصد...... ڈیڈی نے نصیحت کی تھی لیکن اس وقت ڈیڈی کی آواز بہت دور چلی گئی تھی۔ میں نے قلم جیب میں رکھا اور اسکیچ اٹھا کر ہوٹل سے نکل گیا۔ آوارہ گردی کرتے ہوئے ایک پارک میں چلا گیا۔ سڑکوں پر ٹریفک کم ہو گیا تھا۔ پارک میں موجود بینچوں اور میزوں پر اکا دکا جوڑے نظر آ رہے تھے۔ میں نے ایک میز سنبھالی۔ قلم نکال کر میز پر رکھا۔ اور کاغذ بھی...... نظریں مہ جبین کے اسکیچ پر تھیں...... تصور میں، میں نیویارک پہنچ گیا۔

دفعتاً گردن کی پشت پر سرد لوہا آن ٹکا۔

''اوہ یہ تو مس سن بورن کی تصویر ہے۔ کیوں مسٹر بیتن؟'' جرمن لہجے میں نسوانی آواز آئی۔ ''پریشان مت ہو' میں تمہارے ساتھ ہوں۔''

میرا وجود برفانی بُت میں تبدیل ہو گیا۔

''پارٹی ختم ہو گئی، خوب صورت لڑکے...... شاباش جلدی سے بتاؤ کہ شگوف کے ہیرے کہاں ہیں؟''

میں نے زندگی میں بارہا موت سے پنجہ آزمائی کی تھی۔ متعدد بار زیست و اجل کی کشمکش میں مبتلا ہوا تھا۔ میرے تجربے کے مطابق بچنے کا کوئی نہ کوئی امکان موجود ہوتا ہے۔

کرال نے اپنا سوال دہرایا۔ میرے پاس یہ سوچنے کا وقت نہیں تھا کہ وہ کیونکر مجھ تک پہنچی۔ گن کی نال میری گردن میں چبھ رہی تھی۔

''میں احمق نہیں ہوں۔ اگر تمہیں بتایا تو تم مجھے ہلاک کر دو گی؟''

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن ہیرے ملنے کے بعد تمہاری موت تیز اور اذیت سے عاری ہو گی۔ صرف ایک گولی۔'' وہ بولی۔

''کیا ہو گا۔ اگر میں نے نہیں بتایا۔''

''موت پھر بھی یقینی ہے...... تیز تر موت لیکن کیتھرائن کے ساتھ معاملہ دوسرا ہو گا۔''

کیتھرائن کے نام نے میرے اندر کی دنیا تہ و بالا کر دی۔ ''اس کا اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ تو اس وقت تک بے خبر تھی جب تم ہوٹل میں آئیں۔ اس کا کوئی قصور نہیں ہے۔''

''میں اپنی طبیعت سے مجبور ہوں۔ وہ دھیرے دھیرے موت کی وادی میں اترے گی۔'' کرال نے کہا۔

میں جانتا تھا کہ وہ اذیت پسندی کے معاملے پر والٹر سے زیادہ خطرناک تھی۔ ذہنی بیمار تھی۔ میری تمام خفیہ صلاحیتیں یک لخت بیدار ہو گئیں۔ میں نے دل میں مخصوص الفاظ دہرائے۔ ''میں ناقابل تسخیر ہوں۔''

کرال کے پاس گن تھی۔ مجھے معمولی سبقت حاصل تھی۔ یعنی وہ میری اصلیت سے ناواقف تھی۔ وینس میں جو کچھ ہوا، کرال نے اسے میری میرین ٹریننگ پر محمول کیا ہو گا اور کچھ قسمت پر...... اس نے سوچا ہو گا کہ ایسا دوبارہ نہیں ہو گا۔ وہ خیال رکھے گی۔ میں نے اس کے خیال کو تقویت پہنچانے کے لیے اداکاری کا فیصلہ کیا۔

''میں ہیروں کے بارے میں بتا دوں گا۔'' میں نے کہا۔ ''پلیز میری دوست کو نقصان مت پہنچانا۔ مجھ سے وعدہ کرو۔'' میری آواز میں خوف اور شکست خوردگی کا عنصر واضح تھا۔

''میں وعدہ کرتی ہوں۔'' اس نے جھوٹ بولا۔

''مم...... میں نے ہیرے چھپا دیے ہیں۔'' میری حالت دگرگوں تھی۔ میری آنکھیں کسی ہتھیار کے لیے گردش میں تھیں لیکن وہ محتاط تھی۔

''بیئر کی بوتل اٹھا کر آہستگی سے نیچے رکھ دو۔''

''یس میم۔'' میں اس کا حکم بجا لایا۔

''ہیرے کہاں چھپائے ہیں؟''

''بس اسٹیشن، لاکر میں۔''

''چابی دو۔''

''سوری، وہ ہوٹل کے کمرے میں چھپائی ہے۔''

''مجھے وہاں لے چلو۔''

''وعدہ کرو کیتھرائن کو کچھ نہیں کہو گی۔''

''میں وعدہ کر چکی ہوں۔'' اس نے جھلاہٹ کے ساتھ کہا۔ گردن پر سے گن ہٹ گئی۔ وہ گھوم کر سامنے آئی۔ میں بھیگی بلی کے مانند خوف زدہ...... اُسے تک رہا تھا۔ میری باڈی لینگویج اس کی فتح کا اعلان کر رہی تھی۔

''تمہاری بہادری کہاں گئی۔ کیا وہ صرف گرل فرینڈ کی وجہ سے تھی؟'' اس نے مضحکہ اُڑایا۔

''مم...... میں بہادر نہیں ہوں۔''

''ہاں، تم ایک گاؤدی ہو...... چلو حرکت میں آ جاؤ۔'' میں نے قدم اٹھائے اور چلتے چلتے رک گیا۔

''کیا ہوا؟''

''میری تصویر...... وہ کیتھرائن...''

کرال نے نفرت کا اظہار کیا۔ ''اٹھاؤ یہ فضول تصویر۔''

میں ڈولتا ہوا میز پر گیا اور کاغذ اٹھایا اور کراہنے لگا۔

''اب کیا ہوا؟'' وہ بولی۔

میں نے سر جھکا کے نیچے دیکھا اور خجالت سے کہا۔ ''پیشاب نکل گیا۔''

''تم انسان نہیں ایک بیمار کتے ہو۔ میری طرف گھومو۔''

گھومتے وقت میں نے ریپڈو گراف قلم اٹھالیا۔ اس کی نگاہ نیچے میری پتلون کی طرف گئی۔ یہ انتہائی قلیل وقفہ تھا جس کے دوران میں نے برق رفتاری سے قلم کی فولادی نوک اس کی دائیں آنکھ میں داخل کردی اور دباتا چلا گیا۔ ریپڈو گراف اپنی مخصوص ساخت کے باعث اندر دماغ تک اتر گیا۔ اس کا منہ کھل گیا۔ چہرے کی ساخت بگڑ گئی۔ اس کی لمبی ٹانگیں مڑیں۔ وہ میری جانب گری۔ میں نے اپنی جگہ چھوڑ دی...... اسے زمین بوس ہونے دیا۔ ریپڈو گراف چھری کے مانند آنکھ کے راستے دماغ میں اتر گیا تھا۔ اس کا جسم کچھ دیر پھڑ پھڑا کے ساکت ہوگیا۔ آنکھ سے خون بہہ رہا تھا۔

اطراف کا جائزہ لینے سے قبل میں گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اس کا سر سہلانے لگا۔ پھر امدادی انداز میں ادھر ادھر دیکھا۔ وہاں سناٹا تھا۔ میں نے قلم کھینچ لیا۔ تصویر والا کاغذ اٹھا کر جیب میں ٹھونسا۔ میں اس کی گن ساتھ رکھنا نہیں بھولا تھا۔ کچھ سوچ کر میں نے اسے اٹھا کر کاندھے پر لادا اور گھنی جھاڑیوں میں پھینک دیا۔

صبح ساڑھے پانچ بجے میں بوڈبرگ ہوٹل سے چیک آؤٹ کر گیا۔ ایمسٹرڈم کے قلب میں چائنا ٹاؤن میں ہوٹل گیلڈ رسکٹ میں چیک ان کیا۔ وہیں ناشتا کیا۔

ڈیڈ رائک عرف ناگ سے ملاقات میں آٹھ گھنٹے باقی تھے۔ اس ملاقات کے لیے مجھے حلیہ لازمی تبدیل کرنا تھا۔ دنیا کے مختلف مقامات پر کئی مرتبہ مجھے میک اپ آرٹسٹ کا سہارا لینا پڑا تھا۔ انہی میں سے ایک ''ڈومینگو فاموسا'' تھا۔ یہ کیوبن آرٹسٹ ہالینڈ میں مقیم تھا۔ وہ کاسترو آنجہانی کی خفیہ ایجنسی کے لیے کام کرتا رہا تھا۔ میں کیب کے ذریعے اس کے اسٹوڈیو پہنچا۔

میں چھ گھنٹے تک میک اپ چیئر پر بیٹھا رہا۔ اس نے اول، جیل (gel) کی مدد سے میرے بال سیدھے کر کے چپکائے۔ چہرے پر نم دار بینڈیج پلاسٹر کیا۔ یہ وقت کے ساتھ سخت ہو کر ماسک بن گیا۔ ماسک ہٹا کے اس نے پلاسٹی سین کا اضافہ کیا۔ بعدازاں چہرے پر بڑھاپے کی لکیریں اور جھریاں بنائیں...... دوسری مرتبہ اس نے نیم گرم جلاٹین استعمال کرتے ہوئے اپنے فن کا مظاہرہ کیا۔ آخر میں اس نے کانٹیکٹ لینس لگائے اور سر پر سفید وگ۔ میں نے آئینہ دیکھا تو بے ساختہ داد دی۔ میتھیو غائب ہو چکا تھا۔ آئینہ میتھیو کے دادا کی شکل دکھا رہا تھا۔ ڈومینگو نے وارڈ روب سے قدیم طرز کے تین سوٹ اور سفید شرٹس نکالیں۔ جوتے بھی پرانی طرز کے تھے۔ لباس تبدیل کر کے میں قدِ آدم آئینے کے سامنے آیا۔ کچھ کام مجھے بھی کرنا تھا۔ میں نے پوز تبدیل کیا۔ شانے ڈھلکا کر سر کسی قدر نیچے کیا۔ پشت کا بالائی حصہ بھی جھکایا۔ چال بدل کر ایک دیوار سے دوسری دیوار تک گیا۔ واپس آیا اور ڈومینگو کا شکریہ ادا کیا۔

''تم ایک سچے آرٹسٹ ہو۔'' میں نے بدلی ہوئی آواز میں کہا۔ ادائیگی میں، میں نے فیاضی کا مظاہرہ کیا تھا۔

☆☆☆

ڈیڈ رائک فون پر معقول آدمی لگ رہا تھا لیکن میں اس کی اصلیت سے بے خبر نہیں تھا۔

''اگر معیار اچھا ہے تو میں مناسب ادائیگی کروں گا۔'' اس نے کہا۔

میں آگاہ تھا کہ وہ خریدنے کے بجائے حرام خوری کرے گا۔ اس کے لیے پورا گینگ تھا...... جو اس کے نیچے کام کرتا تھا۔ کیفے کارپرشاک میں دو بجے ملاقات طے ہوئی۔ یہ سینٹرل اسٹیشن کے سامنے تھا۔ مقامی افراد کے علاوہ سیاحوں کا اجتماع رہتا تھا۔

سنجیدہ افراد کے لیے یہ اچھی جگہ تھی۔ میں ٹھیک دو بجے اندر داخل ہوا۔ سرخ رومال میری جیب سے جھانک رہا تھا۔ یہ نشانی تھی جسے دیکھ کر کونے کی میز کے ساتھ ایک آدمی اٹھ کھڑا ہوا۔ اسے پہچاننے میں کوئی دشواری نہیں ہوئی۔ بارہا اخبارات میں اس کی تصاویر شائع ہوئی تھیں۔ یہ اور بات تھی کہ وہ سلاخوں کے پیچھے کبھی نہیں گیا۔

میں ترمیم شدہ چال کے ساتھ اس کی طرف گیا اور مصافحہ کیا۔

''میں ''یانک زفار'' ہوں۔'' میں نے یورپی یہودی لہجہ اختیار کیا۔

''آپ سے مل کے خوشی ہوئی۔'' اس نے کہا۔

''کیا شاندار جگہ ہے۔'' میں نے تعریفی نظروں سے نگاہ دوڑائی۔ میرا مقصد پورا ہوگیا۔ دو آدمی بار کی جانب سے نظر رکھے ہوئے تھے اور دو فاصلے کی میز سے نگراں تھے۔

''اس کی تاریخ قدیم ہے۔'' اس نے بتایا۔

’’اوہ، کوئی تو چیز ملی...... جو مجھ سے بھی پرانی ہے۔‘‘
جواباً وہ ہنسا۔ میں نے بھی اس کا ساتھ دیا۔
اس نے بیئر کے دو جام تیار کیے۔
’’مسٹر زفار، عجیب بات ہے...... ہمارا پہلے واسطہ نہیں پڑا۔ میرا مطلب ہے ’’کاروبار‘‘ کے سلسلے میں؟‘‘
’’میں نیویارک سے آیا ہوں۔‘‘ میں نے کہا۔ ’’میں ’’ڈائمنڈ ڈسٹرکٹ‘‘ میں کام کرتا تھا۔ پندرہ برس قبل ریٹائر ہو گیا تھا لیکن میرے دوست کو میری ضرورت ہے۔ وہ غیر متوقع طور پر ہیرے لے کر آیا تھا۔ تاہم وہ سودے بازی میں کچا ہے۔‘‘
وہ مسکرایا۔ اس کی عمر پچاس سے کم تھی۔ بال سیاہ اور ناک شکرے کے مانند...... ’’حال ہی میں، میں نے ایک جوان آدمی کے بارے میں سنا تھا جس کے پاس ہیرے ہیں...... کیا میں دیکھ سکتا ہوں؟‘‘
’’فی الحال میں صرف نمونہ لایا ہوں۔‘‘ میں نے مخملی پاؤچ نکالا۔ ’’اس میں تیس عدد ہیرے ہیں۔‘‘
اس نے پاؤچ میں انگلیاں ڈال کر چھیڑ چھاڑ کی۔ ایک ہیرا نکال کے جوہری کے مخصوص آلے سے آنکھ کے قریب لا کے دیکھا...... اس طرح اس نے دس ہیروں کو جانچا۔
’’نائس...... باقی کہاں ہیں؟‘‘
میں نے اسے فوٹو دکھائے۔ جو میں نے نیویارک میں اتارے تھے۔ تمام ہیرے شیشے کے شفاف جار میں تھے۔
’’شاندار۔‘‘ اس نے فوٹو دیکھ کر تبصرہ کیا۔ ’’افواہیں گردش میں ہیں کہ شاید یہ ہیرے میری مقابل پارٹی کے ہیں۔‘‘
’’یہ میرے کلائنٹ کے ہیں۔ اگر تمہیں دلچسپی نہیں ہے تو میں تمہاری مخالف پارٹی کو فروخت کر دیتا ہوں۔‘‘
’’تم ایسا نہیں کر سکتے۔‘‘ اس نے کہا۔ ’’اگر تم نے کوشش کی تو وہ تمہیں ہلاک کر دیں گے۔ الفاظ سفر کرتے ہیں۔ روسیوں کو چرائے ہوئے ہیروں کو تلاش ہے۔‘‘
میں کھڑا ہو گیا۔ ’’میں مسٹر ٹوم ایک خریدار کی تلاش میں آیا تھا۔ ظاہر ہے میں غلطی پر تھا۔‘‘
’’بیٹھ جاؤ۔‘‘
’’میں پہلے ہی وقت ضائع کر چکا ہوں۔‘‘
’’پلیز، بیٹھ جاؤ۔‘‘
میرے بیٹھنے پر وہ بولا۔ ’’مسٹر زفار میں گستاخی کا مرتکب نہیں ہو رہا تھا۔ میں یہ بتانا چاہ رہا تھا کہ روسیوں نے خریداروں کو تنبیہ کی ہے اگر تمام ہیرے ایسے ہی ہیں، جو میں نے دیکھے پھر میری طرف سے پانچ ملین امریکی ڈالرز کی آفر ہے۔‘‘
’’مسٹر ڈیڈ رائگ، میں اچھا فوٹو گرافر نہیں ہوں۔ ہیرے جیسے نظر آ رہے ہیں، اس سے کہیں بہتر ہیں...... تیرہ ملین۔‘‘
اس نے پلک نہیں جھپکائی۔ میں نے بیئر کی چسکی لی۔ ’’لیکن میں جلدی فروخت کرنا چاہتا ہوں۔ اس لیے دس ملین بھی چلیں گے۔‘‘
’’چھ ملین۔‘‘ اس نے جواب دیا۔
میں نے نفی میں سر ہلایا۔ ’’میرے کلائنٹ کو کم از کم بھی نو ملین ملنے چاہئیں۔‘‘
’’تمہارا کلائنٹ بہت خوش ہو گا...... اگر روسی اس تک نہیں پہنچ سکے۔ فائنل آفر...... سات ملین۔‘‘
’’میں نو پر ہوں، تم سات پر...... آٹھ پر طے کر لو۔‘‘
’’سات ملین بہت ہیں، ہاں یا نہ؟ بیئر میری طرف سے۔‘‘
’’یہ چرانے والی بات ہوئی۔ تمہاری قسمت۔ مجھے واپس جانا ہے۔ آج رات ڈیل کرتے ہیں۔‘‘ میں نے کہا۔ ’’میں رقم یورو کرنسی لوں گا...... نوٹ...... تمہیں معلوم کہ سات ملین ڈالرز کے کتنے یورو ہوں گے اور ان کا وزن کتنا ہو گا۔ کیا میں اٹھا پاؤں گا؟‘‘ میں جھوٹ بول رہا تھا۔ یہ ایک ملین اور چون پاؤنڈز کے برابر تھے۔ بوڑھے آدمی کے لیے یقیناً اتنا وزن لے کر چلنا مشکل تھا۔
ڈیڈ رائگ نے شانے اچکائے۔ کرنسی کوئی بھی ہو اسے پروا نہیں تھی۔ غالباً وہ منصوبہ بنا رہا تھا کہ رقم دے کر ہیرے قابو کرے گا پھر رقم بھی چھین لے گا۔
’’ہاں آج رات ٹھیک ہے۔‘‘ اس نے ڈیل کے لیے ایک بار کا نام لیا۔
میں نے نفی میں سر کو جنبش دی۔ ’’خریدار کو ہی احتیاط کی ضرورت نہیں ہوتی۔ فروخت کنندگان کو بھی خیال رکھنا پڑتا ہے...... پرائیوسی کی ضرورت نہیں ہے۔ مقام ایسا ہو جہاں سناٹا نہ ہو۔ کیا خیال ہے اگر ہم دونوں بحری سفر کے دوران مون لائٹ ڈنر پر رقم اور ہیروں کا تبادلہ کریں۔ جھیل کے ساتھ...... میں بوٹ پر ہوں گا۔ جو پرنس، ہیمنڈ ریکیٹ ڈاک سے ساڑھے سات بجے نکلے گی۔ اور تم اکیلے آؤ گے۔‘‘

''منظور ہے اور تم بھی اکیلے ہو گے۔''

☆☆☆

میں کیفے کارپرشاک سے نکلا تو وہ دو آدمی تعاقب میں تھے۔ جو بار سے ہم دونوں کا جائزہ لے رہے تھے۔ گھوسٹ ایک منٹ کے اندر ان سے جان چھڑا لیتا...... لیکن ایک بوڑھا مجہول شخص ایسا کرتا تو شکوک و خدشات پیدا ہو جاتے۔ مجھے کوئی اور فریبی انداز اختیار کرنا تھا۔ میں نے ایک ٹیکسی لی...... ڈرائیور کو ہدایت دی کہ انٹرکانٹی نینٹل ایمسٹل ہوٹل چلے۔

''رفتار کم رکھنا۔'' میں نے کہا۔ ''میں مناظر دیکھنا چاہتا ہوں۔'' ڈیڈ رانک کے آدمی سہولت کے ساتھ دوسری ٹیکسی میں پیچھے آرہے تھے۔ ہوٹل ایمسٹل سے میں خوب واقف تھا۔ ماضی میں ایک ''جاب'' نمٹانے کے لیے مجھے وہاں آنا پڑا تھا، یہ وہاں کی ایک تاریخی اور شاندار عمارت تھی۔

ٹیکسی وہاں رکی تو وردی میں ملبوس مونچھوں والے دربان نے ٹیکسی کا دروازہ کھولا۔ میں اُسے پہچان گیا۔ ''رنجر۔'' میں نے اس کا نام لیا۔ ''تم ہمیشہ میرے ساتھ بہت مہربانی سے پیش آتے ہو۔ تمہیں یاد ہے نہ میرا نام...... یاشک زفار۔ گزشتہ موسم گرما میں تم نے میرا بہت خیال رکھا تھا۔'' میں نے اسے بولنے کا موقع نہیں دیا۔ ''تمہیں دوبارہ دیکھ کر خوشی ہوئی۔'' وہ مجھے سہارا دے کر باہر نکال رہا تھا۔ ظاہر ہے میرے حلیے کے باعث وہ مجھے پہچاننے سے قاصر تھا۔ میں نے فی الفور سو یورو کا نوٹ اس کے ہاتھ پر رکھا۔ سو یورو اس کی توقعات سے کہیں زیادہ تھے۔

''خوش آمدید مسٹر زفار۔ کیا آپ کے پاس بیگ ہیں؟''

''نہیں، میں کل رات چیک ان ہوا تھا۔ تاہم اگر تمہیں پریشانی نہ ہو تو ایک چھوٹا سا کام کرو۔''

''کیوں نہیں۔'' اس نے نوٹ جیب میں رکھا اور مجھے سرخ کارپٹ والی سیڑھیوں پر لایا۔

''جیسا کہ تم جانتے ہو کہ میں ایک قلمکار ہوں۔ یہاں میں اپنی نئی کتاب کی رونمائی کے لیے آیا ہوں لیکن میرے کچھ مداح بعض اوقات دردِسر بن جاتے ہیں۔ تم دیکھ رہے ہو ان دونوں کو جو ٹیکسی سے اتر رہے ہیں؟''

''یس سر، کیا وہ آپ کو پریشان کر رہے ہیں؟''

''بہت زیادہ۔ شہرت بھی بُری چیز بن جاتی ہے۔ کام بھی تھکا دینے والا ہے۔ ان شریر بچوں کو اس وقت تک روکو۔ جب تک میں اپنے کمرے میں نہیں چلا جاتا۔ میں سونا چاہتا ہوں۔''

''سر فکر نہ کریں۔ چند منٹ کیا...... میں ان کو گھسنے ہی نہیں دوں گا۔'' دربان نے کہا۔

میں نے ایک بار پھر ستائش کی اور مدھم رفتار سے سیڑھیاں طے کرنا شروع کیں۔

کن انکھیوں سے دیکھا۔ رنجر دونوں کی راہ میں دیوار بن گیا تھا۔

''کیا تم لوگ رجسٹرڈ ہو؟'' اس کی آواز آئی۔

''راستے سے ہٹو۔'' ایک بدمعاش نے اسے دھکیلا۔ تاہم ڈھائی سو پاؤنڈ وزنی دربان کو ہٹانا آسان نہیں تھا۔ اس نے بھی جوابی دھکا دیا۔ دوسرے بدمعاش نے پنچ مارا۔ میں سیڑھیوں سے ہٹ کر لابی میں آگیا۔ مڑ کر دیکھا۔ دربان کی باچھوں پر خون تھا لیکن وہ ڈٹ گیا تھا۔ سیٹی بجاتے ہوئے اس نے ایک کو بانہوں میں جکڑ لیا۔ معاً دو دربان اور دو بیل مین نمودار ہوئے اور داخلے کا راستہ میدانِ جنگ بن گیا۔

میں تیز رفتاری سے عقبی راستے کے ذریعے ہوٹل کے باغ میں نکل آیا۔ وہاں سے نکلا تو قریبی دریا کے ساتھ چلتا ہوا دائیں جانب مڑا اور دوسری ٹیکسی پکڑی۔ ٹیکسی کا رخ چائنا ٹاؤن کی طرف تھا۔ کسی دن میں پھر آؤں گا...... گیتھرائن کے ہمراہ اور دربان کو بھاری ٹپ دوں گا۔ میں نے دل میں کہا۔

☆☆☆

ڈیڈ رانک نے اپنے کارندوں کو حکم دیا ہوگا کہ کمرے تک جائیں اور کہانی وہیں ختم کر کے آئیں۔

میں ڈاکیارڈ پر دو گھنٹے پہلے پہنچ گیا تھا اور ٹکٹ لے کر بوٹ پر چلا گیا۔ ڈائننگ ایریا شیشے کا بنا تھا۔ چند جوڑے وہاں مرضی کی میز منتخب کرنے کے لیے پہلے سے موجود تھے۔ میں نے کچن کے گھومنے والے ڈور کے قریب ایک چھوٹی میز پر قبضہ جمایا۔ یہ کونے میں تھی۔ جہاں سے میں ڈاک، گینگ پلینک اور ڈائننگ روم کے تمام مناظر دیکھ سکتا تھا۔ میں نے بار پر کلب سوڈا کا آرڈر دیا اور انتظار کرنے لگا۔

سوا سات بجے میں نے ڈیڈ رانک کو ''ڈاک'' پر دیکھا۔ وہ سیاہ جین اور چرمی جیکٹ میں ملبوس تھا۔ کندھے پر ایک ڈفل بیگ تھا۔ مجھے یقین تھا کہ وہ رقم ضرور دکھائے گا۔ تاہم وہ منصوبہ بنا کر آیا ہوگا کہ میں بوٹ سے اترنے نہ پاؤں۔ اس نے ٹکٹ خریدا تھا لیکن نیچے ہی کھڑا تھا۔ کچھ دیر

بعد میں نے ان آدمیوں کو دیکھا جو کیفے میں نظر آئے تھے۔ ڈیڈ رانک سے میری پہلی ملاقات پر...... انہوں نے ٹکٹ خریدا اور ڈیڈ رانک سے چند گز کے فاصلے پر کھڑے ہو گئے۔ دونوں ڈیڈ رانک سے انجان نظر آرہے تھے۔ دونوں سگریٹ نوشی کرتے ہوئے بات چیت کر رہے تھے۔ بالآخر وہ دونوں نظر آئے جنہوں نے میرا ہوٹل ایمسٹل تک پیچھا کیا تھا۔ ان دونوں نے ٹکٹ نہیں خریدا۔

سات پچیس پر ڈیڈ رانک نے اشارہ کیا اور دو بدمعاش اوپر آگئے۔ دونوں کی نظریں ڈائننگ روم کو کھنگال رہی تھیں۔ جلد ہی انہوں نے مجھے تاڑ لیا۔ ایک نے دوسرے کو موہوم اشارہ کیا جس نے سیل فون پر نمبر ملایا...... میں ڈیڈ رانک کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے فون اٹینڈ کیا۔ مسکرایا اور بوٹ کی طرف بڑھا۔ بلاشبہ وہ مجھے ایک آسان شکار سمجھ رہا تھا...... بلکہ احمق۔

☆☆☆

کچھ دیر بعد بوٹ حرکت میں آئی۔ وہ ڈائننگ روم میں رکا پھر میری جانب متحرک ہوا۔ ''زفار!'' اس نے ہاتھ بڑھایا۔ میں نے مسکراتے ہوئے ہاتھ ملایا۔

''اچھی جگہ ہے۔'' وہ بولا۔ ''رش ہے لیکن مزہ آئے گا۔ کھانا بھی اور کاروبار ساتھ ساتھ......''

''تم ناگ نہیں، کچھوے ہو۔'' میں نے دل میں کہا۔

کچھ دیر عام سی گفتگو ہوئی پھر میں نے ہیروں کا بیگ میز پر رکھ دیا۔ ڈیڈ رانک نے بیگ اپنی طرف کیا اور اپنا بڑے سائز کا بیگ میری جانب...... میں نے اسے کھول کر دیکھا۔ اودے رنگ کے پانچ سو والے یورو نوٹ تھے۔

''گنتی کرو گے؟''

''ہاں۔'' میں نے جواب دیا۔ ''میں چند منٹ میں آتا ہوں۔ اس دوران تم ہیرے دیکھ لو۔'' میں اٹھ کر مردانہ ٹوائلٹ کی جانب چل دیا جو مخالف سمت میں تھا۔ تاہم ڈیڈ رانک اپنی میز سے وہاں دیکھ سکتا تھا۔ مجھ کو رقم گنتی نہیں کرنی تھی۔ اسے ہیرے مل گئے تھے اور میرے پاس وقت کم تھا۔ میں نے ٹوائلٹ لاک کیا۔ بیگ فرش پر رکھا اور زیریں خلا سے رینگ کر ملحقہ ٹوائلٹ میں چلا گیا۔ وہاں میں کموڈ کے ڈھکن پر اکڑوں بیٹھ گیا۔

بیس سیکنڈ بعد جھری سے میں نے ڈیڈ رانک کے کارندوں کو آتے دیکھا۔ انہوں نے دوسرے ٹوائلٹ کو نظر انداز کر دیا جو بظاہر خالی پڑا تھا۔ پہلے والے میں نیچے سے بیگ کی جھلک دکھائی دے رہی تھی۔ سائیلنسر لگی گنوں سے انہوں نے وہاں اوپر تلے آٹھ دس گولیاں برسائیں۔ جہاں بیٹھ کر میں رقم گن رہا تھا۔ پھر ایک نے لات مار کر دروازہ توڑا۔ بلاشبہ خالی ٹوائلٹ دیکھ کر ان کی حالت دیدنی رہی ہوگی۔ تاہم میرے پاس تاثرات کے مشاہدے کا وقت نہیں تھا۔ میں کموڈ کے ڈھکن پر کھڑا ہو گیا۔ ایک ایک گولی میں نے دونوں کے سر میں بٹھائی۔ میں نے عمداً گن کے ساتھ سائیلنسر نہیں رکھا تھا۔ فائرنگ نے وہاں بھگدڑ مچا دی۔ میں نے تیزی سے پارٹنر کو سگنل دیا۔ میں اکیلا نہیں تھا۔ میں بیگ اٹھا کر بھاگا۔ ڈیڈ رانک اچھلا۔ ایک لمحے کے لیے وہ بوکھلا گیا تھا۔ دوسرے لمحے میں اس نے مجھے بھاگتے دیکھا۔ ظاہر ہے اس وقت میں جوانوں کے مانند بیگ لیے بھاگ رہا تھا۔

دوسری جانب پبلک کے لیے کوئی جائے پناہ نہیں تھی۔ حد سے حد ڈیک یا برج تک جا سکتے تھے۔ ڈیڈ رانک کے پوری طرح سنبھلنے سے پہلے میں بھیڑ سے ٹکرایا۔ ایک آدمی نیچے گرا۔ ڈیڈ رانک ایک ہاتھ میں بیگ اور دوسرے میں گن لیے میرے پیچھے تھا۔ اس صورت حال نے اس کا سرکٹ اڑا دیا تھا۔ وہ فائرنگ کرنے لگا۔ شیشے ٹوٹنے لگے۔ شور شرابے میں کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ میں ڈاج دیتا، راستہ بناتا اڑا جا رہا تھا۔

ڈیڈ رانک خوش فہمی میں تھا کہ میں بوٹ سے کہاں بھاگوں گا جبکہ میں مطمئن تھا۔ آگاہ تھا کہ میری راہِ فرار کس جانب ہے...... متعین کردہ مقام سے میں نے اندھی چھلانگ لگائی۔ نیچے کناؤ نامی پارٹنر میرا منتظر تھا۔ میں کمبلوں کے طویل ڈھیر پر گرا۔

''کیا ہوا؟'' وہ چلایا۔ اور تین سو ہارس پاور کی بوٹ اسٹارٹ کی۔

''کچھ نہیں...... خون خرابا ہو گیا۔''

''یہ تو ہوتا ہے۔'' اس نے کہا اور رفتار بڑھاتا چلا گیا۔

کناؤ میرا امیرین کا پرانا ساتھی تھا۔ جس کا سینہ میڈلز سے سجا تھا لیکن وہ ریئل اسٹیٹ کے ٹائیکون کی بیٹی سے شادی کر کے ہانگ کانگ چلا گیا۔ تاہم اپنی خواہش کے برعکس اسے پھر میدانِ جنگ کا رخ کرنا پڑا۔ پانچ برس مزید اس نے وہاں گزارے۔ پانچ مرتبہ زخمی ہوا۔ دوسری مرتبہ نکلا تو اس نے ہالینڈ میں سکونت اختیار کرنے کا فیصلہ کیا۔

میں ڈیک کے زیریں حصے میں موجود کمرے میں گیا۔ میک اپ ختم کیا۔ اپنا ریڈ اوکسی بیگ نکال کر لباس

تبدیل کیا۔

ڈیک پر واپس آیا۔ کناؤ بوٹ کو ڈاک پر لگا چکا تھا۔ ہم دونوں اتر کر اس کی کار میں بیٹھ گئے۔ دونوں بیگ میرے ساتھ تھے۔

''کہاں؟'' اس نے سوال کیا۔

''وجس ٹرا میں ایک بینک ہے، وہاں ڈپازٹ کرنا ہے۔''

''نو بج رہے ہیں۔ بہرحال یہاں کام ہو جائے گا۔''

بینک، انڈونیشین ریسٹورنٹ کے ساتھ ایک مصروف سڑک پر تھا۔ وجس ٹرا بذاتِ خود شہر کے قلب میں تھا۔ میں نے ڈفل بیگ کی زپ کھینچی اور نوٹوں کا بنڈل نکالا۔

''جناب میں کرائے کا فوجی نہیں ہوں۔'' وہ بولا۔

میں جانتا تھا کہ ضد کرنا بے معنی تھا۔ میں شکریہ ادا کر کے کار سے اتر گیا۔

''تمہارا کام ہو جائے گا۔ میں یہیں انتظار کر رہا ہوں۔'' کناؤ نے کہا۔

بینک کا ڈبل گلاس ڈور لاک تھا۔ میں نے بیل بجائی۔ ایک نوجوان نے ڈور کھولا۔ ''ہم منتظر تھے۔ آپ میتھیو بینن ہیں؟''

''یس۔''

یہاں پرانی روایت زندہ تھی۔ ''ہم ان کے لیے ہر وقت کھلے ہیں جو بھاری رقم لے کر آتے ہیں۔''

اس نے اپنا تعارف کرایا اور مجھے اندر ایک عمر رسیدہ آدمی کے پاس لے گیا جس نے قیمتی سوٹ زیب تن کیا ہوا تھا۔ نوجوان آدمی نے سینئر آدمی کا تعارف کرایا۔

کیشیئر ایک لڑکی تھی۔ خوب صورت چہرہ، دلکش مسکراہٹ...... مجھے ہاتھوں ہاتھ لیا گیا تھا۔ بنیادی وجہ غیر معمولی رقم تھی۔ لڑکی نے بیگ سے بنڈل نکال کر میز پر سیٹ کیے اور مشین کے ذریعے گنتی شروع کی۔

''کیا تمام رقم ڈپازٹ کریں گے؟'' لڑکی نے تشکی نظروں سے دیکھا۔

''اسّی ہزار یورو الگ کر دیجیے۔''

''اوکے۔'' اسّی ہزار، بینک کے خاکی لفافے میں میرے حوالے کر دیے گئے۔ کاغذی کارروائی کے بعد میں باہر آ گیا۔

''یار میں ٹیکسی کر لوں گا۔'' میں نے کناؤ سے کہا۔

''بیٹھ جاؤ، نخرے مت کرو۔'' وہ بولا۔ ''رخ ائرپورٹ کی طرف تھا۔

☆☆☆

نیویارک کے لیے اگلی فلائٹ دوسرے روز دوپہر دو بجے سے پہلے نہیں مل سکتی تھی۔ طویل انتظار ممکن نہیں تھا...... شاید دولت تمام تر خوشیاں اور سکون مہیا نہیں کر سکتی۔ تاہم زندگی ضرور بدل دیتی ہے۔ کناؤ مجھے جنرل ایوی ایشن سینٹر لے گیا۔ دو منٹ بعد میں کیپٹن ڈان کے ساتھ ٹارمک سے نکل رہا تھا۔ کیپٹن ڈان، جیٹ 900EX (فالکن) کا پائلٹ تھا۔ چارٹرڈ جیٹ تک پہنچتے پہنچتے میں اس کے بارے میں کافی کچھ جان چکا تھا۔ وہ بطور پائلٹ تیس سال سے کام کر رہا تھا۔ ہمارا سودا ساٹھ ہزار فی گھنٹہ ڈالرز میں طے ہوا۔ میں نے اسے کیش ادائیگی کی۔

کو پائلٹ، کاک پٹ میں تھا۔ ''کہاں اتریں گے؟''

''انچاس ہزار ڈالرز کے عوض...... میں بلیکر اور پیری کے کونے میں ویسٹ ولیج، یعنی ٹیٹر بورو کو ترجیح دوں گا۔''

دونوں ہنس دیے۔ ''گڈ چوائس۔'' یہ نیوجرسی میں کارپوریٹ اور پرائیویٹ جیٹس کے لیے ایک چھوٹا سا ائرپورٹ تھا۔ کسٹم کی بھی رسمی کارروائی تھی۔

''مسٹر بینن آپ کے لیے جیٹ میں چودہ نشستیں ہیں۔'' کیپٹن نے کہا۔ ''افسوس، مسافر ایک ہے۔''

میں نے مسکراہٹ پر اکتفا کیا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ مسافر دو ہیں۔ ایک بینن اور دوسرا گھوسٹ۔ اور شکوف دونوں کو ختم کرنے کے لیے پُرعزم تھا۔ ڈیڈ رانک کی باتوں سے میں نے اندازہ لگایا تھا کہ جلد یا بدیر روسیوں کو ہیروں کی فروخت کا علم ہو جائے گا۔ نیم پاگل شکوف آگاہ ہوگا کہ ہیرے فروخت کر کے میں دنیا میں کہیں بھی جا سکتا ہوں۔ اگر واپس آیا تو کم از کم نیویارک میں اترنے کی غلطی نہیں کروں گا۔

مجھے واپس آنا تھا۔ کیتھرائن کا دل جیتنے کے لیے۔ نئی زندگی شروع کرنے کے لیے۔ زندگی کا تیسرا موڑ...... دوسرا موڑ وہ تھا جب ڈیڈی نے مجھے یہ خونی راستہ دکھایا تھا۔ تمام تر خطرات کے باوجود مجھے واپس آنا تھا۔ میرا فیصلہ حتمی تھا۔ کیتھرائن کی محبت نے مجھے بدل دیا تھا اور وہ غیر محفوظ تھی۔

کیا ہونے والا تھا، کتنے امکانات تھے...... سوالات تھے...... میں بے خبر تھا۔ تاہم میرا مقصد واضح تھا۔

فالکن آدھی رات کے لگ بھگ ٹیٹر بورو پر لینڈ کر گیا۔ واچ لسٹ پر میرا نام نہیں تھا۔ کسٹم اور امیگریشن ایجنٹ نے میرا پاسپورٹ چیک کیا۔ اس پر مہر لگائی اور جمائی لیتے

ہوئے سوال کیا۔ ''میں پیرس، وینس اور ایمسٹرڈم کیوں گیا تھا؟''

''میں ایک آرٹسٹ ہوں۔ ٹور پر گیا تھا۔'' میں نے جواب دیا۔

اس نے سر ہلاتے ہوئے پاسپورٹ واپس کیا۔ اس کا دھیان اس طرف نہیں گیا کہ میں کون سا اس صدی کا عظیم آرٹسٹ ہوں جو چارٹرڈ طیارے پر گھوم رہا ہے...... میں ٹیکسی لے کر اپنے علاقے سے کچھ دور اتر گیا۔ اپارٹمنٹ تک کا سفر پیدل کیا۔ جوں جوں میں قریب ہو رہا تھا، میری احتیاط بڑھتی جا رہی تھی۔ نظریں ہر شے کا ایکسرے کر رہی تھیں۔ تاہم میں نے کوئی غیر معمولی بات محسوس نہیں کی۔

اپارٹمنٹ کی عمارت پر کیمرے کی طرف دیکھ کر میں نے بیل بجائی۔ دروازہ کھلنے پر میں سیڑھیاں طے کرنے لگا۔ سب کچھ ویسا ہی تھا جیسا میں چھوڑ کر گیا تھا۔ یورو کا بیگ نیچے رکھ کر میں نے کرال کی گن نکالی اور دروازہ کھولا۔ ہو پر کی میاؤں میاؤں سنائی دی۔ میں نے دروازہ عقب میں بند کیا۔ تاہم ناکام رہا۔

میں ناکامی پر پلٹا۔ وہ تین تھے۔ سر سے پاؤں تک مسلح۔

''واپسی مبارک ہو۔'' تینوں اندر آ گئے۔

☆☆☆

''خوشی ہوئی تمہیں دیکھ کر۔'' میں نے کہا۔

اسٹیونز، وارن اور بنجامن...... میرین کور...... ہم بوٹ کیمپ میں ملے تھے۔ ٹریننگ ساتھ کی اور شانہ بہ شانہ رزم آرا ہوئے۔ جب میں نے گھوسٹ بننے کا فیصلہ کیا تو ادراک ہوا کہ خونخوار پیشے میں تنہائی بہتر نہیں۔ نہ ہی میں ان تینوں کے علاوہ کسی پر بھروسا کر سکتا تھا۔ تینوں میرے بہترین دوست تھے۔ جاں نثار۔ میں نے آغاز ہی میں ان کو اپنی پشت پر نظر رکھنے کے لیے ہائر کیا۔ وہ پانچویں منزل پر مستقل میرے اپارٹمنٹ کے ساتھ رہتے تھے۔ ہم آپس میں گلے ملے۔

''تم خوش قسمت رہے۔ ہم نے تو اُڑا دینا تھا۔ تم نے بتایا کیوں نہیں کہ آ رہے ہو؟'' بنجامن نے کہا۔

''میں دن میں تمہارے دروازے پر آتا لیکن تمہیں کیونکر علم ہوا؟''

''تم نے خاموش الارم پر پاؤں رکھا تھا۔''

''نہیں، میں ایسا نہیں کر سکتا۔'' میں نے اظہارِ حیرت کیا۔

''سوری باس۔'' اسٹیونز نے کہا۔ ''ہم نے ایک نیا الارم تیسری منزل کی لینڈنگ پر نصب کیا تھا جس دن تم روانہ ہوئے اسی دن ایک مشکوک حسینہ وارد ہوئی تھی۔ ہمارے خیال میں اس کی آمد دوبارہ متوقع تھی۔''

''اس کا حلیہ؟'' میں نے سوال کیا۔

اسٹیونز نے جیب سے ایک تصویر نکالی۔ جو کلوزڈ سرکٹ کیمرے کی کارستانی تھی۔

''یہ مارتا کرال ہے۔'' میں نے بتایا۔

''وہ کہہ رہی تھی کہ تمہاری آرٹ ٹیچر ہے۔''

''میں نے اسے چند اسباق پڑھا دیے ہیں۔ زندگی میں دوبارہ نظر نہیں آئے گی۔ وہ فائنل ہار چکی ہے۔''

تینوں میں سے کسی نے پلک نہیں جھپکائی۔ مارو یا مر جاؤ، یہ چیز ان کے ڈی این اے میں شامل تھی۔

''اس کی جھلک کے بعد سے ہم زیادہ ہی الرٹ تھے۔''

''ٹھیک تھے۔ کرال کی ذمے داری تھی کہ مجھے ختم کر دے لیکن چند نئے دشمن پیدا ہو گئے ہیں۔''

''کیپٹن، پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔ کوئی یہاں نہیں آ سکتا۔'' بنجامن نے کہا۔ ''کہانی کیا ہے؟''

میں نے اختصار سے بتایا۔ والٹر، شگوف، ہیرے، پیرس، وینس، ایمسٹرڈم، کرال اور...... کیتھرائن۔

''کیتھرائن کہاں ہے؟''

''وینس سے نیویارک آنا چاہیے اُسے...... کرال سے نمٹنے کے بعد میں نے کئی بار رابطے کی کوشش کی لیکن جواب نہیں ملا۔ شاید وہ کترا رہی ہے۔''

''روسی مافیا، تم تک پہنچنے میں ناکام رہی تو وہ اس کے پیچھے جائیں گے۔'' وارن نے کہا۔

''ٹھیک کہہ رہے ہو اسی لیے میں یہاں آیا کہ وہ میرے پیچھے آئیں۔'' میں نے سیل فون نکالا اور نمبر پنچ کیے۔ وقفے کے بعد اونگھتی ہوئی آواز آئی۔ ''شگوف۔''

''گھوسٹ بات کر رہا ہوں۔''

آواز کی غنودگی یک دم ہوا ہو گئی۔ ''کہاں ہو تم؟ ہیرے کہاں ہیں؟''

''میں ایمسٹرڈم میں ہوں اور ہیرے نیویارک میں۔''

''کہاں پر؟''

''میتھیو ہینٹن کے پاس...... وہ اناڑی تھا۔ فروخت نہیں کر سکا۔ میرے پہنچنے تک ڈر کے بھاگ گیا۔''

''اب وہ کہاں ہے؟''
''اپنے اپارٹمنٹ میں چھپا بیٹھا ہوگا۔'' میں نے کہا۔
جواب میں شکوف نے انوکھی گالی ایجاد کی۔
''آرام سے رہو۔ میں بھی نکل رہا ہوں۔''
''میں منتظر ہوں۔'' وہ بولا۔ رابطہ منقطع ہوگیا۔
''لڑکو تیار ہو جاؤ، روسی آرہے ہیں۔''

☆☆☆

شکوف کے فون کی گھنٹی بجی۔ اس نے دانت پیستے ہوئے فون اٹینڈ کیا۔
''ہیلو، پرنس، میں کال کرنے......''
''وہ مجھے لینے آرہے ہیں۔'' پرنس چلّایا۔
''کون؟''
''کون آسکتا ہے؟ سنڈیکیٹ کے آدمی...... انہیں جواب درکار ہے۔''
''لیکن......''
''ہیرے کہاں ہیں؟'' پرنس آپے سے باہر ہو رہا تھا۔
''ہم کام کر رہے ہیں۔ بس ذرا خرابی پیدا ہوگئی۔''
''کیسی خرابی؟''
''کرال ماری گئی۔ وہ بیفن تک پہنچ گئی تھی جس نے اسے ہلاک کر دیا۔'' شکوف نے فون کان سے ہٹایا۔ پرنس، کرال، بیفن اور شکوف تینوں کو فحش گالیوں سے نواز رہا تھا۔
''پرنس، صورتِ حال بگڑی نہیں ہے۔ گھوسٹ کی کال آئی تھی۔ بیفن ہیروں سمیت ناکام واپس آگیا ہے۔ چند گھنٹوں میں ہیرے آپ کی دسترس میں ہوں گے۔''
''میں اور نتالیا، اس وقت ائرپورٹ پر ہیں۔ سنڈیکیٹ نے بلایا ہے۔ نساؤ جائیں گے، وہاں کیا ہوگا، بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہیرے لاؤ۔ اگر اس نے فروخت کر دیے ہیں تو رقم لاؤ۔''
''پرنس میں وعدہ کرتا ہوں۔'' شکوف نے کہا۔
پرنس نے رابطہ ختم کر دیا۔ شکوف کا ہاتھ واڈکا کی بوتل کی جانب گیا۔ اس کی ٹاپ لسٹ پر پانچ پروفیشنل تھے۔ تین ''بزنس'' پر ملک سے باہر تھے لیکن ایک جمیکن اور دوسرا سسی لین...... دونوں مہیا تھے۔ اس نے ٹیم بنانے کا فیصلہ کیا۔ دونوں سے بات کر کے اس نے بن زیٹی کا نمبر ملایا اور اسے پروگرام سے آگاہ کرتے ہوئے کرال کے بارے میں بتایا۔ جواباً بن زیٹی نے جھوٹا اظہارِ افسوس کیا اور مطالبہ کیا کہ وہ اور رائس بھی اتنا معاوضہ لیں گے جتنا جمیکن اور سسی لین کو دیا جائے گا۔ شکوف نے مالی حالت کا رونا رویا تو بن زیٹی نے آنکھیں پھیر لیں۔
''او کے، تمہیں سستے مزدور بھی مل جائیں گے۔ گڈ بائے۔''
''او کے، او کے۔'' شکوف نے انہیلر اٹھایا۔ ''لیکن وقت کم ہے۔''
''کوئی بات نہیں۔ وہ ایک معمولی اسٹوڈنٹ ہے۔''

☆☆☆

نساؤ، بہاماس میں تھا۔ پرنس اور نتالیا جیٹ بلیو فلائٹ میں وہاں پہنچے۔ اٹلانٹس میں سنڈیکیٹ نے سوئیٹس کا پورا بلاک کرائے پر لیا ہوا تھا۔ اٹلانٹس ریزارٹ، سحر تھا، خیرہ کن تھا۔ جنت بنظیر تھا...... ڈزنی لینڈ... سی ورلڈ اور لاس ویگاس تینوں کا مجموعہ تھا۔
دونوں کو ائرپورٹ سے ایک لیمو میں اوشین کلب میں لایا گیا۔ پیراڈائز آئی لینڈ کا اوشین کلب اپنی نوعیت کا واحد کلب تھا۔
''نیویارک سے نکلنے کے بعد تم نے اب تک صرف چند الفاظ کہے ہیں۔'' پرنس نے کمرے میں تنہائی میسر آتے ہی سوال کیا۔
''کیا کہنا ہے؟'' وہ بولی۔ ''ہم یہاں تفریح پر نہیں بلکہ بازپرس کے لیے بلائے گئے ہیں...... دھوکا دینے والا والٹر تھا۔ تم نے اسے پکڑا۔ تم نے اسے ٹھکانے لگوایا۔''
لیکن دونوں جانتے تھے کہ یہ آدھا سچ ہے۔ سنڈیکیٹ کو فوراً مطلع کر کے ہیرے واپس کرنے تھے جس میں وہ اب تک ناکام رہے۔ والٹر ہلاک ہو چکا تھا۔ ہیرے غائب تھے۔ سزا پرنس کو بھگتنی تھی۔
''پاپا، وہ تمہیں مار دیں گے۔'' وہ سسک پڑی۔
''سب ٹھیک ہو جائے گا۔'' پرنس نے کھوکھلا وعدہ کیا۔ ''میں شکوف کے ذریعے رقم دے دوں گا۔ انہیں ہیرے یا رقم سے مطلب ہے۔''
''نہیں، پاپا نہیں۔ وہ مار دیں گے۔ ہمیں بھاگ جانا چاہیے۔''
''نہیں ہم بھاگ نہیں سکتے۔''
نتالیا رو رہی تھی۔

☆☆☆

اٹلانٹک ریزارٹ کے رائل ٹاورز میں بارہ سو ایک کمرے تھے۔ بارہ سو کے بعد اکلوتا برج سوئٹ دس کمروں پر مشتمل تھا۔ اس کی شان تصور سے پرے تھی۔ دنیا کا مہنگا

ترین سوئٹ۔ ایک رات کے پچیس ہزار ڈالرز۔ یہاں ڈائمنڈ سنڈیکیٹ کی میٹنگ تھی۔ پرنس کا باڈی اسکین کیا گیا پھر ای ایم ایف میٹر سے چیک کیا گیا۔ نتالیا کو دوسرے کمرے میں بھیج دیا گیا۔ پرنس کو پُرتعیش لیونگ روم لایا گیا۔ چھ آدمی گراں قدر صوفوں پر براجمان تھے۔ چھٹا آدمی پُراسرار تھا۔

سینئر ہیڈ نے کہا۔ ''رمی باتوں کی گنجائش نہیں ہے۔ تم جانتے تھے، والٹر ہیرا پھیری کر رہا تھا؟''

''نہیں۔'' پرنس نے جواب دیا۔ ''وہ جب بھی گاہکوں تک ہیرے پہنچاتا۔ پوری رقم لاکر دیتا تھا۔ میرے تمام لیجرز گواہ ہیں جنھیں ہر ہفتے چیک کیا جاتا تھا۔ چند مہینے پہلے مجھے شک ہوا کہ وہ ہر شپمنٹ پر چند ہیرے اِدھر اُدھر کر رہا تھا۔''

''ہمارے گاہک ہم پر بھروسا کرتے ہیں۔'' سینئر ہیڈ آرنوف نے کہا۔ ''ان کے بغیر ہم ''کاروبار'' سے باہر ہو سکتے ہیں۔ یہ ہماری ساکھ کا معاملہ تھا۔''

پرنس ابھی تک کھڑا تھا۔ ''بلاشبہ، اسی لیے مجھے اسے ختم کرنا پڑا۔''

''اور ہیرے؟''

''بدقسمتی سے انہیں کسی نے والٹر کی ملکیت سے نکال لیا...... میرے آدمی کام کر رہے ہیں اور ہیروں کے بہت قریب ہیں۔''

''ویری گڈ، بیٹھ جاؤ۔''

پرنس صوفے پر بیٹھ گیا۔ آرنوف کے سامنے میز پر سماوار سے خوشبودار بھاپ نکل رہی تھی۔ آرنوف نے کافی چائنا کپ میں انڈیلی۔ ''یہ لینن گراڈ سے برآمد کی گئی ہے۔ تم یقیناً پسند کرو گے؟''

''بہت شکریہ۔'' پرنس نے کہا۔

''جھوٹ!'' آرنوف، غرایا اور سماوار اٹھا کر پرنس کی گود میں پھینک دیا۔ پرنس چیخ مار کے اُچھلا...... تیزی سے بیلٹ کھولی۔ اس کی پتلون ٹخنوں تک چلی گئی۔ گھٹنوں سے اوپر اور ناف سے نیچے کا بیشتر حصہ بُری طرح متاثر ہوا تھا۔ کھولتی کافی کے اثرات اذیت ناک تھے۔ ''والٹر احمق تھا، ہم نہیں ہیں...... اس نے چوری کی اور تم نے اس کی مدد کی۔'' آرنوف نے قہر آلود نظروں سے اسے دیکھا۔

''میں اپنی ماں کی قبر کی قسم کھاتا ہوں، یہ غلط ہے۔''

دوسری طرف وہاں موجود دوسرے افراد آرنوف کی تائید میں سر ہلا رہے تھے۔

''میں نارتھ امریکن آپریشن چلا رہا تھا۔ میرے پاس ایسی حرکت کا کوئی جواز نہیں تھا۔'' پرنس کی حالت ابتر تھی۔

آرنوف چھٹے اجنبی ممبر کی طرف مڑا۔ ''تمہیں یقین ہے اس پر؟''

''نہیں۔''

آرنوف کھڑا ہو گیا۔ ''رین ٹوف گٹوف تمہاری جگہ نیا ممبر ہے۔'' اس نے اعلان کیا۔ ''تم گولڈن بوائے تھے۔ پانچ سال میں یہاں بیٹھے ہوتے...... تمہاری غلطی کی سزا دس ملین ڈالرز ہیں۔ اگر تم دے سکتے ہو تو روس واپس جا کے باقی دن گزارو...... یہ آفر تمہاری سابقہ خدمات کی وجہ سے ہے۔''

پرنس کی شان، دبدبہ اور خواب چکنا چور ہو چکے تھے۔ تاہم جان بچتی نظر آ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں پانی آ گیا۔ وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔ ''شکریہ...... شکریہ......''

☆☆☆

میں کیتھرائن کے لیے بے قرار تھا۔ خدشہ تھا کہ شکوف مجھ سے پہلے اس تک نہ پہنچ جائے۔ میں نے فون کیے، پیغام دیے...... ای میل...... تاہم کوئی ردِعمل سامنے نہیں آیا۔ اس کی حفاظت ہر شے پر مقدم تھی۔

ہم پانچ منزلہ عمارت میں قلعہ بند تھے۔ وارن نے چھت پر پوزیشن سنبھالی تھی۔ اسٹیونز پہلی منزل پر تھا۔ وہ اپنے اپارٹمنٹ میں دشمنوں کا منتظر تھا۔ بنجامن اور میں اپنے اپارٹمنٹ میں ایک ساتھ تھے۔ ہم پوری طرح مسلح اور تیار تھے۔ اس مرتبہ میدانِ جنگ ''ہوم ٹرف'' تھی۔ ایک آدھ بار وہاں ہم نے غلط منصوبہ بندی کے باعث چند ساتھی کھو دیے تھے۔ یہاں اس مرتبہ ایسا نہیں ہوگا۔ شکوف کے ذہن میں کیا ہے...... ہمیں نہیں معلوم۔

''کیا ہمارا منصوبہ صحیح ہے؟'' بنجامن نے سوال کیا۔

''کیا کہنا چاہتے ہو؟''

''یہ مردود کاکروچز کے مانند ہیں۔ اگر ہم جیت بھی گئے تو کل اور آ جائیں گے۔ پرسوں اور...... شکوف جانتا ہے کہ تم کہاں بیٹھے ہو۔''

''میرے پاس چوائس نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کی توجہ کیتھرائن پر سے ہٹی رہے۔''

''گزشتہ برسوں میں گھوسٹ کی حیثیت میں تم کسی کے ریڈار پر نظر نہیں آئے۔ اب صورتِ حال بدل رہی ہے۔ روسی مافیا میتھیو بین کے پیچھے لگ گئی ہے۔ کیا بقیہ زندگی بھاگتے رہو گے۔''

''میں کہیں نہیں بھاگ رہا۔ جب تک کیتھرائن کو قائل نہ کرلوں اور وہ میرے ساتھ نکل جائے۔''

''اگر اس نے ہاں کہہ دی؟''

''پھر کوئی ہم دونوں کو نہیں جکڑ سکتا۔ میرے پاس دولت ہے، تجربہ اور دنیا کے تین بہترین باڈی گارڈ۔''

میرے سیل فون نے آواز دی۔ میں نے کالر آئی ڈی دیکھی۔ وہ کیتھرائن تھی۔ میں چونک اٹھا۔ ''ہیلو۔''

دوسری طرف سے اس کے سسکنے کی آواز آرہی تھی۔

''کیتھرائن، کیا بات ہے؟''

''لیونارڈ...... انہوں نے لیونارڈ کارنس کو گولی مار دی۔''

یہ اتفاق نہیں ہوسکتا۔ مجھے کیتھرائن تک پہنچنا تھا۔

''تم کہاں ہو؟''

''سب اسٹیشن۔ میں پہنچی......'' رابطہ منقطع ہوگیا۔

''لعنت ہے......'' میں بنجامن کی طرف مڑا۔ ''انہوں نے آرٹ اسکول کے ایک آدمی کو شوٹ کر دیا ہے۔ ہمیں فوراً کیتھرائن تک پہنچنا ہے۔'' میں دوبارہ نمبر ملانے لگا۔ اسی وقت واکی ٹاکی نے متوجہ کیا۔

''بارٹینڈر ٹو ڈی جے، اوور۔'' چھت سے وارن کی آواز تھی۔

بنجامن نے جواب دیا۔ ''ڈی جے، گو بارٹینڈر۔''

''پانچ رقاص آرہے ہیں۔''

''راجر، ڈورمین سے کہو آنے دے۔ ہمارے ساز تیار ہیں۔ اوور اینڈ آؤٹ۔''

☆☆☆

وہ تین کاروں میں پہنچے تھے۔ تینوں کاریں سیاہ رنگ کی تھیں۔ انہوں نے پارکنگ ایک بلاک کے فاصلے پر کی تھی۔ نظر سے دور تھے لیکن کیمرے کی آنکھ دیکھ رہی تھی۔ وارن کے پاس ٹاپ آف دی لائن کیمرا تھا۔ میں اور بنجامن وڈیو مانیٹر پر آئے۔

''پہلا جوڑا۔''

وہ دونوں کار سے برآمد ہوئے تھے۔ اور کار کے قریب کھڑے ہوگئے۔ وارن نے کیمرا 22x آپٹیکل زوم پر کیا۔ سیاہ آدمی کے چہرے پر زخم کا پرانا نشان تھا۔ بائیں کان سے کالر تک۔ اروم کلارک، جمیکین ہٹ مین۔'' بنجامن نے کہا۔

کیمرے نے حرکت کی۔ ''روزاریو ورزی، سسی لین، شکوف انہیں لایا ہے...... اس کا مطلب وہ بہت بے چین ہے۔'' دوسری جوڑی کراؤن میں تھی...... ڈرٹی کاپس۔ نک بن زیٹی فیڈیکس کے گیٹ اَپ میں ہے۔ پارٹنر جان رائس ساتھ ہے۔ تمہاری بے عزتی کے مترادف ہے۔ وہ تمہیں کوئی اہمیت نہیں دے رہے۔''

''لیونارڈ کارنس نے مجھ پر قرض چڑھا دیا ہے۔ وہ سمجھ رہے ہیں کہ تمام آرٹسٹ ایسے ہی ہوتے ہیں۔''

پانچواں آدمی مرسیڈیز میں بیٹھا رہا۔ کیمرے نے زوم بڑھایا...... ونڈشیلڈ کی دوسری جانب شکوف کا چہرہ تھا۔

''میں پیچھے اسٹیونز کے پاس جاتا ہوں۔ انہیں یہاں آنے دو۔ عقب سے ہم دونوں گھیر لیں گے۔'' بنجامن نے کہا۔

وقتِ رست وخیز۔ رزم گاہ سج رہی تھی۔

☆☆☆

بن زیٹی، فیڈیکس کے روپ میں آیا اور فرنٹ ڈور کی گھنٹی بجائی۔

''کون ہے؟'' میں نے انٹرکام پر سوال کیا۔

''فیڈیکس، میتھیو بیٹن کے لیے؟''

''ہاں، لیکن میں شاور لینے والا ہوں۔ ڈور پر چھوڑ دو۔ میں بعد میں اٹھالوں گا۔''

''نہیں، دستخط کی ضرورت ہے۔''

''کس کی طرف سے ہے؟''

''کیتھرائن سن بورن۔''

''اوپر آجاؤ۔'' میں نے کہا۔

وہ اندر آیا۔ اس کے عقب میں تین افراد بھی عمارت میں داخل ہوگئے۔ اسٹیونز کی کال آئی۔ ''تین اوپر گئے ہیں۔ ایک فرنٹ ڈور پر ہے۔''

تیس سیکنڈ بعد میرے دروازے پر دستک ہوئی۔

''فیڈیکس۔''

''دروازہ کھلا ہے۔'' میں نے کہا۔ وہ تینوں ایک ساتھ اندر آئے۔ سائیلنسر کے ساتھ اسلحہ ہاتھوں میں تھا لیکن وہاں فائرنگ کے لیے کوئی ٹارگٹ نہیں تھا۔ وہ محتاط انداز میں لیونگ روم میں پھیل گئے۔

''ڈلیوری کا کیا کروں؟ کہاں ہو؟''

''باتھ روم میں...... آرہا ہوں۔'' میری آواز سنتے ہی ورزی نے بن زیٹی کو ایک طرف کیا اور باتھ روم کی طرف لپکا۔ لات چلی، ڈورناب کے قریب اس نے بوٹ سے ٹھوکر لگائی تھی۔ دروازہ دھماکے سے اندر کی طرف آیا۔ اس سے پہلے کہ دروازہ دیوار سے ٹکراتا۔ میں نے پلک

جھکتے ہی گولی اس کے سر میں اتار دی۔ اسے اندر آنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ اس نے فرش چوما، مجھے جمیکین لپکتا دکھائی دیا۔ میں نے فائر کیا۔ لیکن وہ تیز تھا۔ سیدھا افقی انداز میں اُڑتا ہوا مجھ سے ٹکرایا۔ ہم دونوں زمین بوس ہوئے......

بن زیٹی گن فائٹنگ سے زیادہ گالم گلوچ اور ہاتھا پائی سے آشنا تھا۔ اس نے اندھا دھند فائرنگ کی۔ ہم دونوں بال بال بچے۔ جمیکین، کلارک نے غراتے ہوئے گردن موڑی اور بن زیٹی کو گولی کا نشانہ بنایا۔ گولی اس کی ران چیر کر نکل گئی۔ بن زیٹی بھدے انداز میں نیچے گرا۔ کلارک میری جانب متوجہ ہوا۔ ہم دونوں نے گن نہیں چھوڑی تھی۔ تاہم میرا گن والا ہاتھ اس کے گھٹنے کے نیچے تھا۔ میں نے ایک ہاتھ سے اس کی گن والی کلائی جکڑی ہوئی تھی۔ جو لحہ بہ لحہ میرے چہرے کے قریب آرہی تھی۔ چند انچ کے بعد گن بیرل کا رخ بدل جاتا اور وہ بے محابا فائر کرتا۔ اگر وہ اسمارٹ ہوتا تو زور لگانے کے بجائے میرے چہرے پر ضرب لگا کے مہلت حاصل کر لیتا پھر بہ آسانی میرا کھوپڑا اُڑا دیتا لیکن اسے اپنی طاقت پر بھروسا تھا اور وہ اسی کا استعمال کر رہا تھا۔

یہ میرا طریقہ کار نہیں تھا۔ نہ ہی ڈیڈی کا۔ ڈیڈی کے سبق کے مطابق پہلا اصول یہ تھا کہ ''کوئی اصول نہ بناؤ۔'' فتح کے لیے جو کر سکتے ہو کرو۔ لات چلاؤ، بال کھینچو، آنکھوں میں انگلیاں مارو...... کاٹو...... جیتنے کے لیے کچھ بھی کرو۔ اس کا خالی ہاتھ میرے چہرے پر تھا۔ میں نے انگوٹھے کے جوڑ پر دانت گاڑ دیے۔ میں نے پوری طاقت صرف کر دی تھی۔ میرے دانت کھال اور گوشت پھاڑتے ہوئے جوڑ کے پار ہو گئے۔ میں نے انگوٹھے کی خون آلود پور اس کی آنکھ پر تھوک دی۔ اس کے حلق سے کریہہ چیخ برآمد ہوئی...... جسم عقبی سمت میں گیا۔ میرے گن والے ہاتھ پر سے دباؤ کم ہو گیا۔ ہاتھ کھینچ کر میں نے گولی اس کی ناک کے نیچے ماری، ہم دونوں اس کے خون میں بھیگ گئے۔ میں نے کروٹ لی اور اٹھ کر باتھ روم سے نکلا۔

میں بن زیٹی کے پیچھے تھا جو اپارٹمنٹ سے نکل کر لنگڑاتا ہوا سیڑھیاں اتر رہا تھا۔ سامنے چوتھی منزل کی لینڈنگ پر بنجامن ایستادہ تھا۔ بن زیٹی کی ٹانگ لہو سے تر تھی۔ نو ملی میٹر کی گلوک سے بنجامن نے فائر کیا۔ گولی بن زیٹی نے بھی چلائی تاہم فرق تھا۔ بن زیٹی گولی کھا کر سیڑھیوں پر لڑھکتا چلا گیا۔

فرسٹ فلور سے رائس چیخ رہا تھا۔ ''ٹک، ٹک...... تم ٹھیک ہو؟'' پھر دوڑتے قدموں کی آہٹ اوپر کی جانب آئی۔ دس بارہ قدموں کے بعد اسٹیونز کی گن نے سرگوشی کی...... گیم از اوور۔ سب نے ہی سائیلنسر استعمال کیا تھا۔ لہٰذا فائرنگ کی آواز دبی رہی۔

واکی ٹاکی نے سانس لی۔ ''بارٹینڈر ٹو ڈی جے۔ شکوف کو گڑبڑ کا علم ہو گیا ہے۔ غالباً اندر آنے والے وائر کنکشن کے ساتھ تھے یا پھر سیل فون کھلا رکھا تھا۔ شکوف مرسیڈیز کے ساتھ عمارت کے بالکل سامنے آ گیا ہے۔ شوٹ کر دوں؟'' چھت سے وارن کی آواز تھی۔

''اٹینڈ ڈاؤن، بارٹینڈر...... گولی مت چلانا۔'' بنجامن نے کہا۔ میں توقع کر رہا تھا کہ وارن جواب دے گا۔ ''راجر دیٹ۔'' اس کے بجائے اس کی ہیجانی آواز آئی۔ ''اوہ نو...... میتھیو، وہ کیتھرائن ہے۔''

میں نے واکی ٹاکی لیا۔ ''کیا کہہ رہے ہو؟''

''ہاں، وہ سیدھی یہاں آرہی ہے۔''

اسٹیونز نے کہا۔ ''میں اُسے لاتا ہوں۔''

''رک جاؤ۔'' وارن کی آواز آئی۔ ''شکوف کے پاس گن ہے۔''

''کیتھرائن کس طرف ہے؟'' میں نے سوال کیا۔

''عمارت سے تیس فٹ کے فاصلے پر...... اوہ نو۔ شکوف نے اسے دیکھ لیا ہے۔''

''اسے گرا دو۔'' میں چلایا۔

''وہ ممکن نہیں ہے۔ اس نے کیتھرائن کو پکڑ لیا ہے۔''

''میں جا رہا ہوں، مجھے کور دو۔'' اسٹیونز نے کہا۔

''وہ اسے کار میں لے جا رہا ہے۔'' وارن کراہ اٹھا۔

☆☆☆

اسٹیونز بار بار معذرت کر رہا تھا۔ وہ واقعتاً افسردہ تھا۔

''مجھے چاہیے تھا کہ......'' میں نے ہاتھ پکڑ کر اُسے روک دیا۔

''اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم سب لاعلم تھے کہ وہ آرہی ہے۔'' اب شکوف اسے سودے بازی کے لیے استعمال کرے گا۔ ہیرے لے کر اسے چھوڑ دے گا۔ ممکن ہے کہ نہ بھی چھوڑے۔ وہ سب کافی نقصان اٹھا چکے ہیں اور بھرے بیٹھے ہیں۔''

سیل فون نے آواز دی۔ کال میرے نمبر پر آئی تھی۔ وہ کیتھرائن تھی۔

''تم کہاں ہو؟''

”نہیں معلوم۔ کسی کار میں ہوں...... نامعلوم آدمی کی گرفت میں۔“ اس نے جواب دیا۔
”کتیا۔“ شکوف کی آواز آئی۔ ”فون مجھے دو۔“
کیتھرائن کے رونے کی آواز آئی پھر شکوف کی آواز۔ ”بیٹمن سن رہے ہو، تمہاری گرل فرینڈ کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟“
”اسے جانے دو۔ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے...... میں اور تم......“
”میں اور تم؟“ وہ پھنکارا۔ ”مجھے یہی نہیں پتا کہ تم ہو کون۔ لیکن تم جانتے ہو کہ میں شکوف ہوں۔ جس کے ہیرے تم نے چرائے ہیں۔ جو مجھے واپس چاہئیں۔“
”او کے، او کے...... اس کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی نہ کرنا۔“
”اس وقت تک وہ محفوظ ہے۔ آرام سے میری گود میں سر رکھ کے لیٹی ہے۔“
”میں قسم کھاتا ہوں، اگر تم نے اسے چھوا بھی تو تمہاری گود میں کچھ بھی نہیں بچے گا۔ چاہے تم دنیا میں کہیں بھی چلے جاؤ۔“
”ٹف، ویری ٹف......“ وہ بولا۔ ”یقین نہیں آتا کہ کوئی آرٹ اسٹوڈنٹ بات کر رہا ہے...... تم مسٹر بیٹمن ہو؟“
”ہاں، اور مجھے کیتھرائن واپس چاہیے۔“
”مجھے ہیرے درکار ہیں۔“
”ہیرے یہاں ہیں۔ کیتھرائن کے بدلے تبادلہ کر لیتے ہیں۔ اسے چھونا مت نہ ہاتھ چلانا۔“
”ہوشیار مت بنو۔“ وہ بولا۔ ”ولیمز برگ برج کے نیچے ایک گودام ہے۔“
”نہیں، میں ہیرے وہیں لاؤں گا جہاں سے اٹھائے تھے۔“
”وہاں ہجوم ہوگا۔“ شکوف نے کہا۔
”مجھے بھیڑ بھاڑ پسند ہے۔ خطرہ کم ہو جاتا ہے۔“ میں نے کہا۔ اگر تمہیں خدشہ ہے تو رات دس بجے تبادلہ کرتے ہیں۔ رش کم ہو جائے گا۔ اگر تم نے مہذب انداز اپنایا تو کوئی ہنگامہ نہیں ہوگا۔ ہم دونوں خوش رہیں گے۔“
”کیتھرائن کے ساتھ میں خوش ہوں، دس بجے۔“ وہ بولا۔

☆☆☆

فائنل کا فائنل ہونے جا رہا تھا۔ اسٹیج تھا گرینڈ سینٹرل ٹرمینل، جہاں سے کہانی شروع ہوئی تھی اور ہیرے میرے پاس نہیں تھے۔ شکوف خوش نہیں تھا۔ تاہم اس نے غالباً یقین کر لیا تھا آرٹ اسٹوڈنٹ بھیڑ میں خود کو محفوظ خیال کرے گا۔
حقیقت اس کے برعکس تھی۔ میں نے ٹرمینل کا انتخاب اس لیے کیا تھا کہ گن فائٹنگ کے لیے وہی بہترین مقام تھا۔ میں نے دوستوں کے ساتھ مل کر رزم گاہ کا رخ کرنے کے لیے بہترین منصوبہ بندی کی۔ میں جانتا تھا کہ یہ ایک نازک، فیصلہ کن اور بھیانک صورت حال ہے۔ کیتھرائن کی موجودگی اور ہیروں کی غیر موجودگی میں ہنگامہ رست وخیز دھواں دھار اور خونخوار ہوگا۔ خون بہے گا۔ شاید یہ میری زندگی کی آخری جنگ ہو۔ کیتھرائن کے لیے مجھے جان لڑا دینی تھی۔ جاں نثاروں کے ذہن میں بھی ایک ہی بات تھی...... تیاری مکمل کرنے کے بعد ہم نے ایریل سرویلنس کا انتظام کیا۔ میں اپنی زندگی کے بدترین چیلنج سے دوچار تھا۔ مشن خودکشی کے مترادف تھا۔ آخری کام ڈیڈی کو فون کرنا تھا۔
مام سے بات کرنے کے بعد میں نے ڈیڈی کو بلوایا۔
”بوائے، کیا ہو رہا ہے؟“ ڈیڈی کی آواز آئی۔
آخری کال میں نے میلان سے کی تھی۔ اس سے آگے میں نے تمام کہانی سنائی۔
”میرے لیے کیا کام ہے؟“ انہوں نے سوال کیا۔
میں نے ڈچ بینک کے بارے میں بتایا اور بتایا کہ رقم کیسے نکلوا کر کیسے تقسیم کرنی ہے۔ آدھی رقم وارن، بنجامن اور اسٹیونز کے حصے میں آئے گی۔ باقی نصف آپ اور مام کے لیے۔“
ڈیڈی ہنسنے لگے۔
”کیا ہوا؟“
”میں ایک پینی بھی نہیں دیکھ سکوں گا...... تمہارے مرنے پر تمہاری ماں پہلے مجھے ختم کرے گی۔ دوسری بات سنو، تم بڑی غلطی کر رہے ہو۔“
”کیسی غلطی؟“
”تم وصیت کر کے میدانِ کارزار میں اترو گے۔ یعنی ذہن میں شکست لے کر...... یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ ہارنے کے لیے اترو گے تو ہارو گے۔ جیتنے کے لیے جاؤ گے تو فاتح رہو گے۔ لہٰذا جاؤ اور جیت کے آؤ تمہارے ساتھ کیتھرائن کی زندگی بھی لائن پر ہے اور تمہارے بوڑھے باپ کی بھی۔“

''شکریہ ڈیڈی، آئی لو یُو۔''

''لو یُو ٹو، بوائے۔''

☆☆☆

گزشتہ دھماکوں کے بعد سے گرینڈ سینٹرل پر سیکیورٹی بڑھا دی گئی تھی۔ ہم مائیکل جورڈن اسٹیک ہاؤس میں شمالی بالکونی پر تھے۔ ہم نے کھانے کا آرڈر دیا اور بیس فٹ نیچے کا نظارہ کرنے لگے۔

''اس طرف دیکھو۔'' میں نے نیچے ایک جانب اشارہ کیا۔ ''تبادلے کے لیے وہ جگہ موزوں ہے۔''

بنجامن مسکرایا۔ ''کیسا تبادلہ؟ کیتھرائن اور ہیروں کا یا پھر گولیوں کا...... جو اس وقت برسنا شروع ہوں گی جس لمحے شکوف کو احساس ہوگا کہ بیگ میں رائن اسٹون (مصنوعی ہیرے...... سستی جیولری) ہیں۔''

''شکوف جعلسازی سمجھنے میں کتنا وقت لے گا؟'' وارن نے سوال کیا۔

فاصلے سے بظاہر سب ٹھیک معلوم ہوگا اور مجھے مدد ملے گی کہ میں کیتھرائن کے زیادہ سے زیادہ قریب ہو جاؤں۔'' میں نے کہا۔ ''بیگ کھولتے ہی اسے معلوم ہو جائے گا۔''

''اور شوٹنگ شروع ہو جائے گی۔'' بنجامن بولا۔

''شکوف پاگل ہو جائے گا۔ کوشش کے باوجود، کچھ عام افراد خوانخواہ مارے جائیں گے۔''

''یہ ہماری بدترین جنگ ہے، کیا کر سکتے ہیں؟'' اسٹیونز نے مجبوری ظاہر کی۔

☆☆☆

اسٹیونز کو ہم نے عقب میں نگرانی کے لیے رکھا۔ باقی افراد نے مور چابندی کرتے ہوئے سب وے کو پشت پر رکھا۔ میں نے دوہری بلٹ پروف پہنی ہوئی تھی۔ ساڑھے پانچ بجے اسٹیونز کی آواز کان میں آئی۔

''دو جوان آدمی سوٹ میں ملبوس پہنچے ہیں۔ وہ علاقے کا جائزہ لے رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ انہیں تمہاری فکر نہیں۔ وہ پولیس اور کیمروں کی گنتی کر رہے ہیں۔''

''یہ میری توہین ہے۔'' میں نے کہا۔

''نہیں، تم ان کے لیے آرٹسٹ ہو۔ انہیں پولیس کی زیادہ فکر ہے۔ میرے اندازے کے مطابق تین مقام ہیں، جہاں شکوف اپنے آدمی کھڑے کرے گا۔''

''تم کیسے کہہ سکتے ہو؟''

''وہ براڈ کاسٹنگ کر رہے ہیں۔ وہاں، وہاں اور وہاں۔''

''گڈ جاب۔'' میں نے کہا۔ ''کچھ غلط محسوس کرو تو کال کرنا۔'' میرے پیٹ میں تتلیاں اُڑ رہی تھیں۔ جنگ سے پہلے یہ کیفیت میرے لیے اجنبی نہیں تھی۔ اگر کوئی فوجی انکار کرے تو وہ جھوٹا ہے۔

''شکوف کے آدمی مجھے اناڑی لگتے ہیں۔'' بنجامن نے تبصرہ کیا۔

''میرے خیال میں.. یہ نکتہ ہمارے خلاف جاتا ہے۔ اناڑی جلدی بدحواس ہو جاتے ہیں اور فائرنگ شروع کر دیتے ہیں...... میں نہیں چاہتا کہ عام لوگ مارے جائیں جیسے ہی کیتھرائن خطرے سے باہر ہو، اسے لے کر نکل جانا، فاسٹ۔''

''فکر نہیں کرو۔''

☆☆☆

سات بجے ہم اپنی اپنی پوزیشن پر تھے۔ ہمیں تین گھنٹے انتظار کرنا تھا۔ وارن، بینتالیس ایسٹ، انٹری سے باہر لیکسنگٹن ایونیو سب وے پر تھا۔ بنجامن ٹرمینل کی جنوبی سمت کو کور کر رہا تھا۔ اسٹیونز، پینتالیس وینڈربلٹ پر موجود تھا۔ میں بیگ ہاتھ میں لیے ٹرمینل میں تھا۔ ہم چاروں وائرلیس کمیونیکیشن سسٹم کے ساتھ منسلک تھے۔ یہ سسٹم سیکرٹ سروس کے زیرِ استعمال رہتا ہے۔

دس بجے اور وقت گزر گیا۔ سوا دس...... ساڑھے دس۔ پونے گیارہ۔ شکوف کا کوئی نام ونشان نہیں تھا۔ بالآخر پہلے بنجامن کی آواز کان کے مائیکروفون میں آئی۔ ''کیا کرنا ہے؟''

''وہ آئے گا۔'' میں نے کہا۔ ''وہ ہمیں تھکانا چاہتا ہے۔''

اتنا انتظار کچھ بھی نہیں تھا۔ میدانِ جنگ میں ایک مرتبہ اسنائپر رائفل کے ساتھ میں نے ہلے بغیر بہتر (72) گھنٹے گزارے تھے لیکن یہ ''کام'' کیتھرائن کی وجہ سے دشوار لگ رہا تھا۔ وہ تھی بھی ایک جنونی کے ہاتھوں میں۔ میں انتظار گاہ میں ٹہل رہا تھا۔ مسافر کم ہوتے چلے گئے۔ میں اور میری ٹیم تیار تھی۔

سوا گیارہ...... ساڑھے گیارہ...... پونے بارہ، بارہ سے چند منٹ قبل میرا اسیل فون بیدار ہوا۔ آئی ڈی بتا رہی تھی کہ کیتھرائن کا فون ہے لیکن سرد اور بے رحم آواز شکوف کی سنائی دی۔ میرے فون اٹینڈ کرنے پر اس نے کہا۔ ''کھیل ختم۔''

"کیا مطلب؟ کہاں ہو؟ میں کب سے یہاں انتظار کر رہا ہوں۔"

"ہیرے بھون کے کھالو۔"

"کیا بکواس ہے، ہماری ڈیل کا کیا ہوگا؟"

"ڈیل ختم۔ تم نے جھوٹ بولا تھا۔ ہیرے ایمسٹرڈم میں فروخت ہو چکے ہیں۔"

"پاگل مت بنو...... ہیرے یہاں میرے ہاتھ میں ہیں۔"

"جینئن، معلوم ہے، میرے ہاتھ میں کیا ہے؟ سات انچ، کاربن اسٹیل چھری۔ جیسے ہی میرے آدمی تمہاری حسین چھوکری کے ساتھ کھلواڑ ختم کریں گے۔ میں چھری سے اس کا گلا تراش دوں گا۔" اس نے فون بند کر دیا۔

میں بُت بن گیا تھا۔ سانس لینا دشوار تر تھا۔ مسامات نے پسینہ اُگلنا شروع کر دیا۔

☆☆☆

وارن کی کال پر میں نے بتایا کہ روسی نہیں آ رہے۔ ڈیل ختم ہو گئی ہے۔ مجھے ادراک تھا کہ سب اذیت میں ہیں...... اکا دکا مسافر بھی غائب ہو چکے تھے۔ کچھ دیر بعد بنجامن نے سناٹے کا پردہ چاک کیا۔ "تم نے کہا وہ نہیں آ رہے لیکن مرسیڈیز "گرینڈ حیات" کے قریب ہے۔"

"حیات" سینٹرل ٹرمینل کے قریب تھا۔ "شہر میں بہت مرسیڈیز ہیں۔ تصدیق کرو کہ وہی ہے؟"

"ایک منٹ۔" بنجامن نے کہا۔ میں نے تصور میں اسے تین ہزار ڈالرز کی تیرہ ایکس اسٹینر، اسنائپر گریڈ کی دوربین ایڈجسٹ کرتے دیکھا۔

"وہی ہے۔ فرنٹ سیٹ پر...... پسنجر سائڈ۔ عقبی نشست پر کم از کم دو آدمی ہیں۔"

فوراً بعد اسٹیونز کی کال آئی۔ وہ وینڈر بیلٹ پر تھا۔ "میں تین آدمیوں کو دیکھ رہا ہوں۔ ان میں سے دو پہلے ہی نظر سے گزر چکے ہیں۔ چند سیکنڈ میں تم انہیں دیکھ لوگے۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی تین آدمی وینڈر بیلٹ سے داخل ہوئے۔ تینوں علیحدہ ہو کر اس پوزیشن پر گئے۔ جہاں نقشے پر ہم نے پہلے ہی تین نشان لگائے تھے۔ منطقی اعتبار سے انہوں نے درست پوزیشن سنبھالی تھی۔ شکوف باہر ہی تھا۔ میں نے چہل قدمی بند کر دی تھی۔ چند سیکنڈ بعد شکوف کی کال آئی۔ "ایسا بہت اذیت ناک ہوتا ہے، ناقابلِ برداشت...... جب تم اپنے چاہنے والے کو کھوتے ہو۔ وہ بھی کسی قسائی کے ہاتھوں۔ مجھے بھی اذیت ہوئی تھی جب تم ہیرے چُرا کے بھاگے تھے لیکن میرے پاس اختیار ہے کہ تمہارا درد اتنا گہرا کر دوں، جو قبر تک ساتھ جائے۔ سمجھ رہے ہو؟"

"سمجھ رہا ہوں۔"

"میرے ہیرے کہاں ہیں؟"

"یہاں میرے ہاتھوں میں۔ میں فروخت نہیں کر سکا۔"

"تمہارے بس کی بات بھی نہیں تھی۔ کیونکہ تمہاری کھوپڑی میں مغز نہیں ہے...... اس وقت کہاں ہو؟"

میں نے اسے صحیح لوکیشن بتائی۔ اس نے فون بند کر دیا۔

کانوں میں بنجامن کی سرگوشی سنائی دی۔ "مرسیڈیز سے دو آدمی نکلے ہیں...... اور ہاں وہ کیتھرائن ہے۔"

میری سانس رک گئی۔ شکوف کو ملا کر تین اور تین پہلے ہی آ چکے تھے...... چھ۔ اگر ڈرائیور بھی شامل ہے تو سات...... آٹھویں کیتھرائن تھی۔ "پوزیشن براوو۔" میں نے ہدایت جاری کی۔

☆☆☆

شکوف...... پستہ قد، بھاری ...، جسم پر ٹیٹوز کے نشانات...... سانس کا مریض۔ ماربل کی رہ گزر پر اسٹریٹ بیالیس سے داخل ہوا۔ ایک بازو کیتھرائن کے بازو میں تھا۔ میری شریانوں میں دوڑتا خون گویا کھول اٹھا۔ میں نے بمشکل خود کو ٹھنڈا رکھا۔ کیتھرائن جو ہر حال میں گلاب کے مانند حسین اور تازہ دم دکھائی دیتی تھی۔ ذہنی اور روحانی اذیت نے اس کی روح کو زخمی کر دیا تھا جبکہ شکوف پُراعتماد تھا۔ چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔ وہ وہیں رک گیا۔ اس نے مجھے دیکھ لیا تھا۔ اس کے عقب میں دو روسی مستعد کھڑے تھے۔ شکوف نے گرینڈ سینٹرل کے وسیع احاطے کو دیکھا اور مضحکہ خیز انداز میں مجھے سیلیوٹ کیا۔ بعد ازاں فون نکال کر رابطہ قائم کیا۔

"ہیرے لاؤ۔" اس نے گویا حکم جاری کیا۔

"کیتھرائن کو چھوڑ دو۔" میں نے بیگ نیچے رکھ دیا۔

"وہ کہیں نہیں جائے گی۔ جب تک میں ہیرے نہ دیکھ لوں...... شرافت اور آہستگی سے ادھر آؤ۔ تین عدد گنز تم پر ہیں اور تین ہی تمہاری دوست پر۔"

میں نے سیل کی آواز بند کر دی اور شکست خوردگی کے عالم میں سر کالر کی طرف جھکا کر بڑبڑایا۔ "وقت آ گیا ہے۔"

''ہم تیار ہیں۔''

میرے اور شکوف کے درمیان دو سو فٹ کا فاصلہ ہو گا۔ میں نے قدم اٹھایا اور ''آپریشن نائٹ ہاک'' کا آغاز ہو گیا۔ شہر جاگنے والوں کا تھا۔ سیکڑوں افراد میدان جنگ سے کچھ فاصلے پر تھے۔ سیڑھیوں پر، ریستورنٹس میں...... کچھ لیٹ نائٹ میٹرو کے منتظر تھے۔

''وینڈر بیلٹ کی بالکونی میں ایک پولیس مین کھڑا ہے۔'' کان میں اسٹیونز کی آواز آئی۔ ''نہیں معلوم تمہیں دیکھ رہا ہے یا خلا میں کچھ تلاش کر رہا ہے۔''

میں نے سر اٹھا کے نہیں دیکھا اور چلتا رہا۔ سو فٹ کے بعد کیتھرائن مجھے صاف نظر آنے لگی۔ اس کی پینٹ پر گند اور گریس کے دھبے تھے۔ بال اُلجھے ہوئے تھے۔ آنکھیں سرخ اور سوجی ہوئی تھیں۔ جن میں دہشت کی آمیزش عیاں تھی۔ تیس فٹ کے فاصلے تک پہنچ کے میں رک گیا اور فون کی آواز کھول دی۔ ''شکوف، جہاں تک آسکتا تھا...... آگیا۔''

فون اور بیگ دونوں میں نے نیچے رکھ دیے۔ بیگ کھول کر رائن اسٹون مٹھی بھر کے نکالے...... مٹھی کھولی۔ سستے مصنوعی ہیرے دوبارہ بیگ میں چلے گئے۔ میں نے بیگ بند کیا اور فون اٹھالیا۔

''تم ہیرے دیکھنا چاہتے تھے۔ دیکھ چکے ہو۔ اپنے آدمی سے کہو کہ کیتھرائن کو لائے اور ہیرے اٹھالے۔'' میں نے کہا۔

شکوف ہچکچایا۔

''تاخیر مت کرو۔'' میں نے کہا۔ ''مغربی بالکونی میں ایک پولیس مین کھڑا ہے۔ قبل اس کے کہ وہ اس ڈرامے میں دلچسپی لے، ہمیں نکل جانا چاہیے۔''

شکوف نے سر اٹھا کے پولیس کے آدمی کو دیکھا پھر مڑ کر ایک قوی الجثہ آدمی سے کچھ کہا۔ میں اس کا نام گریگور ہی سمجھ سکا۔ باقی الفاظ روسی زبان کے تھے۔ شکوف نے کیتھرائن کا بازو چھوڑ دیا۔ گریگور اور کیتھرائن میری طرف آئے۔ دو فٹ کے فاصلے پر گریگور رک گیا۔ کیتھرائن سر سے پیر تک خوف کی تصویر بنی تھی۔

''بیگ اٹھاؤ۔'' میں نے گریگور کو مخاطب کیا۔ ''شکوف کے حوالے کرو اور ہماری زندگی سے نکل جاؤ۔'' میں نے انتظار کیا کہ وہ جھک کر بیگ اٹھائے گا لیکن نہیں۔ اس کے بجائے اس نے بوٹ کی مدد سے بیگ کی پوزیشن تبدیل کی اور کک ماری۔ بیگ ماربل پر پھسلتا ہوا شکوف کے قدموں میں رکا۔

بیگ کھولنے اور ہیروں کی اصلیت سمجھنے میں شکوف نے دس سیکنڈ لیے۔ گریگور خاموش کھڑا تھا۔ ایک ہاتھ گن اور دوسرا کیتھرائن پر تھا۔

میں نے ''کالر'' سے کہا۔ ''شروع ہو جاؤ۔''

وہ اسموک گرینیڈ کا رک سیک بیگ تھا۔ اسٹیونز نے ریموٹ ڈیٹونیٹر کے ذریعے اسے اُڑا دیا۔ ٹرمینل سے دور سڑک کے پار ییل کلب کے باہر دھماکا ہوا۔ ہمارا مشن تھا کہ افراتفری گرینڈ سینٹرل کے باہر ہو...... قبل اس کے کہ ٹرمینل کے اندر جہنم کا دروازہ کھلے۔ کان بند کر دینے والا دھماکا ایک بلاک کے فاصلے پر تھا۔ دھوئیں کا گھیراؤ فٹ بال گراؤنڈ کے برابر تھا۔ فاصلہ اتنا تھا کہ گرینڈ سینٹرل میں کار کے بیک فائر کے مانند سنائی دیا۔ کسی نے توجہ نہیں دی لیکن پولیس کا ردِعمل توقع کے مطابق تھا۔ جو ہر روز، ہر شب، ہر گھنٹا ڈیوٹی پر آتے جاتے تھے۔ ان کے لیے یہی موقع تھا۔ حالانکہ نیویارک کی سڑکیں پوری طرح این وائی پی ڈی کے دائرہ اختیار میں آتی تھیں۔ اسٹیٹ کاپس نے اجتماعی دوڑ لگا دی۔ کیتھرائن نے بھی دھواں دیکھا اور آواز سنی۔ وہ پہلے ہی اعصاب زدہ تھی۔ اس کا بدن لرز اٹھا۔ رخساروں پر نئے آبدار موتی پھسلنے لگے۔ میں بے قرار ہو گیا کہ اسے بازوؤں میں لے کر معافی مانگوں، اس کے دکھ اور مشکلات کا ذمے دار میں تھا۔ پہلے اسے اپنی زندگی میں لایا پھر اپنے ''بزنس'' میں گھسیٹ لیا اور قسم کھاؤں کہ باقی زندگی اس کی مرضی کے مطابق گزاروں گا لیکن ابھی وقت نہیں تھا۔ یہ وعدے اور قسمیں میں خود سے کر سکتا تھا۔ اس وقت اس کی جان بچانی تھی۔

میری توجہ شکوف کی طرف تھی دھماکے کی آواز یہاں اتنے زوردار انداز میں نہیں پہنچی تھی کہ اس کی توجہ بٹتی۔ وہ ہیروں کے لیے بے چین تھا۔ بیگ کھلنے پر اس نے مٹھی بھر کے چمکدار پتھر نکالے، ایک سیکنڈ بعد وہ چیختا ہوا اٹھا۔ کیا کہا؟ ترجمے کی مجھے ضرورت نہیں تھی۔

''لائٹ۔'' میں وائرلیس میں چلایا۔

شکوف نے مصنوعی ہیرے فرش پر دے مارے اور ہاتھ گن کی طرف بڑھایا۔ میں نے کیتھرائن کو کھینچا۔ ''آنکھیں بند کرلو۔ کانوں پر ہاتھ رکھ لو۔ وہ حال سے بے حال تھی۔ میں اس کے بدن کے لیے ڈھال بن گیا تھا۔ اپنے دونوں بازو میں نے اس کے کانوں پر رکھ لیے۔ چہرہ اپنے سینے میں چھپا کر اس کے ساتھ لپٹ گیا۔ پولیس مین اسموک گرینیڈ کے پیچھے چلے گئے تھے لیکن میکنم الٹرا فلیش

گرینیڈ کی بات اور تھی...... کان پھاڑ دینے والا دھماکا ہوا۔ سفید روشنی کھلی آنکھوں کو اندھا کرنے کے لیے کافی تھی۔ یہ ملٹری شاک تھا جو مختلف ٹیکٹیکل آپریشنز میں استعمال ہوتا ہے۔ بنجامن اور وارن نے ایک نہیں دو استعمال کیے تھے جس نے قیامت بپا کر دی۔ ہر کوئی کم از کم عارضی طور پر اندھا اور بہرا ہو گیا۔ ہوش و حواس رخصت ہو گئے۔ میری آنکھیں بند تھیں اور ہتھیلیاں کانوں پر...... پھر بھی میں متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ اطراف میں چیخ و پکار کا طوفان تھا۔ مناسب وقفے سے قبل میں نے آنکھیں کھولیں اور چندھیائی ہوئی نظروں سے اسٹیونز کو اپنی جانب بھاگتے دیکھا۔

''تم محفوظ ہو، تم محفوظ ہو۔'' میں کیتھرائن کے کانوں میں چیخا اور اسے اسٹیونز کے حوالے کیا۔ ''اسٹیو، اسے اپنی نظروں میں رکھنا...... گو...... گو......!''

☆☆☆

اسٹیونز، کیتھرائن کو تقریباً کھینچتا، گھسیٹتا لے گیا۔ باقی ہم تینوں کو چھ روسیوں سے نمٹنا تھا۔ میرے لیے پہلی ترجیح گریگور تھا۔ وہ ابھی تک نابینا تھا۔ میں نے ہتھیلی کی آہنی ضرب اس کے نرخرے پر لگائی۔ بدحواس شخص کے لیے یہ اندھا حملہ خطرناک تھا۔ وہ گھٹنوں کے بل گرا۔ منہ ماہیٔ بے آب کے مانند کھل گیا۔ میں نے ایک ہاتھ سے اس کا جبڑا پکڑا، دوسرا ہاتھ مخصوص انداز میں اس کی گردن میں ڈالا اور دباؤ بڑھاتا چلا گیا۔ گردن مڑتی گئی۔ کڑچ کی آواز آئی۔ گردن ٹوٹ گئی تھی۔ بے جان لاشہ فرش پر گرا۔ ''ون ڈاؤن۔'' میں نے وائرلیس کمیونیکیشن میں بتایا۔

گولیاں اندھا دھند برس رہی تھیں۔ وارن اور بنجامن جارڈن اسٹیک ہاؤس کی سیڑھیوں سے ہو کر شمالی بالکونی کی پوزیشن پر چلے گئے۔ ایک روسی بدمعاش بلاسٹ کے صدمے سے سنبھلنے کی کوشش کر رہا تھا۔ بنجامن کی گولیوں نے اس کا سینہ کھول دیا۔

''ٹو ڈاؤن۔'' آواز آئی۔

''تیسرا مغربی بالکونی پر ہے۔'' میں نے کہا۔

''نظر نہیں آ رہا، جنگلے کے پیچھے لیٹا ہے۔ چھٹے اور ساتویں کالم کے درمیان سے اس کے جسم کا کچھ حصہ جھلک رہا ہے۔ جنگلے کے رختوں کا درمیانی فاصلہ انچوں میں تھا اور بنجامن دو سو فٹ دور تھا۔ اتنے فاصلے سے، ایسی پوزیشن میں اسے نشانہ بنانا بے حد دشوار تھا۔ ''کیا تم فائر کر سکتے ہو؟'' میں نے استفسار کیا۔ ہماری کوشش تھی کہ بلاسٹ کے اثرات ختم ہونے تک جتنے روسی گرا سکیں، گرا لیں۔

''تو......'' اس نے جواب دیا۔ ''میں کوشش کرتا ہوں۔'' وارن نے کہا اور پے در پے تین فائر کیے۔

''تھری ڈاؤن۔''

''شاندار۔'' بنجامن کی آواز آئی۔

میدانِ جنگ میں دشمنوں کے درمیان میں نے فلیش گرینیڈ کی کارکردگی کئی بار دیکھی تھی۔ لیکن یہ میدانِ جنگ نہیں تھا نہ عوام دشمنی تھی۔ گرینیڈز کا ردعمل سو گنا بڑھ کر سامنے آیا۔ ایک حشر بپا تھا۔ کوئی خدا کو یاد کر رہا تھا۔ کوئی اَن دیکھے دشمن کو گالیاں دے رہا تھا۔ کوئی اپنے پیاروں کو آوازیں دے رہا تھا۔ اکثر یہی سمجھ رہے تھے کہ وہ مستقل اندھے اور بہرے ہو چکے ہیں۔ ماحول میں خوف و دہشت کی بُو رچ بس گئی تھی۔ صورتِ حال روسیوں کی سمجھ سے بھی بالا تھی۔ وارن اور بنجامن بہترین جگہ پر تھے۔ شکوف کے ساتھ آنے والا دوسرا روسی ادھ کھلی آنکھوں سے دیوانہ وار بالکونی کی جانب فائرنگ کر رہا تھا۔

وارن نے آڑ چھوڑ دی۔ یہ ایک سیکنڈ کا وقفہ رہا ہو گا۔ روسی نے دیکھ لیا اور فائر کیا۔ گولی سینے میں لگی۔ وارن نیچے گرا۔ چھ فٹ چھ انچ قد کے ساتھ وہ مغلظات بکتا ہوا اٹھا۔ بلٹ پروف نے اسے بچا لیا تھا۔ وہ دوبارہ آڑ میں چلا گیا اور فائر کھولا۔ اس نے سینے اور سر کو نشانہ بنایا تھا۔ ''فور ڈاؤن......''

دو ابھی باقی تھے۔ ہماری منصوبہ بندی اب تک بہت اچھی گئی تھی...... دو روسی باقی تھے۔ شکوف اور اس کا ساتھی۔ جو گریگور کے ہمراہ تھا۔ دونوں بلاسٹ کے اثرات سے نکل رہے تھے۔

''اس کتیا کو ختم کر دو۔'' وہ میری طرف مڑتے ہوئے چلایا۔ گولیاں برسیں...... میں نے جست لگائی اور لڑھکتے ہوئے اپنی گن نکالی۔ کیتھرائن تیس فٹ دور جا چکی تھی۔ روسی لپک رہا تھا۔ میں نے گہری سانس لے کے روکی اور گولی چلائی۔ گولی سیدھی، بھاگتے روسی کی گردن کے پار ہو گئی۔ وہ منہ کے بل گرا۔

''میٹ، تمہارے پیچھے!''

میں تیزی سے گھوما۔ شکوف کی پہلی گولی میرے سینے سے ٹکرائی۔ دوسری بائیں شانے میں اتر گئی۔ اذیت تڑپا دینے والی تھی۔ میں گرا۔ سچ یہ تھا کہ پہلے کبھی میں نے گولی کا ذائقہ نہیں چکھا تھا۔ طوفانِ بدتمیزی میں بھی میں نے کیتھرائن کی چیخ سن لی۔ اس نے مجھے نشانہ بنتے دیکھ لیا تھا۔

''سکس ڈاؤن۔'' بنجامن کی آواز آئی۔

''اوہ، مین۔ یہ میں ہوں۔'' میں کراہ اٹھا۔

''باس کو کور دو...... کور دو......'' وہ چلایا۔

گولیوں کی بوچھاڑ نے شگوف کو آڑ لینے پر مجبور کر دیا۔ سینے پر لگنے والی گولی بلٹ پروف نے روک لی تھی لیکن گولی کے دھکے نے میرے پھیپھڑوں سے ہوا نکال دی تھی۔ یوں لگا جیسے پسلیاں چٹخ گئی ہوں۔ دوسری گولی شانے میں لگی تھی۔ طبی زبان میں یہ فلیش وونڈ تھا۔ ان کے لیے یہ سرسری اصطلاح تھی لیکن یہی زخم جب آپ کے گوشت میں ہو تو بات کچھ سے کچھ ہو جاتی ہے...... میں لڑکھڑاتا ہوا کھڑا ہوا۔

''میٹ، میٹ...... تم ٹھیک ہو؟'' وارن کی آواز آئی۔

''کیتھرائن کہاں ہے؟'' میں نے الٹا سوال کیا۔

''بہت خوف زدہ...... لیکن محفوظ ہے...... اور تم؟''

''نہیں، اس وقت تک نہیں، جب تک شگوف ہاتھ نہ آجائے...... کہاں ہے وہ؟''

''وہ جنوبی ریمپ کی طرف بھاگا ہے۔ میں اس مقام سے اسے نہیں گرا سکتا۔'' بنجامن نے کہا۔

''میں اُس کے پیچھے جا رہا ہوں۔''

''تم زخمی ہو۔''

''مجھے کام ختم کرنا ہے۔'' میں دیکھ رہا تھا کہ وہ بیالیسویں اسٹریٹ کے ایگزٹ میں بھڑکے ہوئے ہجوم میں راستہ بنا رہا تھا۔ اس نے مڑ کر مجھے آتا دیکھا۔ میرے شانے میں آگ لگی ہوئی تھی۔ ایگزٹ ڈور سے بیک وقت زیادہ سے زیادہ دو آدمی نکل سکتے تھے۔ عوام دہشت زدہ تھی۔ شگوف تک پہنچنے میں مجھے دس سیکنڈ لگتے۔ کوئی دوسری راہِ فرار نہیں تھی۔ نیچے جانے کے لیے سب وے کا دوسرا ریمپ خالی پڑا تھا۔ کسی نے اُدھر کا رخ کرنے کی جرأت نہیں کی۔ وہ جانتے تھے کہ گرینڈ سینٹرل پر حملہ ہوا ہے...... عمارت سے نکلنے میں ہی عافیت ہے نہ کہ زیرِ زمین سب وے میں پھنس جانے کا خطرہ مول لیا جائے۔

معاً ایک پاگل آدمی بھیڑ سے الگ ہوا اور نیچے جانے کے لیے سب وے کے ریمپ پر بھاگا۔ وہ شگوف تھا۔ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ بھیڑ کے ساتھ تنگ گزرگاہ سے نہیں گزر سکتا۔

دوسرا جنونی خون اور اذیت کے ساتھ اُس کے پیچھے گیا۔ وہ میں تھا۔

☆☆☆

گرینڈ سینٹرل کا سب وے اسٹیشن بھول بھلیوں کے مانند تھا۔ کئی امکانات تھے۔ اَپ ٹاؤن، ڈاؤن ٹاؤن اور کراس ٹاؤن۔ اس کے ساتھ ساتھ سسٹر اسٹیشن۔ پورٹ اتھارٹی بس ٹرمینل...... ٹائمز اسکوائر میں تھا۔ تمام سسٹم کے مصروف ترین اسٹیشنز۔ ان بھول بھلیوں میں کھو جانا آسان تھا۔

شگوف کے ذہن میں یہی بات تھی۔ جب تک میں نیچے پہنچا وہ غائب ہو چکا تھا۔ سب وے کے مسافر ٹرین سے اتر کے پیچ وے میں جا رہے تھے۔ اوپر جو قیامت کا سماں تھا، وہ اس سے بے خبر تھے۔ میں نے ایک آدمی کو روک کے اسے شگوف کا حلیہ بتایا۔ اس نے میری حالت دیکھی اور اسپتال جانے کا مشورہ دیا۔ تاہم اس نے بتا دیا کہ اس نے ایسا کوئی آدمی نہیں دیکھا۔ وہاں درجن بھر پیچ اور سیڑھیاں تھیں۔ میں نے تیزی سے حساب لگایا۔ پیچ وے باہر جانے کے لیے اسٹریٹ پر نکلیں گے۔ لہٰذا وہاں دہانوں پر پولیس تاک میں ہو گی۔ سیڑھیاں شگوف کو سب وے پر لے جائیں گی جہاں سے وہ منٹوں میں میلوں دور نکل جائے گا لیکن کون سا سب وے؟

میں نے فیصلہ کیا اور ڈاؤن ٹاؤن کا رخ کیا۔ جب ایک نسوانی چیخ بلند ہوئی۔ ایک عورت مخالف سمت کی سیڑھیوں سے چیخ آرہی تھی۔ ''بھاگو۔'' اُدھر ایک مسلح آدمی ہے۔''

میں پلٹ کر اَپ ٹاؤن کی سیڑھیوں کی سمت گیا۔ تین تین سیڑھیاں میں نے بیک وقت طے کیں۔ پلیٹ فارم سنسان تھا۔ شگوف یہیں تھا لیکن عورت کی چیخ پکار نے اسے جگہ چھوڑنے پر مجبور کیا ہو گا۔ مسافر، پولیس، اور نہ شگوف۔

ٹریکس...... وہ دیوانہ تھا۔ کیا وہ فرار کے لیے سرنگ میں گھسے گا؟ میں نے پلیٹ فارم کے کنارے سے سرنگ کی نیم تاریکی میں جھانکا۔ روشنی ناکافی تھی۔ تاہم اگر اس نے ہوشیاری سے کام لیا تو بہ حفاظت یہاں سے اسٹریٹ نمبر 51 اَپ ٹاؤن پر نکل جائے گا۔

''گھوم جاؤ۔'' دفعتاً ایک حیوانی آواز آئی۔

دھڑکن رک سی گئی۔ جنونی میرے عقب میں تھا۔ میری گن بیلٹ میں اٹکی تھی۔ میں جانتا تھا کہ اس کی گن کا نشانہ میرے اوپر کہاں ہونا چاہیے۔ میں آہستگی سے پلٹا۔ اس کے ہاتھ میں یمی آٹومیٹک مارکو، پی ایم تھی۔ جس کا رخ میرے سینے کی جانب تھا۔ آنکھوں سے آگ برس رہی تھی۔

سانس لیتے وقت اس کے پھیپھڑوں سے آواز آتی تھی۔ اس نے دو گولیاں مجھ پر چلائی تھیں۔ مجھے زخمی حالت میں دیکھ کر وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ دھماچوکڑی میں دوسری گولی سینے پر نہیں لگی تھی۔ بصورت دیگر بلٹ پروف کا خیال ہوتا تو گن کا رخ میری کھوپڑی کی جانب ہونا چاہیے تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ وہ وقت کیوں لے رہا ہے؟ اتنا سب کچھ ہونے کے بعد یہ ممکن نہیں تھا کہ وہ مجھے صرف ایک آرٹ اسٹوڈنٹ خیال کرتا۔ پھر کیا بات ہے؟ کیا اسے اب بھی یقین ہے کہ ہیرے میری ملکیت میں ہیں؟ اچھا ہے، مجھے وقت درکار تھا کہ کیسے بچا جائے لیکن میری غلط فہمی جلد ہی دور ہوگئی۔ وہ کچھ نہیں بولا...... وہ ہر چیز بھلا چکا تھا۔ آرٹسٹ کو، کیتھرائن کو اور ہیرے بھی...... اس نے کچھ کہے بغیر میرے دل پر گولی ماری۔ میرا جسم پلیٹ فارم سے اٹھا اور ٹریکس پر جا کے گرا۔ شاک پلیٹ نے گولی کو تو اندر جانے سے روک لیا تھا۔ لیکن اتنے قریب سے چلائی گئی مہلک گولی کا دھچکا ہی دل بند کرنے کے لیے کافی تھا، تکلیف ناقابلِ برداشت تھی......

چند سیکنڈ بعد اس نے قدم بڑھا کے پلیٹ فارم سے نیچے دیکھا۔ ایک غلیظ گالی دی (روسی زبان میں) اور میرے سر کا نشانہ لیا۔ محسوس ہو رہا تھا جیسے میری تمام...... پسلیاں ٹوٹ چکی ہیں...... توانائی کا ایک ایک ذرہ چن کر میں نے کروٹ لینی چاہی۔ تربیت کے مطابق مجھے گولی سے سر کو بچانا تھا لیکن جسم نے ہلنے سے انکار کر دیا۔ میں بمشکل سانس لے پا رہا تھا۔ گولی کو دھوکا دینے کے لیے سانس کی آمدورفت ناکافی تھی۔

مجھ میں اور مردہ آدمی میں کوئی فرق نہیں تھا۔

میں نے گولی کا دھماکا سنا...... بیرل سے شعلہ بھی نکلا لیکن میں زندہ تھا۔ گولی کہاں گئی...... نہیں معلوم۔ تاہم شکوف لڑکھڑا کر سرنگ کی پٹریوں پر گرا۔ کوئی سیڑھیوں سے آیا تھا اور پورے وزن کے ساتھ عقب سے شکوف کو ٹکر ماری تھی۔ یہ کرشمے جیسا تھا۔ بنجامن، وارن یا اسٹیونز ہو سکتے تھے۔ میں ایک ہاتھ کے سہارے اٹھ کے بیٹھا اور جان بچانے والے کو دیکھا۔ میں دنگ رہ گیا۔ وہ کیتھرائن تھی۔ یہی وجہ تھی کہ آنے والے نے دور سے ہی شکوف پر فائرنگ نہیں کی تھی۔

”میتھیو، اس کی گن پکڑو...... گن لے لو۔“ وہ چلا رہی تھی۔ میرے جسم میں اضافی توانائی عود کر آئی۔ شکوف کی گن تلاش کرنے کا وقت نہیں تھا۔ میں نے اپنی گن نکالی۔ شکوف بھی اٹھ گیا تھا۔ اس نے ٹانگ چلائی جو میرے جبڑے پر لگی۔ وہی ٹانگ اس نے میرے خون آلود شانے پر رسید کی۔ میں نے گرنے سے بچنے کے لیے ہاتھ پیچھے رکھے۔ شکوف نے میرا گن والا ہاتھ پکڑا۔ دوسرا ہاتھ میرے چہرے پر جما کر اس نے گن ہتھیانا چاہی۔ اذیت جیسے جان لیے جا رہی تھی۔ میں تقریباً بے ہوش ہو چلا اور گن کھو دی۔

اس نے پھر گالی دی اور گن کا رخ میرے چہرے کی طرف کیا۔ مجھے ادراک تھا کہ مجھے ختم کر کے وہ کیتھرائن کی جان لے گا۔ مجھے کیتھرائن کو وہاں سے بھگانا تھا۔ میں نے دھندلی نگاہ سے پلیٹ فارم کی طرف دیکھا۔ وہ وہیں تھی۔ نیویارک سٹی ٹرانزٹ اتھارٹی کا ٹریش کین اس کے ہاتھ میں تھا۔ جو اس نے سر سے بلند کر کے شکوف کے چہرے پر دے مارا۔ ضرب کے پیچھے خوف کے ساتھ محبت کی طاقت تھی۔ سب سے بڑھ کر آگ کے مانند جلتا ہوا قہرناک غصہ شامل تھا۔ شکوف کا توازن بگڑ گیا۔ رخسار سے خون بہہ رہا تھا۔ وہ عالمِ اشتعال میں میرے زخمی شانے کا سہارا لے کے اٹھا اور مجھے درد کے دریا میں ڈبو گیا۔

دفعتاً مجھے ٹرین نمبر 6 کی آواز آئی۔ آواز شکوف نے بھی سنی۔ اس نے مجھے پھر پلیٹ فارم کو دیکھا۔ مجھے ٹرین کے رحم و کرم پر چھوڑ کے اس نے اپنی جان بچانے کا فیصلہ کیا۔ میری گن اس کے ہاتھ میں تھی۔ وہ وزنی پہاڑ شیر کے مانند جست لگا کر پلیٹ فارم پر گیا۔

کیتھرائن کی چیخ بلند ہوئی۔

مجھے نہیں معلوم کہ کون سی چیز نے مجھے بے ہوش ہونے سے روکا ہوا تھا۔ میں کیونکر متحرک تھا؟ وہ مجھے نیم مردہ سمجھ کر اوپر گیا تھا۔ کیتھرائن کی چیخ نے مجھے ہر چیز سے بے نیاز کر دیا۔ مجھے ڈیڈی کے الفاظ یاد آئے۔ خود کو آگے کی جانب گراتے ہوئے میں نے شکوف کا بایاں ٹخنہ پکڑ لیا اور بچی کچی طاقت سے جھٹکا دیا۔ وہ ایک بار پھر مجھے لیتا ہوا ٹریکس پر گرا۔ میں لڑھکنی کھا کر اس کے سینے پر آیا۔ بال پکڑ کر اس کا سر کئی بار لوہے کی پٹری سے ٹکرایا اور گن لینے کے لیے آگے جھکا۔ تاہم لگ رہا تھا کہ خونی جنگ ہم دونوں کی موت پر ختم ہوگی۔ اس کے بھاری سر کی ٹکر میری ناک پر لگی۔ بلاشبہ ناک چیخ گئی تھی۔

ٹریک پر برونکس جانے والی گاڑی نمودار ہوئی۔ فاسٹ۔ سیٹی کی چیخ بلند ہوئی۔ موٹرمین بھی چلایا۔ تاہم ظاہر ہے، اس کی آواز سنائی نہیں دی۔ وہ اور دیگر دیکھنے والے سمجھ گئے تھے کہ کچھ بھی کر لیا جائے ٹرین کو بروقت روکنا

ناممکن تھا...... لوہے سے لوہا رگڑنے کی آواز ہیبت ناک تھی۔

میں اور شکوف زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا تھے۔ سیکنڈوں کی بات تھی۔ انجام سر پر تھا۔

☆☆☆

گن پر ہم دونوں کے ہاتھ ایک ساتھ آئے۔ ہم دونوں کی لڑائی جس مقام پر تھی، وہاں فاتح ایک تھا۔ صرف ایک۔ ٹرین نمبر 6۔''

میں جان گیا تھا کہ وقت ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ میں نے گن کی طرف سے دھیان ہٹالیا۔ دایاں شانہ پیچھے ہٹایا اور کہنی سے شکوف کی آنکھ میں ضرب لگائی۔ مجھے محسوس ہوا کہ آنکھ کی نچلی ہڈی کریک ہوگئی ہے۔ میں اُچھلا گک مار کے گن اس کے ہاتھ سے چھڑائی اور گھٹنا اس کے حلق پر جما دیا۔ سماعت سے کیتھرائن کی چیخیں ٹکرا رہی تھیں۔ ''میتھیو اوپر آجاؤ۔''

میں نے نیم تاریک سرنگ میں دیکھا۔ سیکنڈ قبل ٹرین کی ہیڈ لائٹس نکتے کے مانند تھیں۔ اب بڑی دکھائی دے رہی تھیں۔ ایمرجنسی بریک لگے ہوئے تھے لیکن ٹنوں وزنی ٹرین آگے ہی آگے چلی آرہی تھی...... شکوف اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن میری پوزیشن بہتر تھی۔

''میتھیو، پلیز...... وہ تمہاری زندگی سے زیادہ اہم نہیں ہے۔ اوپر آجاؤ۔'' کیتھرائن چلائی۔ اس نے مجھے دوسرا چانس دے دیا تھا۔ مکمل تصدیق ہوگئی تھی۔ دکھ درد جیسے جادوئی انداز میں ناپید ہوگیا۔ میں جانتا تھا کہ میں نکلا تو وہ بھی نکل جائے گا...... اب نہیں تو کبھی نہیں...... مجھے اسٹیم روم میں بیٹھا شکوف یاد آیا اس کے پھیپھڑوں کی حالت یاد آئی۔ میں نے گھٹنا حلق سے ہٹا کر سینے پر جما دیا۔ وہ منہ کھول کے ہانپنے لگا۔ میں نے مٹھی بھر کے سیاہ مٹی لی اور اس کے منہ میں ٹھونس دی۔ سانس لینے کی سعی میں مٹی بھی ساتھ چلی گئی۔ میں نے ایک اور مٹھی بھر کر ناک اور منہ پر ڈال دی۔ اس پر یکا یک دمے کا شدید دورہ پڑا۔ آنکھیں خوف سے باہر آگئیں۔

میں اُس کے چہرے پر جھکا۔ ''کیا ہوا، واڈم شکوف؟ یوں لگ رہا ہے کہ تم نے ''گھوسٹ'' دیکھ لیا ہے۔''

اس کی آنکھیں اُبل پڑیں۔ آخری لمحات میں اسے علم ہوا کہ شروع سے اب تک کیا ہوتا رہا اور ''گھوسٹ'' کون ہے۔ میں نے اس کے منہ پر تھوکا اور اٹھ کر بھاگا۔

''میتھیو، تیز اور تیز......'' کیتھرائن کی بلند آواز آئی۔

وسل متواتر شور مچا رہی تھی۔ میں بھاگتے بھاگتے مڑا، ریل پر پھسلتے آہنی پہیے چنگاریاں اڑا رہے تھے۔ موٹرمین کی آنکھیں دہشت سے پھٹی جارہی تھیں۔ پلیٹ فارم پر چڑھنے کا وقت گزر گیا تھا۔ اسٹیشن پانچ سوفٹ کے فاصلے پر تھا۔ اگر میری دم ہوتی تو میں کہہ سکتا تھا کہ ٹرین میری دم سے لگی تھی۔ میں پانچ سوفٹ طے نہیں کر سکتا تھا۔ میں موت کے سفر پر تھا۔

☆☆☆

بہرحال مجھے اپنی، کیتھرائن اور ڈیڈی کی زندگی کے لیے دوڑنا تھا۔ میرا کافی خون ضائع ہوچکا تھا۔ کیتھرائن پلیٹ فارم پر میرے ساتھ ساتھ دوڑ رہی تھی۔ ''میرا ہاتھ پکڑو۔'' وہ چلائی۔ ''میتھیو، میں تمہیں اٹھالوں گی۔''

''نہیں۔'' میں چیخا۔ ''میں تمہیں نیچے کھینچ لوں گا۔''

''مجھے پروا نہیں ہے۔''

اس کے الفاظ بجلی کے مانند میرے تمام جسم میں سرایت کرگئے۔ اگر یہ آخری الفاظ ہیں...... میرے مرنے سے پہلے...... تو میں خوشی خوشی موت کو گلے لگاؤں گا۔

''میں ہر چیز کے لیے تم سے معافی مانگتا ہوں۔'' ظاہر ہے چیخ کر بات کرنی پڑ رہی تھی۔ پیچھے بس نہیں، ٹرین تھی۔ ''میں تم سے محبت کرتا ہوں۔''

میں نے تمام طاقت مجتمع کر کے ''اسپرنٹ'' لگائی۔ گرینڈ سینٹرل کے چار ٹریک تھے۔ درمیان میں ڈبل ٹریک تھا۔ اگر میں وہاں ہوتا تو کھڑا ہو کر ٹرین کو گزرنے دیتا لیکن بیرونی ٹریک، ڈیتھ ٹریک تھا...... جہاں ایک طرف پلیٹ فارم اور دوسری جانب دیوار تھی۔ ٹرین نے شکوف کی کہانی ختم کردی تھی اور بریک کے باوجود میرے پیچھے پھسل رہی تھی۔

بچت کی واحد امید، دیوار کا سروس ڈور تھا۔ میں اسے بیس فٹ کے فاصلے پر دیکھ رہا تھا۔ میں ڈور تک پہنچ گیا اور ہینڈل کھینچا، لاک۔

سوفٹ مزید بھاگنا تھا۔ دفعتاً مجھے احساس ہوا کہ ٹرین کی رفتار کم ہو رہی ہے اور اسی وقت میرا پیر اُلجھا۔ میں منہ کے بل ٹریک کے درمیان گند میں گرا۔ کھیل ختم۔ مجھے آرام محسوس ہوا۔ ساتھ ہی علم ہوا کہ موت کیا ہوتی ہے۔ تاہم میری زندگی میں آنے والی حسین ترین لڑکی حیات تھی۔ محفوظ تھی۔ اسی مقصد کے لیے میں نیویارک آیا تھا۔

مشن مکمل ہوگیا تھا۔ ٹرین رک نہیں سکتی تھی۔

ناقابلِ شکست گھوسٹ ہار گیا تھا...... ٹرین ٹریک پر مر رہا تھا۔

☆☆☆

اسٹیونز پہنچا تو وہ پلیٹ فارم پر ہچکیوں کے ساتھ رو رہی تھی۔ اسٹیونز نے اس کا چہرہ شانے میں چھپا لیا۔ کیتھرائن کا بدن شدت سے لرز رہا تھا۔

''اسٹیونز، میں خوش ہوں کہ تم نے کیتھرائن کو پالیا۔ اگر اسے کچھ ہو جاتا تو میٹ (میتھیو) برا سلوک کرتا۔

''وارن......'' اسٹیونز ہچکچایا۔

''وہاٹ؟ خاموش کیوں ہو؟''

''میٹ از ڈیڈ...... وہ اور شکوف ٹریک پر گتھم گتھا تھے...... ٹرین...... دونوں کو لے گئی۔'' اسٹیونز نے اٹک اٹک کر بتایا۔

''ٹرین تو رکی ہوئی ہے؟'' وارن کی آواز اٹک گئی۔

''وہ بروقت نہیں رکی تھی۔''

وارن نے دیکھا۔ ٹرین کی تین کاریں اب تک سرنگ میں تھیں۔ ٹرین کے دروازے بند تھے۔ مسافر کھڑکیوں سے سمجھنا چاہتے تھے کہ کیا ہو رہا ہے۔ موٹر مین باہر اسٹیل کے کالم کے ساتھ پشت لگائے بیٹھا تھا۔ ایک کاپ گھٹنوں کے بل اس کے قریب جھکا ہوا تھا۔ ''اوہ گاڈ، گاڈ...... یقین نہیں آتا۔''

''مسٹر پیریز، پُرسکون رہو۔'' کاپ نے تھپکی دی۔ ''پیرامیڈیکس آرہے ہیں۔''

''کیوں؟ وہ دونوں مر چکے ہیں۔''

''مجھے بیان چاہیے کوئی مدد کرے گا۔'' پولیس مین نے پلیٹ فارم کی طرف دیکھا۔ پھر وہ موٹر مین کی طرف متوجہ ہوا۔ ''کوئی کودا تھا؟ کسی نے چھلانگ لگائی...... کیا ہوا تھا؟''

''مجھے نہیں معلوم۔ میں نے دیکھتے ہی بریک لگا دیے تھے۔ ایک نیچے گرا ہوا تھا۔ دوسرا شاید مدد کر رہا تھا۔'' اس نے آنکھیں بند کر کے سر ہاتھوں میں لے لیا۔ ''گرے ہوئے آدمی کے لیے کوئی چانس نہیں تھا۔ دوسرے آدمی نے بھاگنا شروع کر دیا جب ٹرین کی رفتار کم ہونے لگی، وہ بھاگ رہا تھا۔ وہ بچ سکتا تھا لیکن اچانک گر گیا۔ میرا کوئی قصور نہیں تھا۔''

پانچ پولیس مین اور آگئے۔ ان میں ایک سارجنٹ تھا۔

''کوئی گواہ؟'' سارجنٹ نے سوال کیا۔

موٹر مین نے کیتھرائن کی طرف اشارہ کیا۔ اس وقت تک درجن بھر کے قریب مسافر اندر فرنٹ کار کے قریب آگئے تھے۔ وہ کھڑکیاں بجا کے باہر آنے کے لیے شور کر رہے تھے۔

''میں مسافروں سے بات کر کے آتا ہوں۔'' سارجنٹ نے کہا۔

پولیس والے مصروف ہیں۔ ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہیے۔'' بنجامن نے کیتھرائن کے کان میں سرگوشی کی۔

''میں نہیں جا سکتی۔'' وہ روہانسی آواز میں بولی۔ ''میتھیو، وہاں اب تک نیچے ہے۔''

''کیتھرائن تمھیں چاہیے کہ تم اسے نہ دیکھو۔ وہ تمھیں بچانے آیا تھا۔ وہ اس دنیا سے کامیاب اور خوش گیا ہے۔ اب تمھاری حفاظت ہماری ذمّے داری ہے۔'' اسٹیونز نے کہا۔

تاہم کیتھرائن نے انکار کر دیا۔ وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی۔ ''میتھیو آئی لو یو...... لو یو سو مچ۔'' وہ بولی۔

اچانک ٹرین کے نیچے سے ایک نحیف آواز آئی۔ ''تم لوگ کسی کو تلاش کرو جو یہ ٹرین مجھ پر سے ہٹا سکے۔ محبت والی بات تم میرے منہ پر کہہ سکتی ہو۔''

☆☆☆

میں دوسری کار کے نیچے ٹریک کے درمیان لیٹا تھا۔ چالیس ٹن وزن میرے اوپر سے گزر کر رکا۔ میں ساکت پڑا رہا۔ پھر شاید میں بے ہوش ہو گیا تھا۔ میں ہوش میں آیا تو کیتھرائن کی آواز سنی جو اظہارِ محبت کر رہی تھی۔

پلیٹ فارم سے کیتھرائن کے رونے اور میرے آدمیوں کے شور مچانے کی آوازیں بلند ہوئیں۔ وہ ہنس رہے تھے۔ نعرے لگا رہے تھے۔ تکنیکی وجوہات کی بنا پر مجھے نکالنے میں تیس منٹ مزید صرف ہوئے۔

میں اسٹریچر پر تھا۔ کیتھرائن مجھ سے لپٹی ہوئی تھی۔ بمشکل اسے ہٹایا گیا۔ موٹر مین کے چہرے پر سفیدی چھائی ہوئی تھی۔ وہ بار بار معذرت کر رہا تھا کہ اس نے تاخیر سے دیکھا تھا۔

''اس کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ آدمی خاتون کو مارنا چاہتا تھا اور مجھے بھی۔ وہ شیطان تھا۔ تمھارا شکریہ۔ تم نے ہم دونوں کو بچایا۔''

☆☆☆

میں بیلی ووا اسپتال میں تھا۔ ایمرجنسی میں ڈاکٹرز نے خون چڑھایا اور شانے سے گولی نکالی۔ ناک اور پسلیوں کی

حالت سنبھلنے میں چھ ہفتے صرف ہوئے تھے۔ گولی نکالنے کے بعد مجھے دبا کے درد کش ادویات دی گئیں۔ کیتھرائن میرے کمرے میں کرسی پر سو رہی تھی۔ تینوں جاں نثار، باری باری کمرے کے باہر ڈیوٹی دے رہے تھے۔ دو دن بعد دوپہر میں، پہلے ملاقاتی تشریف لائے۔ سراغ رساں گاربر اور این وائی پی ڈی کا ناتھن واٹ۔ انہوں نے خیر خیریت کے بعد سوالات کی اجازت چاہی۔

میں نے بتایا کہ وہ کوئی جنونی تھا۔ جس نے ہم دونوں پر حملہ کیا۔ میں نے مدافعت کی لیکن فیصلہ ٹریک پر ہوا۔ سب وے میں۔ کیتھرائن نے اثبات میں سر کو جنبش دی۔

''تم دونوں میں سے کوئی اسے جانتا تھا؟''

''نہیں۔''

واٹ مسکرایا۔ ''وہ واڈم شگوف تھا۔ جس کا مجرمانہ ریکارڈ دو براعظموں تک وسیع ہے۔ یہ بھیانک جرائم تھے لیکن پہلی مرتبہ اس نے کسی بے گناہ جوڑے پر حملہ کیا تھا...... کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ تمہارے لیے اجنبی تھا؟''

''شیور، میں ایک آرٹ اسٹوڈنٹ ہوں۔''

''ہاں، اور ایک وار ہیرو۔'' گاربر نے کہا۔ ''تم لوگوں کے علم میں ہے کہ شگوف نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ گرینڈ سینٹرل میں دہشت گردی کی تھی؟''

''ہاں، اخبارات کے ذریعے پتا چلا تھا۔'' کیتھرائن نے کہا۔

''مزید معلومات کے لیے ہمیں وڈیو دیکھنا پڑے گی۔''

کیتھرائن نے چونک کر میرا ہاتھ دبایا۔

''اوہ، نو۔'' گاربر نے کہا۔ ''یہ اسٹیٹ کا پس کا مسئلہ ہے۔ کیا تم دونوں کے پاس بتانے کے لیے کوئی اور بات ہے؟''

''نو، سر۔'' میں نے کہا۔

''گاربر، میرا خیال ہے کہ ہمیں وار ہیرو کو اپنی دوست کے ساتھ آرام کرنے دینا چاہیے۔'' وہ اٹھ گئے۔

☆☆☆

ستمبر کی شام تھی۔ پرنس ماسکو کی سڑکوں پر جاگنگ کر کے آرہا تھا۔ زندگی پُرسکون تھی۔ بچپن سے لے کر اب تک اس نے پہلی بار مسرت محسوس کی تھی۔ خوشی اور سکون۔ بہت بڑی قیمت کے بدلے میں یہ دن اس کے لیے نعمت کے مانند تھے۔ اسے اور سنڈیکیٹ کو بھا ماس میں ہی علم ہو گیا تھا کہ شگوف اور اس کے آدمی مارے جا چکے ہیں اور ہیروں کی برآمدگی کے امکانات معدوم ہو چکے ہیں...... پرنس نے پارک سلوپ والا مکان فروخت کیا۔ اکاؤنٹس خالی کیے۔ دس لاکھ دینے کے بعد بھی ان کے پاس اتنا بچ گیا تھا کہ وہ ماسکو میں پُرسکون زندگی گزار سکیں۔ وہ دسویں منزل کے کشادہ اپارٹمنٹ میں مقیم تھے۔ تین مہینے گزر گئے تھے۔ سنڈیکیٹ کی جانب سے خدشات، پرنس کے ذہن سے نکلنا شروع ہو گئے تھے۔

جاگنگ کے بعد وہ اپارٹمنٹ تک پہنچا۔ وہاں اس کے گمان کے برخلاف چار مسلح افراد پہلے سے موجود تھے۔ نتالیا ڈائننگ روم کی کرسی کے ساتھ بندھی تھی۔ منہ پر ٹیپ اور آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ ''تم لوگوں کی ہمت کیسے ہوئی؟'' وہ چلایا اور نتالیا کو آزاد کرانے کے لیے کرسی کی طرف گیا۔ ایک آدمی نے گن کا دستہ اس کے منہ پر مارا۔ پرنس کا دانت ٹوٹ گیا۔ خون بہہ نکلا۔ پرنس نے اسے پہچاننے کی کوشش کی۔ لیکن حملہ آور کے چہرے پر نشانات اور اسکین گرافٹنگ کے باعث وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ کچھ دیر بعد اسے بھی کرسی میں جکڑ دیا گیا۔

''کون ہو؟ کس نے بھیجا ہے تمہیں؟''

''کسی نے نہیں۔ ہماری مرضی...... ہماری پارٹی۔''

بدنما چہرے والے نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا۔ سب قہقہہ بار تھے۔

''میں ڈائمنڈ سنڈیکیٹ سے ڈیل کر کے آیا ہوں۔ وہ زکون کوڈ (روسی آرگنائزڈ کرائم/مافیا) کی خلاف ورزی پسند نہیں کریں گے۔''

''ہمارا سنڈیکیٹ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہم صرف ''بگی تا پریما کوو'' کو جانتے ہیں۔''

کئی دہائیوں کے بعد پرنس نے اپنا اصلی نام سنا تھا۔

حملہ آور نے ایک اور بھرپور گھونسا پرنس کے چہرے پر مارا...... ٹیپ کے باوجود نتالیا کی چیخ نکل گئی۔ جس کے ردِعمل میں اسے گالی کے ساتھ تھپڑ بھی کھانا پڑا۔

''میں تمہیں جان سے مار دوں گا۔'' پرنس نے خود کو آزاد کرانے کی جدوجہد کی۔

''تمہارے مار دھاڑ کے دن ختم ہو چکے ہیں۔'' لیڈر نے گھونسا پرنس کے کان پر مارا...... کان سن ہو گیا۔ ''میرا نام میکم ڈیکی ٹروف ہے۔ ڈیکی ٹروف کیب کمپنی یاد ہے؟''

پرنس کو یقین ہو چلا تھا کہ یہ آدمی سنڈیکیٹ کے نہیں ہیں...... پھر کون ہیں؟ حملہ آور نے بتا کے اس کا ذہن صاف کر دیا اور دہشت کی لہر جسم میں سرایت کر گئی۔ اس کا سر چکرانے لگا۔ اس نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی۔ ماضی بعید کے واقعات اس کے تصور میں گھوم گئے۔ ''تم نے میرے

باپ، بھائی، انکلز، کزنز سب کو ختم کر دیا تھا۔ میں اس دن تاخیر سے پہنچا تھا۔ گیراج کی جگہ آگ کا الاؤ تھا۔" لیڈر نے کہا۔ "ستائیس افراد مارے گئے۔ میں نے بچانے کی ناکام کوشش کی۔ میری ہونے والی دلہن بھی ماری گئی۔ وہ وہاں کام بھی نہیں کرتی تھی۔ وہ مجھے فوٹو دکھانے اور کیک لے کر آئی تھی۔ ہماری شادی میں دو دن رہ گئے تھے۔"

"میں نے کچھ نہیں کیا تھا۔" پرنس بلبلایا۔ "واڈم شکوف ذمے دار تھا۔"

"شکوف...... وہ تمہارا پالتو کتا...... وہ تمہارے حکم پر دُم ہلاتا تھا۔ تم نے تین نسلیں تباہ کر دیں۔"

"تمہیں کیا چاہیے...... میں ادا کر دوں گا۔"

"ہم یہاں پیسوں کے لیے نہیں آئے۔ شادی کی رسم ہوگی۔" وہ چلّایا اور کیسٹ پلیئر نکالا۔ "شروع ہو جاؤ۔" سب نے فرضی گلاس اٹھائے۔ میوزک بجنا شروع ہوئی۔ چاروں بے ہنگم انداز میں ناچ رہے تھے...... نتالیا کی کرسی کے گرد۔

پرنس کا دماغ ماؤف ہو گیا۔ نتالیا کے منہ سے ٹیپ ہٹا دیا گیا۔

"دلہن کو اوپر اٹھاؤ۔" لیڈر نے کہا۔ انہوں نے ایک ایک پایہ پکڑ کر کرسی سر سے بلند کی۔ نتالیا دس فٹ اونچائی پر تھی۔ اس کی دہشت بھری چیخ سنائی دی۔ "پاپا۔"

"پلیز۔" پرنس گڑگڑایا۔ "جو کچھ میرے پاس ہے لے لو...... تین ملین ڈالرز......"

لیڈر نے کک مار کے ٹیرس ڈور کھولا۔ نتالیا کو احساس ہو گیا۔ اس کا چہرہ چونے کے مانند سفید پڑ گیا تھا۔ "پلیز۔" کرسی باہر پھینک دی گئی۔ نتالیا کی چیخ پکار ناقابلِ برداشت تھی۔ پرنس نے قے کر دی۔ ذہن میں اندھیرا چھا گیا۔ اسے بھی اٹھا کر بلندی سے باہر پھینک دیا گیا۔ آخری الفاظ اس کے کانوں میں پڑے۔ نفرت بھرے الفاظ......

خوش قسمت تھا۔ آسان موت کا شکار ہوا۔

☆☆☆

ہم ایک بار پھر پیرس میں تھے...... ایک ہفتہ گزار کے واپس آئے۔ اس وقت اپارٹمنٹ میں وارن، بنجامن، اسٹیونز، میں اور کیتھرائن ایک ساتھ موجود تھے۔ پیرس کے بارے میں سوال جواب ہوئے۔

"اب کیا کرنا ہے؟"

"ہاں، کوئی "جاب" نظر نہیں آ رہی۔" اسٹیونز بولا۔

"اسی لیے ہم یہاں ہے۔" میں نے کہا۔ "بہت بڑی جاب ہے۔"

"ارشاد، ارشاد۔"

"کسی کو ٹھکانے لگانا ہے۔" میں نے کہا۔

"کس کو؟" بنجامن نے پوچھا۔

"پہلے یہ سنبھالو۔" میں نے تین لفافے آگے بڑھائے۔ "ایڈوانس پے منٹ۔"

انہوں نے لفافے جیبوں کی طرف بڑھائے۔

"نہیں، نہیں...... کھول کے دیکھو۔"

"کیا مطلب، ہم تیار ہیں۔"

"کھولو تو......"

ایک ایک کر کے انہوں نے لفافے کھولے اور یکے بعد دیگرے ردِعمل پیش کیا۔ جو ملتا جلتا تھا۔ منہ کھل گئے تھے۔

"یہ...... یہ کیا ہے؟ کیا پریذیڈنٹ کو ختم کرنا ہے؟" بنجامن نے کہا۔

"نہیں۔" میں نے کہا۔

"پھر کون ہے؟"

"گھوسٹ!"

"کیا کہہ رہے ہو؟ گھوسٹ کو ختم کرنے کے لیے ہر ایک کے لیے ملین ڈالرز؟"

"گھوسٹ میں ہوں۔ مجھے مارنا نہیں ہے۔ غائب کرنا ہے۔ گھوسٹ کا سفر ختم سمجھو۔ یہ گھوسٹ کی ریٹائرمنٹ پارٹی ہے۔ اور یہ بونس چیک ہیں۔"

"میٹ ملین ڈالرز۔" وارن نے کہا۔

"یہ ڈائمنڈ سنڈیکیٹ کا پیسا ہے۔ مجھے شیئر کر کے خوشی ہوگی۔ مجھے مسرت کا احساس ہے کہ میں نئی زندگی شروع کرنے جا رہا ہوں۔"

"کیوں میٹ؟"

"کیتھرائن کے لیے۔"

"تم ہمیں مس کرو گے۔"

"تم لوگ کہیں نہیں جا رہے، تم میرے دوست ہو اور رہو گے۔ ہم فشنگ شکار کریں گے...... پوکر کھیلیں گے۔"

کچھ دیر کے لیے وہاں خاموشی چھا گئی۔

بالآخر بنجامن نے جام اٹھایا۔ "میتھیو اور کیتھرائن کی خوشی اور صحت کے نام پر۔"

"اور گھوسٹ کے نام پر۔" میں نے کہا۔ "مے ہی ریسٹ اِن پیس۔"

❖❖❖